ایک سو ایک

اولیاء اللہ خواتین

خواجہ شمس الدین عظیمیؒ

www.ksars.org

Khwaja Shamsuddin Azeemi Research Society

ایک سو ایک

اولیاءاللہ خواتین

خواجہ شمس الدین عظیمی

انتساب

اکیسویں صدی میں

انسانی معاشرہ پر

حکمران خواتین کے نام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ماں کی نافرمانی پر جنت حرام کر دی گئی ہے۔

فہرست

KSARS

KSARS

KSARS

KSARS

پیش لفظ

مرد اور عورت

عورت اور مرد دونوں اللہ کی تخلیق ہیں مگر ہزاروں سال سے زمین پر عورت کے بجائے مردوں کی حاکمیت ہے۔ عورت کو صنفِ نازک کہا جاتا ہے۔ صنفِ نازک کا یہ مطلب سمجھا جاتا ہے کہ عورت وہ کام نہیں کرسکتی جو کام مرد کرلیتا ہے۔ عورت کو ناقص العقل بھی کہا گیا ہے۔ سو سال پہلے علم و فن میں بھی عورت کا شمار کم تھا۔ روحانیت میں بھی عورت کو وہ درجہ نہیں دیا گیا جس کی وہ مستحق ہے۔ غیر جانبدار زاویے سے مرد اور عورت کا فرق ایک معمہ بنا ہوا ہے۔

قرآن پاک میں تفکر ہمارے اوپر یہ حقائق منکشف کرتا ہے کہ مرد اور عورتیں دونوں تخلیقی راز و نیاز ہیں۔ دونوں میں صلاحیتیں موجود ہیں اگر مرد کسی صلاحیت میں عورت سے قدرے زیادہ ہے تو بالمقابل مرد بھی کئی صلاحیتوں میں عورتوں سے کم ہے۔ علم سے آراستہ ہر فرد جانتا ہے کہ زمانہ کبھی ایک رخ پر قائم نہیں رہتا۔ اس میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔

تاریخ ہر دس ہزار سال بعد خود کو دہراتی ہے۔ جہاں پانی ہے وہاں زمین ظاہر ہو جاتی ہے، جہاں زمین ہے وہاں پانی مظہر بن جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سمندر خشک زمین میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور خشک زمین سمندر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس طرح پرانا سسٹم ختم ہو جاتا ہے اور نیا معاشرہ وجود میں آتا رہتا ہے۔ اکیسویں صدی میں جس طرح تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اس کے مطابق اب معاشرے پر عورت کی حکمرانی قائم ہو جائے گی۔

ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ عورت کو اس کے اصل مقام سے باخبر کردیں تاکہ عورت جب معاشرے پر حکمران بن جائے تو زمین پر فساد اور دریائے خون و ہلاکت سے محفوظ و مامون رہے۔

عورت اور نبوت

دانشور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نوعِ انسانی کی فلاح و بہبود کے لئے جتنے نبی بھیجے ہیں وہ سب مرد ہیں۔ اللہ نے عورت کو نبی نہیں بنایا۔ یہ دلیل بھی پیش کی جاتی ہے کہ "اگر عورت میں علمی فضیلت ہوتی تو اسے پیغمبر کا اعزاز ضرور حاصل ہوتا۔"

ہر ذی فہم انسان اس بات کا ادراک رکھتا ہے کہ انبیاء کرامؑ نے نوع انسانی کو اچھائی اور برائی کے تصور سے آگاہ کیا ہے۔ فطرت الٰہیہ کے مطابق انہوں نے تمام قاعدے اور ضابطے انسان کو بتا دیئے ہیں۔ جب ہم لفظ انسان بولتے ہیں تو اس سے مراد عورت اور مرد دونوں ہیں۔ عورت بھی مکمل انسان ہے۔ اس میں بھی نوع انسانی کی ہر صلاحیت موجود ہے۔

معاشرے میں جب برائیاں نیکیوں سے تجاوز کر گئیں اور ہر سمت شیطنت پھیل گئی تو اللہ تعالیٰ نے نبی مبعوث فرمائے۔ نبی ان اقوام پر بھیجے گئے جن اقوام نے قوانین فطرت سے انحراف کیا اور حق اور صداقت کے بجائے کفر و شرک اختیار کیا۔

سات ہزار قبل مسیح تک تاریخی حوالے سے زمین پر عورتوں کی حکمرانی کے آثار ملتے ہیں۔ اس نظام کو مادری معاشرہ کہا گیا۔ اس نظام میں انسان فطرت اور جبلت کی رہنمائی میں معاشرتی قدروں کا پابند تھا۔

پورے نظام پر عورت کی گرفت مضبوط تھی پھر نسلی تعصب، سیاست اور سازشوں سے ایک بڑا انقلاب آیا اور مادری نظام کی جگہ "پدرانہ نظام" رائج ہو گیا۔

نبی کی تعریف اور وحی

نبی وہ ہوتا ہے جس پر وحی نازل ہو اور وہ وحی کے مفہوم کو سمجھتا ہو۔

وحی کے لفظی معنی ہیں۔

۱۔ اشارہ کرنا ۲۔ پیغام بھیجنا ۳۔ الہام یعنی دل میں کوئی بات ڈالنا

۴۔ مخفی کلام ۵۔ مخفی یا غیبی آواز ۶۔ مخفی طریقے سے کوئی بات سمجھنا

وحی میں پیغام کے ذرائع

۱۔ فرشتہ کا گھنٹی کی جھنجھناہٹ کے ساتھ آنا اور پیغام دینا۔

۲۔ فرشتہ کا انسانی شکل میں آنا۔

۳۔ مکھیوں کی بھنبھناہٹ۔

۴۔ فرشتہ کا خواب میں آ کر کلام کرنا۔

۵۔ حالتِ بیداری یا خواب میں خود اللہ کا کلام کرنا۔

۶۔ یا جس طرح اللہ چاہے۔

۷۔ پیغام رسانی کا کوئی وسیلہ نہ ہو اور پیغام بغیر کسی درمیانی واسطے کے پہنچ جائے۔ جیسے رویائے صادقہ۔

۸۔ گھنٹیوں کی آواز سے پیغام اخذ کرنا۔

۹۔ القا اور الہام

گفتگو کے طریقے

اللہ اور انسان کے درمیان قرآن نے گفتگو کے تین واضح طریقے بتائے ہیں۔

ترجمہ: ''کسی بشر کی یہ قدرت نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے اس کی بات یا تو وحی کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا پھر کوئی پیغامبر بھیجتا ہے اور پیغام دیتا ہے اللہ جو چاہتا ہے۔'' (سورۃ شوریٰ: ۵۱)

حاصل کلام یہ ہوا کہ وحی اس طریقے کو کہتے جس میں پیغام بھیجنے والے اور جسے پیغام بھیجا جا رہا ہے ان دونوں کے درمیان راز ہو اور اس پیغام رسانی کے طریقے سے دوسرا کوئی واقف نہ ہو۔

وحی کی قسمیں

وحی کا نزول دو طرح ہوتا ہے۔

(۱) جلی (۲) خفی

جلی وحی:

یہ طریقہ ان انبیاء سے متعلق ہے جو نبی اور رسول ہوئے ہیں۔

خفی وحی:

اللہ جب اپنے کسی خاص بندے کو حکم دیتا ہے تو اسے وحی خفی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ الہام یا القا کرتا ہے یا خواب میں اسے ہدایت دی جاتی ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کر رہے ہیں اور جس طرح رسول اللہ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کو خواب میں زم زم کا نشان بتایا گیا اور پھر ان کا القا اور الہام ہوتا رہا۔ حضرت عبدالمطلب نبی نہیں تھے۔

وحی کی ابتداء

بندے کو ایک آواز سنائی دیتی ہے اور بولنے والا نظر نہیں آتا۔ جیسے حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر آواز سنی تھی جو ایک درخت سے آتی ہوئی معلوم ہوئی مگر بولنے والا نظر نہیں آیا۔

وحی کی ابتداء رویائے صادقہ سے ہوتی ہے۔

خاتم الانبیاء رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق:

''رویائے صادقہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

سچے خواب

ہم سب جانتے ہیں کہ رویائے صادقہ عورت اور مرد دونوں کو نظر آتے ہیں۔

قرآن کریم میں ہے:

''(اے محمد ﷺ) تم یہ توقع نہیں کرتے تھے کہ یہ کتاب تم پر القا کی جائے گی۔''

یہاں ''القا'' وحی کے معنی میں ہے لیکن ایک اور مقام پر حضرت موسیٰؑ سے کہا گیا:

''(اے موسیٰؑ(جب ہم نے تمہاری والدہ کی طرف وحی کی۔''

یہاں ''وحی'' القا اور الہام کی شکل میں ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ القا اور الہام بھی وحی کی طرح ہیں۔

ابن عربی کہتے ہیں:

''اور وحی کی ایک قسم الہامی ہے جو اللہ تعالیٰ کسی ظاہری سبب کے بغیر دل میں ڈال دیتا ہے۔''

جلال الدین سیوطی کہتے ہیں:

''آپ کے قلب مبارک میں کلام الٰہی پھونک دیا جاتا تھا۔(یعنی القا ہو جاتا تھا)۔''

ابو اسحاق نے کہا ہے:

''اصل وحی کا مطلب ہے کہ مخفی طور پر کسی کو بات بتا دینا۔''

الازہری کہتے ہیں:

''وحی اشارہ یاایمادونوں نام سے موسوم ہے۔''

سچے خواب، فرشتے کی ہمکلامی، القااور الہام وغیرہ وحی کی مختلف صورتیں ہیں اور نبی *مہبط(*مہبط کے معنی ہیں کسی چیز کانازل ہونایا اترنا)وحی ہونالازمی امر ہے۔

اس سے یہ ثابت ہوتاہے کہ جو فرد(مرد ہویاعورت)وحی کامہبط ہونے کی صلاحیت رکھتاہے وہ نبوت کے فرائض اداکرنے کے لائق ہے اوراللہ تعالیٰ جس کو چاہیں منصب نبوت پر فائز کر سکتے ہیں۔

انسان(مرد وعورت)مہبط وحی ہے۔اگر عورت پر وحی نازل ہوسکتی ہے تو وہ اللہ کے چاہنے سے نبی بھی ہوسکتی ہے۔الہامی اساطیر اور آسمانی کتابیں اس امر کی گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کی طرف وحی کی ہے اسی طرح عورتوں کی جانب بھی بذریعہ وحی پیغام بھیجے ہیں۔

خواتین پر وحی جلی بھی نازل ہوئی ہے اور وحی خفی بھی۔عورتوں کوالہام بھی ہوتاتھااور انہیں القا بھی کیاجاتا تھا۔ان کے پاس پیغام الٰہی لے کر فرشتے بھی آچکے ہیں اور فرشتوں نے انسانی صورت میں ان سے تادیر کلام بھی کیاہے۔توریت،انجیل اور قرآن اس کی شہادت فراہم کرتے ہیں۔

''اور ہم نے موسیٰؑ کی ماں کو بذریعہ وحی پیغام بھیجاکہ اس کو تم دودھ پلاؤاور پھر جب تمہیں اس کی طرف سے اندیشہ ہو تواس کو دریا میں ڈال دواور کوئی اندیشہ اور فکر مت کرو ہم اس کو ضرور تمہارے پاس واپس پہنچادینگے۔''

(سورۃ قصص:۷)

''(اے موسیٰؑ)جب ہم نے تمہاری ماں کو وحی کی،جو بھی وحی کی۔''

(سورۃ طٰہٰ:۳۹)

اسی طرح قرآن کریم نے حضرت مریمؑ کی طرف بذریعہ القاءوحی کی شہادت دی ہے۔

''اوراس کا''کلمہ'' جسے اللہ نے بذریعہ القاءمریم کی طرف وحی کیا۔''

(سورۃالنساء:۱۷۰)

آخری کتاب قرآن کریم اور تمام آسمانی کتابیں اس بات کی شاہد ہیں کہ اللہ نے الہام والقاء کے ذریعے عورت کے پاس فرشتے کو بھیجا اور فرشتے نے بیٹے کی پیدائش کی خبر دی۔

بائبل میں ایسے کئی واقعات مذکور ہیں جہاں فرشتے نے عورتوں سے کلام کیا ہے۔ جن عورتوں نے فرشتوں سے براہ راست بات کی ان میں ایک نام منوحہ شخص کی بیوی کا ہے۔ منوحہ کی بیوی بانجھ تھی خدا کے فرشتے نے اسے بیٹا ہونے کی خوشخبری دی۔

''خدا کے فرشتے نے دکھائی دے کر اس سے کہا، دیکھ تو بانجھ ہے اور تجھے حمل نہیں ٹھہرتا پر تو حاملہ ہوگی اور بیٹا ہوگا۔ سو خبر دار رہ کہ نشہ کی چیز نہ پینا اور کوئی ناپاک چیز نہ کھانا۔ اس کے سر پر کبھی استرا نہیں پھروانا اس لئے کہ وہ لڑکا پیٹ ہی سے خدا کا نذیر ہوگا۔''

قفساۃ: باب ۱۳: انسان ۳ تا ۵)

اس کے بعد وہ عورت حاملہ ہوئی اور اس کے یہاں ایک انتہائی خوبصورت بیٹا پیدا ہوا۔ یہ وہی لڑکا ہے جس کا نام تاریخ میں سیمسن (Samson) بیان کیا گیا ہے۔

حضرت مریمؑ کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے مریمؑ کو اللہ کا پیغام سنایا۔

''پس ہم نے خاص فرشتہ ان کے پاس بھیجا۔ وہ ان کے سامنے انسان بن کر ظاہر ہوا۔ مریم اس سے کہنے لگی۔ میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ فرشتے نے جواب دیا۔

میں تو صرف تمہارے پروردگار کی طرف سے بھیجا گیا ایک ایلچی ہوں اور تمہیں ایک پاکیزہ لڑکے کی خبر دینے آیا ہوں۔

انہوں نے کہا۔ بھلا میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہو سکتا ہے نہ مجھے کسی مرد نے چھوا اور نہ میں بد چلن ہوں۔

فرشتے نے جواب دیا تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ یہ میرے لئے آسان ہے اور ایسا ہی ہوگا تاکہ ہم لوگوں کے لئے اس کو نشانی بنا دیں۔ یہ بات طے شدہ ہے۔

پھر مریمؑ کو حمل قرار دیا گیا پھر وہ اسے لئے کہیں دور چلی گئیں۔

ان کو دردِ زہ ہوا۔ وہ اس درد کے سبب ایک کھجور کے درخت کے نیچے چلی گئیں۔

کہنے لگیں۔ کاش میں پہلے مر گئی ہوتی اور لوگ مجھے بھلا چکے ہوتے!

پھر فرشتے نے مریمؑ کو پکارا اور کہا۔ غم مت کرو تمہارے پروردگار نے تمہارے قریب ہی ایک نہر جاری کر دی ہے تم اس کھجور کے تنے کو ہلاؤ اس سے تم پر تازہ کھجوریں گریں گی تم انہیں کھاؤ

اور اگر کوئی شخص تم سے بات کرے تو کہہ دینا۔ میں نے خدائے رحمٰن کے لئے روزے کی نذر مان رکھی ہے ان سے کہہ دینا آج میں کسی سے بات نہیں کرونگی۔"

(سورۃ مریم:۱۷۔۲۶)

اللہ کی طرف سے بھیجے گئے پیغامبر فرشتے نے حضرت مریمؑ سے طویل گفتگو کی۔ اس طرح قرآن میں عورت کے مہبط وحی ہونے کی شہادت موجود ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے اللہ نے مرد کو اتنا بڑا بنا دیا کہ نبی اور رسول ہو اور عورت کو اتنا پست کر دیا کہ وہ نبی نہیں ہوئی۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"یہ تم لوگوں کی غلط فہمی ہے۔ اگر نبیوں کا سر کسی کے آگے جھکا ہے تو وہ "ماں" ہے اور ماں عورت ہے۔"

ایک بار حضرت رابعہ بصریؒ سے سوال کیا گیا کہ اللہ نے مردوں کو نبی بنایا ہے لیکن کوئی عورت نبیہ نہیں ہوئی۔

حضرت بی بی صاحبہؒ نے جواب دیا۔

"تم ٹھیک کہتے ہو مرد کو صرف نبوت پر ہی فوقیت نہیں ہے۔ مرد نے خدائی کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ مگر کسی عورت نے نمرود، شداد اور فرعون کی طرح خدائی کا دعویٰ نہیں کیا۔"

حضرت موسیٰؑ جب کوہ طور پر تشریف لے گئے اور انہیں وہاں تیس دن کے بجائے چالیس دن قیام کرنا پڑا تو سونے کا بچھڑا یعنی پہلا بت ایک مرد سامری نے بنایا۔

مردوں نے انبیاء کی تعلیمات کو نظر انداز کر کے بت تراشے، بت پرستی کے لئے مندر بنائے، توحیدی عقیدے کو کفر و شرک میں تبدیل کیا۔ ابلیس نے توحیدی طرز فکر کو عام کرنے کے لئے سامری کو آلہ کار بنایا۔

زمین پر پہلا قتل

روئے زمین پر پہلا قتل مرد نے کیا۔

قصہ یوں ہے:

آدم و حوا کے دو بیٹے ہابیل اور قابیل تھے۔ ہابیل بھیڑ بکریوں کا چرواہا تھا اور قابیل کسان تھا۔ ایک دن ہابیل نے نذر دینے کے لئے بھیڑ بکریوں کے پہلوٹی کے بچے اللہ کیلئے وقف کئے اور قابیل نے بھی اپنے کھیت کے پھل اللہ کے لئے حاضر کئے۔

اس زمانے میں دستور تھا کہ قربانی کے جانور اور نذر و نیاز کا سامان میدان میں جمع کر دیا جاتا تھا اور جانور کو ذبح کر کے رکھ دیتے تھے۔

سمان سے ایک شعلہ آتا تھا اور اسے جلا دیتا تھا۔ یہ عمل اللہ پاک کی جانب سے قربانی قبول ہونے کی علامت تھی۔

ہابیل نے جب اپنی بھیڑ بکریوں میں سے قربانی کی تو اسی وقت آسمان سے آگ آئی اور اس کی قربانی کو سوختہ کر گئی مگر قابیل کا ہدیہ اللہ تعالیٰ نے قبول نہیں کیا اور اس کی نذر کو آگ کے شعلے نے نہیں جلایا۔ اس پر قابیل کے دل میں اپنے بھائی ہابیل کی طرف سے حسد اور دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی اور اس نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔

قابیل پریشان تھا کہ اس لاش کو کس طرح ٹھکانے لگایا جائے۔ اس کے اندر سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو گئی تھی۔ وہ حیران و پریشان بیٹھا تھا کہ ایک کوا آیا، کوے نے چونچ میں کوئی چیز پکڑی ہوئی تھی۔ کوے نے وہ چیز زمین پر رکھی اور اپنے پنجوں سے زمین کو کھودنے لگا۔ قابیل بڑے غور سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ کوے نے زمین کھود کر اس چیز کو گڑھے میں رکھا اور پنجوں سے مٹی بھر دی۔ یہ دیکھ کر قابیل رونے لگا۔

اس نے کہا۔

”اے میرے پرورد گار! بے شک میں کوے سے بھی گیا گزرا ہوں۔“

اور پھر اس نے کوے سے مردہ جسم دفن کرنے کا طریقہ سیکھ کر اپنے بھائی کو دفنا دیا۔

قابیل نے جب اپنے بھائی ہابیل کو ناحق قتل کیا تو وہ فطرت سے دور ہو گیا اور اس کی عقل سوچنے سمجھنے سے عاری ہو گئی۔ اس نے کوے کی عقل کا اتباع کیا یعنی قابیل کا شعور ایک کوے کے شعور سے بھی زیادہ کمزور ہے اور قابیل اسفل السافلین میں گر گیا۔

قابیل پہلا مرد ہے جس نے ایک کوے کی عقل کا سہارا لیا۔ قابیل پہلا مرد ہے جس نے زمین پر پہلا قتل کیا۔

آدم و حوا جنت میں

اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو جنت میں بھیجا تو فرمایا:

"اے آدم! تو اور تیری زوجہ جنت میں رہو۔"

اللہ تعالیٰ نے جنت عطا کرنے میں مرد اور عورت کی روحانی اور جسمانی صلاحیتوں میں امتیاز نہیں رکھا۔ جب آدم اور حوا سے بھول ہوئی تو دونوں کو جنت میں سے دنیا میں اتارا گیا۔

ماں اور اولاد

ماں کا رشتہ اولاد کے ساتھ باپ کے رشتے سے زیادہ مضبوط ہے۔ ماں کے وجود کے اندر رحم میں چھپ کر نو مہینے تک پرورش پانے والے بچے کا تعلق تخلیق کے ہر مرحلے میں ماں کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ رحم کے اندر بچے پر آنے والی مصیبت ماں کے ذہن کو اس حد تک پریشان کر دیتی ہے کہ وہ ہر لمحہ اس کی صحیح نشوونما کے لئے جدوجہد کرتی ہے اور ساتھ ساتھ اللہ سے دعا بھی کرتی ہے۔

حضرت بی بی ہاجرہؑ

حضرت ابراہیمؑ کی بیوی حضرت بی بی ہاجرہؑ کے بطن سے جب حضرت اسمٰعیلؑ کی ولادت ہوئی تو حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا کہ اپنی بیوی اور بچے کو مکہ کے صحرا میں چھوڑ آؤ۔ اس وقت مکہ صحرائے عرب کی بنجر زمین کا ایک ٹکڑا تھا۔ جہاں ریتیلے ٹیلوں کے سوا کچھ نہ تھا۔

حضرت ابراہیمؑ نے جب بی بی ہاجرہؑ سے فرمایا کہ میں تمہیں مکہ کے صحرا میں چھوڑنے جا رہا ہوں تو آپؑ نے صرف یہ پوچھا کہ "کیا آپ یہ کام اللہ کے حکم سے کر رہے ہیں؟"

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا:

"بے شک میرا یہ عمل میرے رب کے حکم کی تعمیل میں ہے۔"

بی بی ہاجرہؑ نے فرمایا:

"آپ مجھے اللہ کے حکم کی تعمیل میں فرمانبردار پائیں گے۔"

حضرت ابراہیمؑ اللہ کے حکم پر اپنی بیوی اور نوزائیدہ بچے کو صحرا میں چھوڑ کر چلے گئے۔ چند دنوں کے بعد جب کھانے پینے کا ذخیرہ ختم ہو گیا اور پیاس سے بچے کی زبان حلق کو لگ گئی تو ماں کے اندر خالقیت کی فطرت بے قراری کی صورت میں متحرک ہوئی۔ انہوں نے انتہائی بے قراری میں صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگائے۔ سات چکر کے بعد وہ مروہ سے صفا تک پہنچیں جہاں بچہ لیٹا ہوا تھا۔ دیکھا کہ اس کی ایڑی کے نیچے چشمہ ابل رہا ہے۔

جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کی فرمانبرداری کا مظاہرہ کیا اسی طرح ایک عورت حضرت ہاجرہؑ راضی بہ رضا رہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے عمل کو اتنا پسند فرمایا کہ حاجیوں پر صفا اور مروہ کے چکر فرض کر دیئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰؑ نے یہودیوں سے فرمایا تھا:

"مجھے میری ماں نے نیکی کرنے والا بنایا، مجھے انہوں نے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا۔"

عورت جس کے سامنے انبیاء تعظیم کے لئے سر جھکائیں۔ عورت جو نبیوں کو جنم دے۔ وہ کیوں نبوت کی اہل نہیں ہو سکتی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عورت کو "ماں" کے بلند مرتبے پر فائز کیا ہے۔ ہر پیغمبر عورت کے وجود سے تخلیق ہوا ہے۔ ہر پیغمبر نے عورت کا دودھ پیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی تخلیق و تولید اور بقا کا اہم ترین کام عورت کے سپرد کیا ہے۔

نبی عورتیں

بائبل میں ہمیں ایسی کئی عورتوں کے نام ملتے ہیں جو اپنے زمانے میں نبوت کے درجے پر فائز رہی ہیں اور انہوں نے وہی امور انجام دیئے جو اس زمانے میں "مرد نبی" انجام دیتے تھے۔

یہ عجیب حقیقت ہے کہ مردوں نے جھوٹے نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔

بائبل جن مقدس خواتین کو نبیہ قرار دیتی ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱۔ حنانبیہ: حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے وقت ہیکل میں ان کی ریاضت و عبادت کو چوراسی (۸۴) سال گزر چکے تھے۔ آپ نے حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش اور یروشلم کی آزادی اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق جو پیشن گوئیاں کی تھیں وہ سب سچ ثابت ہوئیں۔

۲۔ خلدہ نبیہ

۳۔ نوعیدہ یاہ نبیہ

۴۔ دبورہ نبیہ

روحانی عورت!

ہر زمانے میں یہ بات بحث طلب رہی ہے کہ:

۱۔ عورت میں روحانی صلاحیت موجود نہیں ہے یا مرد کے مقابلے میں کم ہے۔

۲۔ عورت میں روحانی اور الہامی مرحلوں سے گزرنے اور ان کو سمجھنے کی سکت نہیں ہوتی۔

۳۔ عورت روحانی طور پر مرد سے کمزور ہے۔

۴۔ عورت آسمانوں میں پرواز نہیں کر سکتی۔

سوال یہ ہے کہ:

عورت کیوں آسمانوں میں پرواز نہیں کر سکتی؟ جب کہ عورت اور مرد کی روح ایک ہے۔ خواتین و مرد حضرات کے احساسات اور جذبات ایک جیسے ہیں۔ جسمانی اور روحانی صلاحیتیں کم و بیش ایک جیسی ہیں۔ دل، دماغ ایک طرح کے ہیں۔ ناک، کان، آنکھ اور جسمانی اعضاء میں مماثلت پائی جاتی ہے۔ مرد اور عورت کے اعمال یکساں قرار دیئے گئے ہیں۔ قرآن حکیم میں وضاحت ہے کہ مرنے کے بعد اجزاء یعنی قربِ الٰہی کا حصول صرف جنس پر منحصر نہیں ہے بلکہ اس کا انحصار ایمان و ایقان پر ہے۔ مرد ہو یا عورت اسے ہی قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے جس میں ایمان اور ایقان ہو۔

"تم میں سے جو پرہیزگار تر ہے۔ اللہ کے نزدیک معزز تر ہے۔"

"مرد ہو یا عورت وہ صاحب ایمان بھی ہو تو ایسے لوگ (مرد و عورت) جنت میں داخل کئے جائیں گے۔"

(سورۃ النساء: ۱۶٦)

عورت اور مرد کے یکساں حقوق

قدرت نے انسانی شعور کو فطرت کے مطابق علم و فہم سے آراستہ کیا ہے۔ پہلے پیغمبر حضرت آدمؑ سے لے کر آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک زمین پر ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تشریف لائے۔ تمام پیغمبروں نے اسلام اور دین حق کی تبلیغ کی۔ ہر پیغمبر نے توحید کا پرچار کیا اور لوگوں (عورتوں اور مردوں) کو شرک اور بت پرستی سے منع کیا۔ قرآن سے پہلے کی آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں حق و صداقت ہی کی باتیں دہرائی گئی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

''میں کوئی نئی بات نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی پیغمبروں نے کہا ہے۔''

ہر آسمانی کتاب نے عورت اور مرد کو یکساں حقوق عطا کئے ہیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے اور ایمان والیاں اور فرمانبردار مرد، فرمانبردار عورتیں، سچے مرد، سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد، صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد، عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد، خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد، روزے رکھنی والی عورتیں، اپنی عصمتوں کی حفاظت کرنے والے مرد، اپنی عصمتوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

(سورۃ احزاب: ۳۵)

عارفہ خاتون ''عرافہ''

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دادا حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا فیصلہ کر لیا تو تمام قریش نے متفقہ طور پر مجبور کیا کہ وہ بیٹے کو قربان نہ کریں۔ اس وقت پورے علاقے میں ایک عورت کے سوا کوئی روحانیت کا ماہر نہیں تھا۔ عارفہ خاتون عرافہ نے اپنی روحانی قوت سے بتایا کہ انسانی قربانی کا بدل سو (۱۰۰) اونٹ ہیں۔ حضرت عبدالمطلب نے اللہ کی راہ میں سو اونٹ ذبح کرائے اور اللہ نے اس قربانی کو قبول کیا۔

تاریخی حقائق

روحانیت سے متعلق انسانی تاریخ کی فہرست میں مردوں کے مقابلے میں عورتوں کے نام زیادہ کیوں نہیں ملتے؟ ہمارے خیال میں اس کی بڑی وجہ مرد کے اندر احساس کمتری ہے۔ مرد نے اپنی برتری قائم رکھنے کے لئے عورت کی روحانی صلاحیتوں پر پہرے بٹھا دیئے۔ یہی نہیں ہوا بلکہ مرد نے عورت کو بازار کی جنس بنا دیا۔ بھیڑ بکریوں کی طرح عورتوں کو منڈیوں میں فروخت کیا گیا۔ جادو گرنی ہونے کا الزام عائد کر کے موت کے گھاٹ اتارا جاتا رہا۔

ابتدا میں مرد نے عورت کو دیوی تسلیم کیا اور اس کی پرستش کی اور اس کی فرمانبرداری میں سر جھکائے رہا۔ مگر بعد میں اسے اس منصب سے علیحدہ کر کے مرد دیوتاؤں کو اس کی جگہ لا بٹھایا۔ مرد معاشرے نے اپنے دور اقتدار میں ساحرہ کی سزا موت تجویز کی۔ جب کوئی مرد اپنی بیوی پر جادو گرنی کا الزام لگاتا تو اسے گھوڑے کی دم سے باندھ کر پانی میں ڈبو کر یا پھر زندہ جلا کر ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ صرف مرد ہی جادو گر ہوتا ہے۔ عورت جادو گرنی نہیں ہوتی مردوں کی طرح عورتیں بھی جادو گرنی ہوتی ہیں۔ مگر تاریخ کے صفحات عورت کی مظلومیت سے بھرے پڑے ہیں۔

زندہ درگور

تاریخی حوالوں کے پیش نظر عورت کی جس قدر تذلیل مرد معاشرے نے کی ہے اس کی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ عرب لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔

ہمارے دانشور

جب کسی مسئلے کو حل کرنے کے لئے تفکر کیا جاتا ہے تو بہت سی ایسی باتیں شعور پر ابھر آتی ہیں جن کا تجزیہ اگر کیا جائے تو بہت تلخ حقائق سامنے آتے ہیں۔

قرآن کریم کہتا ہے کہ اللہ نے ہر چیز جوڑے جوڑے بنائی ہے عورت مرد کا لباس ہے اور مرد عورت کا لباس ہے۔ دانشور کہتے ہیں کہ عورت کو مرد کی اداسی کم کرنے اور اس کا دل خوش کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ بلاشبہ یہ کھلی ناانصافی اور احسان فراموشی ہے۔ ناشکری اور ناانصافیوں کا رد عمل بھیانک اور المناک ہوتا ہے۔ دنیا کے علوم سے آراستہ دانش وروں کے فیصلے کو ہم کم عقلی پر مبنی قرار دے سکتے ہیں۔ مگر جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ روحانی علوم کے سلسلے میں بھی عورت کو نظر انداز کیا گیا ہے تو دماغ ماؤف اور عقل پریشان ہو جاتی ہے۔

قلندر عورت

سینکڑوں سال کی تاریخ میں مشہور و معروف اولیاءاللہ کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو صرف ایک عورت کی نشاندہی ہوتی ہے اور اسے بھی آدھا قلندر کہہ کر اس کی بے حرمتی کی گئی ہے۔ مرد کسی علم میں Ph.D کرتا ہے۔ عورت بھی Ph.D کرتا ہے کیا ہم عورت کو آدھا ڈاکٹر کہتے ہیں۔ ایک عورت جہاز اڑاتی ہے کیا ہم اسے آدھا پائلٹ کہیں گے؟ جس طرح مرد قلندری صفات کا حامل ہے اسی طرح جب عورت میں قلندرانہ صفات متحرک ہو جاتی ہیں تو وہ بھی پوری قلندر ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا روحانی طور پر عورت کی تخصیص کی جا سکتی ہے؟ کیا روح کمزور اور حقیر ہوتی ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو عورت کے روحانی مراتب کو ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔

سوال: خواتین پوچھتی ہیں کہ تاریخ میں اولیاءاللہ مردوں کی طرح ان عورتوں کا تذکرہ کیوں نہیں کیا گیا جو اللہ کی دوست ہیں جبکہ جو صفات قرآن میں مردوں کے لئے بیان ہوئی ہیں وہی صفات عورتوں کے لئے بیان ہوئی ہیں۔ اگر قرآن کریم کے نزدیک عورت کا مقام مرد سے کم تر ہوتا اور اس کی بزرگی اور عظمت مرد کے مساوی نہ ہوتی تو قرآن پاک میں "سورۃ مریم" حضرت مریمؑ کے بجائے حضرت عیسیٰؑ سے منسوب ہوتی۔ سورۃالنساء کا نام "سورۃالنساء" ہونا خود عورت کی فضیلت ہے۔

یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ دنیاوی معاملات میں عورت مرد کے برابر ہو لیکن روحانی صلاحیتوں اور ماورائی علوم میں وہ مردوں سے کمتر ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تاریخ نے عورت کے معاملے میں بخل سے کام لیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مادری نظام ختم ہونے کے بعد "قلم" پر مرد حضرات کی اجارہ داری قائم ہو گئی تھی۔

لاکھوں سال کی تاریخ میں کوئی ایک فرد اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ عورت ایک ماں ہے جو نو ماہ اور دو سال تک اپنا خون جگر بچے کے اندر انڈیلتی رہتی ہے۔ یہ بد نصیبی اور ناشکری ہے کہ ہم اس کو تفریح کو ذریعہ قرار دیں۔ بے روح معاشرے نے عورت کو مرد کے مقابلے میں ایسا کردار بنا دیا ہے جس کو دیکھ کر گردن ندامت سے جھک جاتی ہے۔

عورت اور ولایت

مرد حضرات، عورت کو سرپرستی کے لائق نہیں سمجھتے کیونکہ انہیں یہ گوارا نہیں ہے کہ سرپرست عورت ہو۔ وہ اس منصب کو اپنی "انا" اور حاکمیت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ سرپرستی کا فریضہ فطرت الٰہیہ نے عورت کو سونپ دیا ہے۔ مرد عورت ہی کی سرپرستی میں پروان چڑھتا ہے۔ بالغ ہونے تک مرد عورت کی سرپرستی میں زندگی گزارتا ہے۔

پردہ اور حکمرانی

حقیقت پسند علماء نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ پردہ کے سبب عورت حکمرانی کے منصب کے لائق نہیں ہے۔ پردہ رکاوٹ نہ بنے تو عورت کو سربراہ یا خلیفہ بنایا جا سکتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے نائب کے ذریعے امور مملکت انجام دے سکتی ہے۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ کوئی شخص اس وقت ہی ذمہ داری پوری کر سکتا ہے جب اس کے اندر اہلیت ہو۔ جو بندہ اہلیت ہی نہیں رکھتا وہ اپنے نائب سے بھی کام نہیں لے سکتا۔ کیا نااہل مرد حاکم نہیں ہوئے؟ کیا مرد خود مرد ہوتے ہوئے اپنے نائب کے ذریعے امور مملکت انجام نہیں دیتے رہے؟

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت خدیجہؓ ایک بڑی اور تجربہ کار تاجرہ تھیں۔ وہ تجارت کے تمام امور بطریق احسن انجام دیتی تھیں۔ ''پردہ'' کا عذر پیش کر کے عورت کی اہلیت کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ پردہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت کو چہار دیواری میں قید کر دیا جائے۔ ہر زمانے میں عورت نے گھر کے علاوہ گھر کے باہر کے کام بھی انجام دیئے ہیں۔ جہاد میں شریک ہوتی رہیں۔ ٹیچنگ کا کام کیا ہے اور بڑے بڑے فیصلے کئے ہیں۔

فرات سے عرفات تک

ہارون الرشید کی بیگم ملکہ زبیدہ جب حج کرنے گئی تو اس نے دیکھا کہ مکہ میں پانی کی قلت ہے۔ حج سے واپس آ کر اس نے IRRIGATION انجینئروں کے ساتھ میٹنگ کی۔ ان کو حکم دیا کہ دریائے فرات سے عرفات تک نہر کھودی جائے۔ انجینئروں نے سروے کے بعد رپورٹ پیش کی کہ منصوبہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ راستے میں پہاڑ، ٹیلے، صحرا اور سخت زمین ہے۔ ملکہ زبیدہ نے کہا:

''یہ منصوبہ پورا ہوگا۔ اگر کدال کی ایک ضرب پر ایک اشرفی خرچ ہو تو میں کرونگی۔''

ملکہ زبیدہ کا عزم اتنا پختہ تھا کہ ''نہر زبیدہ'' بن گئی اور آج بھی اس نہر سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔

ناقص العقل

عورت کو ناقص العقل بھی کہا جاتا ہے۔ عقل کے بنیادی حقائق سامنے رکھ کر گفتگو کی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ مرد بھی ناقص العقل ہوتا ہے۔ سارے ہی مرد عاقل اور دانشور نہیں ہوتے۔

''عقل'' انسان کو حیوان پر فوقیت دیتی ہے۔ جب تعلیم اتنی عام نہیں تھی جتنی آج ہے تو اس وقت عقل کا معیار یہ تھا کہ زیادہ عمر کے آدمی سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ بڑی عمر کی وجہ سے وہ زیادہ ہوشیار اور تجربہ کار ہوتا تھا۔

ایک طبقہ کا خیال ہے کہ مردوں نے عورتوں کے اوپر پابندیاں لگا کر اسے علم اور تجربے سے محروم رکھنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ بہت حد تک کامیاب رہا ہے۔

تقسیم ہند سے قبل عورت کی تعلیم کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ لڑکیوں کی تعلیم میں مرد حضرات مزاحمت کرتے تھے۔ مفروضہ یہ تھا کہ لڑکیاں پڑھ لکھ کر عشقیہ خطوط لکھیں گی جب کہ یہ بات کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہے۔

انگریزی زبان

لکھتے ہوئے ندامت ہوتی ہے کہ ہمارے دانشوروں نے انگریزی پڑھنا مردوں کے لئے بھی ناجائز قرار دیا تھا۔ لڑکیاں تو بے چاری اور بے زبان تھیں۔

۶۱۲ء میں ہندوستان ''جنت نشان'' میں طبقہ نسواں کی مظلومیت حد سے گزر چکی تھی۔ عورتوں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا تھا۔ عورتوں کے حقوق نہیں تھے۔ ہندو مذہب کی رو سے عورت کو مذہبی تعلیم دینا ایک ناقابل معافی جرم تھا۔ مشہور مذہبی پیشوا ''منوجی'' کا قول ہے کہ :

''عورت ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ بچپن میں اس کے باپ کو چاہئے کہ اس کی نگرانی کرے، جوانی میں شوہر کا فرض ہے کہ ہر وقت اس کی حفاظت کرے۔

عورت کو بھینٹ چڑھانا

ہندوستان کے اکثر صوبوں میں دستور تھا کہ عورتوں کو مندر کی پاسبانی کے لئے وقف کر دیا جاتا تھا۔ وہ بظاہر پاک دامن اور مقدس تھیں لیکن در پردہ پجاریوں، مہاتماؤں اور یاتریوں کا ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں تھا۔ مندر میں دیوتاؤں کے سامنے عورت کی قربانی کی جاتی تھی۔

جب کوئی شخص قرض دار ہو جاتا تھا تو قرض کی ادائیگی میں اپنی بیوی کو دے دیا کرتا تھا۔ اور جب رقم ادا ہو جاتی تھی تو عورت کو واپس لے آتا تھا۔ راجے مہاراجے جوئے میں اپنی بیویوں کو ہار جاتے تھے۔

(تاریخ ہند۔ مصنفہ۔ پنڈت رادھا کرشن)

ہندوستان کے صوبوں میوات، راجپوت اور مارواڑ میں عورتوں کی حالت اتنی بری تھی کہ تذکرہ کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مارواڑ کے ایک خاندان میں چار بھائیوں کی ایک ہی بیوی تھی۔

ہندوؤں کے ایک بڑے بزرگ کا قول ہے کہ آگ کے شرارے اور زہریلا سانپ یقیناً انسان کے دشمن ہیں لیکن عورت ان سب سے بڑھ کر دشمن ہے۔ایک سمجھدار آدمی ہولناک سیلاب سے بچ سکتا ہے اور زہریلے سانپ کے کاٹے کا علاج کرا سکتا ہے لیکن عورت کی چالاکی اور عیاری سے بچنا محال ہے۔ عورت اس قابل نہیں کہ اس پر بھروسہ کیا جائے اور اس کو رازدار بنایا جائے۔

ہندوستان میں بیوہ عورت دوسری شادی نہیں کر سکتی تھی۔ بچپن میں ہی لڑکیوں کی شادی کر دی جاتی تھی۔ رخصتی سے قبل اگر شوہر مر جاتا تو لڑکی ساری عمر بیوہ بن کر زندگی گزارنے پر مجبور تھی۔ بیوہ ہونا بد نصیبی کی علامت قرار دے دی گئی تھی۔ بستر پر اور چارپائی پر سونے کی اجازت نہیں تھی۔ کھانا بغیر نمک مرچ کا صرف ''پانی کا شوربہ'' ہوتا تھا۔ زیور اور رنگین کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا ممنوع تھا۔ عہد وسطیٰ میں بیوہ کے بالوں کو مونڈھ دیا جاتا تھا اور مرتے دم تک وہ سر پر استرا پھروانے پر مجبور تھی۔

بیوہ عورت

بیوہ عورت عبادت کے ساتھ ساتھ مرحوم شوہر کی طرف سے بھی مذہبی رسومات ادا کرنے کی پابند تھی۔ مذہبی دانشوروں نے اسے یقین دلا دیا تھا کہ دوسری دنیا میں اس کی شادی مرنے والے شوہر کے ساتھ ہو جائے گی۔ بیوہ عورت کے لئے خاندانی تہواروں میں شرکت ممنوع تھی۔ یہ تصور کیا جاتا تھا کہ بیوگی تمام حاضرین کے لئے بدبختی کا پیغام بن سکتی ہے۔ بیوہ عورت میکے میں نہیں رہ سکتی تھی ساری زندگی اسے سسرال میں رہنا پڑتا تھا۔ گھر کے ملازمین بھی اسے حقارت سے دیکھتے تھے۔

شوہر کی چتا

قدیم چین، ہندوستان اور یورپ میں یہ رسم عام تھی کہ عورتیں اپنے شوہر کی چتا پر جل کر راکھ ہو جاتی تھیں۔

مذہبی دانشور کہتے تھے کہ جو عورت شوہر کے ساتھ جل کر مر جائے وہ پاکباز ہے۔ مرد کے ساتھ اس کی بیویوں، گھوڑوں اور دوسری محبوب اشیاء کو لاش کے ساتھ جلا دیا جاتا تھا یا دفن کر دیا جاتا تھا۔ تاکہ مرد کو دوسری دنیا میں وہ ساری چیزیں دستیاب ہو جائیں جن سے وہ محبت کرتا تھا۔

کتاب ''رگ وید'' سے پتا چلتا ہے کہ پرانے زمانے میں جب شوہر کی لاش کو جلایا جاتا تھا تو اس کی بیوی کو برابر لٹا دیا جاتا تھا۔

''ستی'' کی پہلی یادگار مدھیہ پردیش میں اران (Eran) کے مقام پر ہے۔ یہاں ۵۱۰ء کا ایک کتبہ لکھا ہوا ہے:

''بھانو گپت اس زمین کا شجاع ترین انسان آیا۔ جو ایک بادشاہ تھا اور رارجن کی طرح بہادر اور دلاور تھا۔ اور گپت راج نے اس کا اتباع کیا۔

جس طرح ایک دوست، ایک دوست کا اتباع کرتا ہے۔

اور اس نے ایک عظیم اور مشہور جنگ لڑی۔

اور جنگ کی طرف سدھارا، وہ سرداروں میں ایک دیوتا تھا۔

اس کی بیوی جو فرمانبردار، خوش خصلت، خوبصورت اور پرکشش تھی اس کے پیچھے پیچھے شعلوں کی آغوش میں جل کر راکھ ہو گئی۔''

ساتویں صدی عیسوی کے انسانیت نواز شاعر بانؔ نے اس رسم کی مذمت کی۔

تانتری حلقے اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ جو عورت اپنے شوہر کے ساتھ خود سوزی (ستی) کی مرتکب ہوتی ہے وہ سیدھی جہنم میں چلی جاتی ہے۔

تین کروڑ پچاس لاکھ سال

عہد وسطیٰ کے بعض مصنفین نے لکھا ہے کہ وہ پاکباز عورت جو خود سوزی کر کے اپنے اور اپنے شوہر کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیتی ہے اور اس کا شوہر تین کروڑ پچاس لاکھ سال تک ''جنت'' میں پر مسرت زندگی بسر کریں گے۔

چونکہ بیوہ عورت کی زندگی بھیڑ بکریوں اور کتے بلیوں سے بھی بدتر بنادی جاتی تھی اس لئے وہ بھوک، طعن و تشنیع، خانگی غلامی سے بچنے کے لئے موت کو زندگی پر ترجیح دیتی تھی۔

چین میں بھی عورت عزت و احترام سے محروم تھی۔ چین کے حکماء و علماء کا خیال تھا کہ ''عورت'' مرد کے مقابلے میں نہایت حقیر و ذلیل شئے ہے۔ شقاوت و عداوت، خود غرضی اور خود ستائی سے معمور ہے۔ عورت ایسے پھل کی طرح ہے جو دیکھنے میں خوبصورت اور ذائقے میں کڑوا ہے۔

فریب کا مجسمہ

۵۹۲ء کے چین میں دستور تھا کہ نکاح کے بعد دلہن کا باپ ریشمی کوڑا پہلے دلہن کو مارتا تھا پھر وہ کوڑا اپنے داماد کو دے دیتا تھا اور کہتا تھا کہ تم اس تازیانہ ہدایت سے کام لیتے رہنا۔ چین میں یہ بھی دستور تھا کہ نکاح کی مجلس میں دلہن کا باپ کہتا تھا کہ میں نے رحم و کرم کے جذبے سے اس لڑکی کی پرورش کی ہے اور اس کی شادی کا فرض ادا کرتا ہوں لیکن میں ''دولہا'' سے کہتا ہوں کہ عورت

ایک پیکر فساد اور مجسمہ فریب ہے۔ ضروری ہے کہ تم اس کی چالاکیوں سے باخبر رہو۔ یہ ممکن ہے کہ عورت سالہاسال صراط مستقیم پر قائم رہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنی فطرت سے جنگ کرے۔

(سفر نامہ ابنِ شریق۔ مطبوعہ بیروت)

لوہے کے جوتے

جس زمانے کی عورت کو ناقص العقل کہا گیا ہے اس وقت عورت کو قید کر کے رکھا جاتا تھا۔ آزادی کے دروازے عورت پر بند کر دیئے گئے تھے۔ ستم* بالائے ستم یہ ہے کہ عورت کی ناک میں نکیل ڈالی جاتی تھی۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنائی جاتی تھیں۔ پیروں میں بیڑیاں ڈالی جاتی تھیں۔ گلے میں طوق پہنائے جاتے تھے۔

(*ہمارا منشاء یہ نہیں ہے کہ عورتیں زیور پہننا چھوڑ دیں۔ ہم نے تاریخی حقائق بیان کئے ہیں)۔

چین کی عورت

متمدن ملک چین میں لڑکیوں کے پیدا ہوتے ہی ان کے پیروں میں لوہے کے جوتے پہنائے جاتے تھے اور یہ لوہے کے جوتے ۱۳، ۱۲ سال کی عمر تک لڑکیوں کے پیروں کو شکنجے میں جکڑے رہتے تھے۔ نتیجے میں عورت کے پیر چھوٹے رہ جاتے تھے۔ آج بھی پرانے زمانے کی یاد موجود ہے۔ ایسی بڑی عمر کی عورتیں مل جاتی ہیں جن کے پیر بہت چھوٹے ہیں۔ یہ ستم اس لئے کیا جاتا تھا کہ عورت گھر سے بھاگ کر کہیں اور چلی نہ جائے۔

زمانہ جاہلیت میں عورت کو انسان اور حیوان کے درمیان کی ایک مخلوق بنا دیا گیا تھا۔ جس کا کام نسل انسانی کی پیدائش اور مرد کی خدمت کرنا تھا۔ لڑکیوں کی پیدائش باعث ذلت ورسوائی تھی۔ پیدا ہوتے ہی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینا شرافت اور افتخار کا باعث تھا۔ ہر جگہ عورتیں مردوں کے ظلم و ستم کا شکار تھیں۔ مرد نازک اور کمزور صنف کے مقابلے میں درندہ بن گیا تھا۔ چوپایوں اور دوسرے جانوروں کی طرح عورتوں کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ مرد تسکین حاصل کرنے کے لئے عورت پر جبر و تشدد کرتا تھا۔

سقراط

قدیم یونان کی تاریخ کے مطابق ۲۷۵ء میں علماء یونان کا خیال تھا کہ سانپ کے ڈسنے کا علاج ہے لیکن عورت کے شر کا علاج نہیں ہے۔ جتنی جلدی ہو اس مجسمہ شر کو ذلت کے آخری غار میں دھکیل دیا جائے۔ یہ کیسی افسوسناک بات ہے کہ عورت ہماری روح کو بے چین کرتی ہے۔

مشہور فلاسفر سقراط نے اپنی ایک تقریر میں کہا:

''میں نے جس مسئلے پر غور کیا، اس کی گہرائیوں کو باآسانی سمجھ لیا لیکن میں آج تک عورت کی فطرت کو نہیں سمجھ سکا۔ میں اس بات کا ادراک نہیں رکھتا کہ عورت کس قدر فتنہ انگیز طاقت رکھتی ہے۔ اگر دنیا میں عورت کا وجود نہ ہوتا تو دنیا امن و سکون کا گہوارہ ہوتی۔ لیکن آہ! عورت نے دنیا کے سارے امن کو تباہ کر دیا۔

میں اپنے مشاہدات کی بناء پر کہتا ہوں کہ شیر کے حملوں سے جتنے آدمی مرتے ہیں اور سانپ کے کاٹے سے جتنے آدمی ہلاک ہوتے ہیں اور بچھو زنی سے جتنے بے قرار ہوتے ہیں ان کی تعداد کم ہے اور ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہے جو عورت کے مکر و فریب کے جال میں گرفتار ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔''

برطانیہ (ENGLAND) جو آج تہذیب و تمدن کا مرکز سمجھا جاتا ہے اور خود کو آزادی نسواں کا علمبردار کہتا ہے۔ ۵۲۱ء میں جہالت اور ظلم کا مرکز تھا۔ وہاں عورت کی حیثیت یہ تھی کہ کمزور اور بدصورت لڑکیوں کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔

مکاری اور عیاری

چھٹی صدی کے مشہور فلاسفر طاس ہارڈونگ کا قول ہے۔

''میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ عورت ایک شیطانی جادو ہے جس کے اثر سے محفوظ رہنا نہایت دشوار امر ہے۔ عورت ایک ایسے پھول کی مانند ہے جو بظاہر خوشنما نظر آتا ہے لیکن اس میں بے شمار کانٹے ہیں۔''

ہزار برس

کتاب النوادر میں لکھا ہے:

''وہ کون سا ظلم ہے جو شام اور فلسطین کے لوگ عورتوں پر نہیں کرتے تھے۔ اگر وہ ہزار برس بھی اپنے رحم دل ہونے کے دلائل بیان کر دیں تب بھی عورتوں پر مظالم کی داستان کا نقش ان کی پیشانی سے نہیں مٹ سکتا۔ اہل علم اور دانشوروں کا فیصلہ تھا کہ عورت، مرد کے مقابلے میں نہایت کمتر ہے۔ عورت اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ مرد کی خدمت کرے اگر اس سے خطا اور قصور سرزد ہو تو اس کی عبرتناک سزا دینی چاہیئے۔''

فلسطین کے ایک شاعر کا قول ہے کہ:

میں ایک دشت پر خار میں زندگی بسر کرنا پسند کرتا ہوں اور مجھے صحرائی درندوں کے ساتھ رہنا گوارا ہے لیکن عورت کے ساتھ زندگی گزارنا ہولناک مصیبت ہے کیونکہ وہ میرے عقیدے میں دنیا کے تمام خطرناک درندوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔

عرب عورتیں

اسلام آنے سے قبل عرب بے شمار اخلاقی برائیوں کا مرکز تھا۔ جس طرح دنیا کے دوسرے خطوں میں عورت کی حالت بدتر تھی اسی طرح عرب میں بھی عورت مظلومیت کی پیکر تھی۔ عربوں نے اسبات کو فراموش کر دیا تھا کہ عورت کے بھی کچھ حقوق ہیں۔

عورت ہر مرد کی ماں ہے۔ عورت کے سینے میں بھی دل ہے جو اچھے سلوک سے خوش اور برے سلوک سے رنجیدہ ہوتا ہے۔

عورت کی زندگی کا مقصد صرف یہ تھا کہ وہ مرد کی اطاعت کرے۔ مرد کی موجودگی میں عورت کا بیٹھنا ممنوع تھا وہ کھڑی رہتی تھی۔ مرد کے سامنے اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکتی تھی معمولی سا قصور موجب قتل بن جاتا تھا۔

دختر کشی

مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ عرب میں دختر کشی کی رسم عام تھی۔ اعلیٰ خاندان کے مرد، بیٹی کے وجود کو اپنی ذلت سمجھتے تھے۔ باپ جب لڑکی کو زندہ دفن کر کے آتا تھا تو بھری مجلس میں مسرت اور فخر کا اظہار کرتا تھا۔

اسلام اور عورت

زمانہ جاہلیت کے برعکس، اسلام نے عورت کو وہ تمام حقوق عطا کئے جو معاشرے میں مردوں کو حاصل تھے۔ اور اسلامی طرز فکر کی نشاندہی کی کہ ”عورت کی گود ہی دراصل تربیت گاہ ہے۔“

یحییٰ برمکی کہتے ہیں کہ سادہ لباس، عورت کی عفت اور عظمت کا محافظ ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ دور جاہلیت میں عورتیں رہن بھی رکھی جاتی تھیں۔

چار نکاح

ام المومنین حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ جاہلیت کے دور میں نکاح کی چار صورتیں تھیں۔

*ایک طریقہ تو یہی تھا جو آج کل رائج ہے۔

*دوسرا طریقہ نکاح ''استبضاع'' تھا۔ یہ نکاح اس لئے کرتے تھے کہ ''نجیب لڑکا'' پیدا ہو۔ اس میں شوہر اپنی منکوحہ سے کہتا تھا کہ حیض کے بعد تو فلاں مرد کے پاس چلی جا اور اتنی مدت شوہر اپنی بیوی سے علیحدہ رہتا تھا۔ حمل ظاہر ہو جانے کے بعد شوہر اپنی بیوی کے قریب جاتا تھا۔

*نکاح کی تیسری شکل یہ تھی کہ عورت سے کم سے کم دس عدد مرد لطف اندوز ہوتے تھے۔ جب حمل ظاہر ہوتا اور بچہ کو پیدا ہوئے کچھ دن گزر جاتے تھے تو قاصد کے ذریعہ عورت ان تمام مردوں کو بلاتی تھی جب سب جمع ہو جاتے تو عورت اعلان کرتی کہ یہ بچہ فلاں شخص کا ہے۔ اب تم اپنی پسند سے اس کا نام رکھو۔

*کچھ عورتوں کے دروازوں پر جھنڈے لگے رہتے تھے۔ جب ان کے یہاں بچہ پیدا ہوتا تو قیافہ شناس کو بلایا جاتا تھا۔ اور وہ اپنے قیافہ سے کسی ایک مرد کی نشاندہی کرتا تھا اور مرد اس سے انکار نہیں کر سکتا تھا۔

تاریک ظلمتیں

حضرت عائشہ صدیقہؓ نکاح کی ان صورتوں کو بیان کر کے فرماتی ہیں کہ ان تمام ناجائز صورتوں کو آنحضرتﷺ نے ختم فرما دیا۔

آپﷺ کی آمد سے ظلمت کی تاریکیاں چھٹ گئیں۔ مظلوموں کو سر اٹھانے کا موقع ملا۔ افراط و تفریط ختم ہوئی۔ حقدار کو اس کا جائز حق ملا۔ جور و ستم کی چکیوں میں پسنے والی عورت کو اسلام نے اپنے دامن عافیت و حمایت میں سمیٹا۔ عورت کے تقدس کی بحالی میں کسی قسم کی چشم پوشی نہیں کی گئی۔ بدکاری اور بے آبروئی کے جتنے بھی راستے تھے ایک ایک کر کے ختم کر دیئے گئے۔ نسوانی حقوق کے سلسلے میں قرآن نے پہلا مشورہ دیا۔

نسوانی حقوق

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔''

(سورۃ النساء:۱)

مفہوم یہ ہے کہ مرد اور عورت ایک ہی چشمہ کی دو نہریں ہیں۔

اسلام سے قبل عورتوں کی حیثیت یہ تھی کہ مرد سے اپنی میراث سمجھتا تھا۔ عورت کی رضامندی یا مشورے کا کوئی تصور نہیں تھا۔ مرد جہاں چاہے عورت کو فروخت کر دیتے تھے۔

اسلام نے عورت کے مردوں کی میراث ہونے کے تصور کو ختم کردیا۔قرآن میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ

"قیامت کے دن مرد اور عورت یکساں ہونگے۔ جزا یا سزا سب کو ان کے اعمال کے مطابق ملے گی۔"

"رشتوں کا خیال رکھو۔اللہ تمہیں ہر وقت دیکھ رہا ہے۔"

(سورۃالنساء:۱)

"مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس کے لئے خرچ کئے انہوں نے اپنے مال۔

" (سورۃالنساء:۵۴)

اسلام نے مرد کو جو برتری دی ہے وہ صرف اس لئے ہے کہ مرد کو خاندان کا سربراہ و کفیل بنایا گیا ہے۔وہ بھی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جسمانی طور پر عورتوں سے زیادہ طاقت دی ہے۔لیکن بہت سے حالات میں عورت وہ کچھ کرتی ہے جو مرد نہیں سکتا۔مثلاً نو مہینے بچے کو پیٹ میں غذا فراہم کرنا۔پیدائش کے بعد سوا دو سال تک دودھ پلانا۔بزرگ خواتین و حضرات تسلیم کرتے ہیں کہ ایک بچے کا کام چار بڑے آدمیوں کے برابر ہوتا ہے۔

"اور ہم نے انسان کو والدین کے بارے میں تاکید کی کہ اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا۔کمزوری پر کمزوری جھیلی اور دو برس بعد دودھ چھڑایا۔یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔آخر مجھ ہی تک آنا ہے۔"

(سورۃلقمان:۱۴)

اسلام نے عورت کو حق دیا کہ وہ انفرادی طور پر کاروبار اور معاشرتی روابط قائم کرسکتی ہے۔جائداد رکھ سکتی ہے۔غرض ہر وہ کام کر سکتی ہے جو مرد کر سکتا ہے۔صحابیاتؓ اور دیگر معروف مسلمان خواتین کے واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے ملازمت، کاروبار،زراعت،تبلیغ،طب،فوج اور دیگر تمام شعبوں میں آزادانہ کام کیا ہے۔ دور جاہلیت میں عورت کو کمزور،لاغر،بیوقوف اور ناقص العقل کہا جاتا تھا اور شادی کے معاملے میں والدین یا ولی کی رضامندی ضروری سمجھی جاتی تھی۔اسلام نے جہاں ماں باپ کی وراثت اور زندگی کے دیگر شعبوں میں عورت کے حقوق متعین کئے ہیں وہاں شادی جیسے اہم مسئلے پر بھی اس کی رائے اور رضامندی کو نظرانداز نہیں کیا۔اگر ایک عاقل اور بالغ لڑکی برضا و رغبت شادی کے لئے رضامند نہ ہو تو شادی نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کنواری عورت سے نکاح کے معاملے میں اجازت حاصل کی جائے اگر دریافت کرنے پر وہ خاموش رہی تو اسی کو اس کی اجازت سمجھا جائے اور اگر انکار کرے تو اس پر جبر نہیں کرنا چاہئے۔

(ترمذی، ابو داؤد، نسائی، دارمی)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں ہ ایک کنواری لڑکی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا ہے وہ اس نکاح سے ناخوش ہے۔ آپ ﷺ نے اسے نکاح ختم کرنے کا اختیار دے دیا۔(ابو داؤد)

حضرت خنساء، بنتِ خدامؓ کہتی ہیں کہ وہ بیوہ تھیں ان کے والد نے ان کا نکاح کر دیا وہ اس نکاح سے ناخوش تھیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق عرض کیا۔ آپ ﷺ نے وہ نکاح رد کر دیا۔ (بخاری)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ بریرہؓ کا شوہر ایک نحیف سیاہ فام غلام تھا۔ وہ مدینہ کی گلیوں میں روتا ہوا بریرہؓ کے پیچھے پیچھے پھرتا تھا، آنسوؤں سے اس کی داڑھی بھیگ جاتی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ایک روز فرمایا:

''عباسؓ! کیا تمہیں اس پر تعجب اور حیرت نہیں ہے کہ مغیث، بریرہ کو چاہتا ہے اور بریرہ اس سے نفرت کرتی ہے؟''
پھر آپ ﷺ نے بریرہ سے فرمایا:

''بریرہ! کاش تو رجوع کر لیتی'' یعنی مغیث سے دوبارہ نکاح کر لیتی۔

بریرہؓ نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ مجھے حکم دیتے ہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں حکم نہیں دیتا سفارش کرتا ہوں۔''

بریرہؓ نے عرض کیا: ''مجھے اس کی ضرورت نہیں۔'' (بخاری)

زمانہ جاہلیت میں مرد کھڑے کھڑے تین دفعہ طلاق کے الفاظ کہہ کر اپنی بیوی کو علیحدہ کر دیتا تھا۔ اسلام نے اس طریقے کو ختم کر کے ایک لائحہ عمل بنایا کہ میاں بیوی کے درمیان جھگڑے کی صورت میں دونوں کے خاندانوں میں سے ایک ایک ثالث مقرر کیا جائے۔ اور وہ ان میں صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اگر کامیاب نہ ہوں تو پھر تین وقفوں سے طلاقیں دی جائیں۔

اسلام نے طلاق کی اجازت شدید ضرورت میں دی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
''اللہ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔''

(ابو داؤد۔ ابن ماجہ)

حضرت محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں کہ نبی کریمﷺ کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین ایک ساتھ طلاقیں دی ہیں۔ آپﷺ غضبناک ہو کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا:

''کیاخدا کی کتاب کے ساتھ کھیل کرتے ہو؟ حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔''

(نسائی)

''عورت کو طلاق نہ دو کیونکہ اللہ ایسے مردوں کو پسند نہیں کرتا جو بھونرے کی طرح پھول پھول کا مزہ چکھتے پھریں۔''

الفصاحت)

شیطان اپنے گروہ میں سب سے اچھا اسے مانتا ہے جو میاں بیوی میں تفریق کرادے۔

(مشکوۃ)

ایک سے زیادہ شادی

قرآن میں جہاں ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دی گئی ہے۔ درحقیقت اسے یتامیٰ کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جن بچیوں کے والدین زندہ سلامت ہوں ان کے لئے ان کی شادی کرنا کوئی مشکل نہیں ہوتا لیکن جن بچیوں کے والدین موجود نہ ہوں یا جو عورتیں بیوہ ہوگئی ہوں ان کی شادیوں میں مشکلات پیش آتی ہیں۔

اس لئے اسلام نے بے سہارا عورتوں کو معاشرے میں مقام دلانے کے لئے ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے۔ بعض اوقات کئی دوسرے واقعات بھی پیش آسکتے ہیں مثلاً جنگ میں مردوں کی زیادہ تعداد شہید ہو جائے اور معاشرے میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جائے تو انہیں بھی سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔

غرض اسلام نے عورت کو تحفظ دینے کے لئے ہر مرد کو دوسری شادی کا حق نہیں دیا۔ لیکن جن کو حق دیا ہے ان کے لئے شرط ہے کہ مرد ایک سے زائد بیویوں کا نان نفقہ باآسانی پورا کرے اور اللہ تعالیٰ نے مرد کو بیویوں کے درمیان انصاف کرنے پر پابند کیا ہے۔ رسول اکرمﷺ کا ارشاد ہے ''جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ انہیں انصاف فراہم نہ کرے اور کسی ایک بیوی کی طرف مائل ہو جائے تو قیامت کے دن اس کا حشر اس حال میں ہوگا کہ اس کا آدھا دھڑ مفلوج ہوگا۔

حق مہر

اسلام سے قبل عرب میں یہ رواج تھا کہ اکثر لوگ جب اپنی بیویوں کو علیحدہ کرتے تھے تو نہ عورت کو حق مہر دیتے تھے اور نہ ہی خوش اسلوبی سے رخصت کرتے تھے۔ عورت بے یار و مددگار ہو جاتی تھی۔ کوئی اس کا پرسان حال نہ ہوتا تھا۔ اسی لئے معاشرے میں بے حیائی عام ہو گئی تھی۔

اسلام نے جہاں عورت کو دیگر بے شمار حقوق سے نوازا وہاں اس کے ایک حق، حق مہر کے لئے بھی باضابطہ قانون بنایا۔ اس قانون کی رو سے حق مہر کا بنیادی مقصد بیوی کو تحفظ دینا ہے۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مہر کی مقدار کے حوالے سے قطار کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کے لغوی معنی ''سونے کے ڈھیر'' کے ہیں جسے ہر قیمت پر ادا کرنا فرض ہے۔ اس میں کسی حیلے کی گنجائش نہیں۔

سر کی رقم کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اگر مہر موجل (Payable on demand) مانگنے پر شوہر، لڑکی کو ادا نہیں کرتا تو ایسی صورت میں لڑکی نہ صرف حقوق زوجیت ادا کرنے سے انکار کر سکتی ہے بلکہ شوہر سے علیحدہ بھی رہ سکتی ہے۔

طلوع اسلام سے پہلے لوگ دوسرے مال کی طرح اپنے مرحوم رشتے داروں کی بیویوں کے وارث بن جاتے تھے۔ اگر چاہتے تو بے مہر انہیں اپنی زوجیت میں رکھتے یا کسی اور کے ساتھ شادی کر دیتے اور مہر لے لیتے تھے یا عورت کو قید کر دیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عمر فاروقؓ نے بر سر منبر فرمایا کہ

''عورتوں کا مہر زیادہ نہ رکھو۔'' ایک عورت نے کہا کہ

''اے ابن خطاب! اللہ ہمیں دیتا ہے اور تم منع کرتے ہو۔''

امیر المومنین نے فرمایا:

''اے عمر! تجھ سے ہر شخص زیادہ سمجھدار ہے۔ جو چاہو مقرر کرو۔''

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کا مہر پانچ سو درہم یا اس قیمت کے اونٹ تھے۔ حضرت جویریہؓ کا مہر چار سو درہم حضرت ام حبیبہؓ کا چار سو درہم اور اونٹ محض دودھ اور گوشت کا ذریعہ نہیں تھا بلکہ بار برداری کے لئے صحرائی جہاز کی حیثیت رکھتا تھا۔

مہر کی رقم کتنی ہونی چاہئے

ھدایہ۔جلداول۔''کتاب الزکوۃ المال'' میں لکھا ہے کہ دور نبویﷺ میں دینار دس درہم کے برابر تھا۔ حضرت خدیجہؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت میمونہؓ کا مہر پانچ سو درہم یعنی پچاس دینار تھا۔

پچاس دینار، پانچ سو پچھتر (۵۷۵) گرام سونے کے برابر ہیں۔ پانچ سو درہم کا مطلب آدھا کلو اور پچھتر گرام سونا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کا مہر موجودہ دور کی مالیت کے مطابق آدھا کلو پچھتر گرام سونا تھا جو پاکستانی زرمبادلہ میں تین لاکھ پینتالیس ہزار (345,000)روپے ہے۔

حضرت عائشہؓ کامہر بھی آدھا کلو پچھتر گرام سونا تھا جس کی مالیت تین لاکھ پینتالیس ہزار روپے بنتی ہے۔

حضرت میمونہؓ کامہر بھی تین لاکھ پینتالیس ہزار روپے تھا۔

اللہ کے محبوب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہﷺ کی لخت جگر، حضرت بی بی فاطمہؓ کامہر چھ سو درہم تھا۔ جس کا وزن آدھا کلو آدھا پاؤ ایک چھٹانک پندرہ گرام سونا بنتا ہے۔ اتنے وزن سونے کی مالیت، پاکستانی کرنسی میں، چار لاکھ اکیس ہزار پانچ سو (4,21,500)روپے ہے۔

(۱۔دور نبویﷺ کا نظام حکومت۔ ترجمہ الترتیب الاداریہ۔ علامہ عبدالحیٰ کتانی، ۲۔تذکار صحابیات۔تالیف: طالب الہاشمی ۳، ۳۔اسلام کے معاشی نظریئے۔ڈاکٹر محمود یوسف الدین، ۴۔ابن خلادون، ۵۔المحسنات السلطانیہ، ۶۔النقود السلامیہ۔ تقی الدین احمد المقرنبری۔ مطبوعہ قسطنطنیہ)

عورت کو زدو کوب کرنا

زمانہ جاہلیت میں اکثر مرد عورتوں کو زدو کوب کرتے تھے ایک مرتبہ ایک انصاری نے اپنی بیوی کے منہ پر تھپڑ مارا۔ بیوی نے رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شوہر کی شکایت کی۔ رسول اللہﷺ نے حکم دیا اس انصاری کو بھی ویسا ہی تھپڑ مارا جائے۔

''اور جن عورتوں سے تمہیں فحاشی کا خطرہ ہے تو تم انہیں تنبیہ کرو اور انہیں ان کے بستروں میں اکیلا چھوڑ دو اور انہیں گھر سے باہر جانے سے روک دو۔''

(سورۃالنساء: ۳۴)

یہاں گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگانے کو سزا قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ عام حالات میں عورتوں اور مردوں کو گھروں سے نکلنے کی پوری آزادی ہے۔

اس بارے میں مردوں اور عورتوں کے لئے ایک ہی قسم کے احکامات ہیں کہ جب وہ اپنے گھروں سے کام کاج کے لئے جائیں تو اپنی نظروں کو نیچا رکھیں یعنی قرآن کی آیت کے مطابق عورتوں کو گھروں میں بند کر کے رکھنا ایک سزا ہے اور یہ سزا انہیں اس وقت دی جائے جب وہ کسی معاملے میں سرکشی کا رویہ اختیار کریں۔

مختصر یہ کہ شریعت اسلامی میں کسی مرد کو ہرگز یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی کو مارے پیٹے۔ لیکن اگر مردوں یا عورتوں میں سے کوئی بھی فحاشی کا ارتکاب کرے تو اسلامی معاشرے میں دونوں کے لئے سزا ہے۔

''ان کو زمانہ عدت میں اسی جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو۔ جیسی کچھ بھی جگہ نہیں میسر ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لئے ان کو نہ ستاؤ۔ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک ان کا وضع حمل ہو جائے۔ پھر اگر وہ تمہارے (بچے کو) دودھ پلائے تو ان کی اجرت انہیں دو اور بھلے طریقے سے (اجرت کا معاملہ) باہمی گفت وشنید سے طے کرلو۔''

(سورۃ طلاق: ٦)

بچوں کے حقوق

والدین کے اختلاف اور علیحدگی کی صورت میں مرد زبردستی بچوں کو اپنے قبضے میں کر لیتا ہے۔ لیکن سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودات کے مطابق بچے کی حقدار ماں ہے۔

''یارسول اللہ ﷺ! میرا بچہ ایک مدت تک میرے پیٹ میں رہا اور مدت تک میرا دودھ پیتا رہا اور ایک عرصہ تک میری گود میں پلتا رہا۔ اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور میرے بچے کو چھین لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب تک تم دوسرا نکاح نہ کرلو تم اس کو اپنے پاس رکھو۔ تم بچے کی حقدار ہو۔''

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

''میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی۔ اب وہ چاہتا ہے کہ میرے لڑکے کو اپنے پاس رکھے اور اس وقت یہی لڑکا مجھ کو کما کر کھلاتا ہے اور میرے کھانے پینے کی خبر گیری کرتا ہے۔''

آپ ﷺ نے اس لڑکے سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری ماں ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے چاہے اپنی ماں کے پاس رہو یا باپ کے پاس۔"

لڑکا بالغ تھا۔اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔

(سنن ابی داؤد، سنائی، دارمی)

ماں کے قدموں میں جنت

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں اور عورت کی اسیری کو جس طرح آزادی میں تبدیل فرمایا ہے وہ تاریخ کا روشن باب ہے۔ عورت کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمایا! لڑکیوں کے قتل کو روک دیا، بیوہ عورتوں کی عزت افزائی فرمائی انہیں معاشرے میں بہترین مقام عطا کیا، عورت کو ماں کی حیثیت سے اتنا بلند درجہ دیا کہ فرمایا:

"ماں کے قدموں میں جنت ہے۔"

جو بچے ماں کی خدمت کرتے ہیں، ماں کی عزت کرتے ہیں، ماں کو اپنا سرمایہ آخرت سمجھتے ہیں، ماں کو اپنا سرپرست سمجھتے ہیں ان کے لئے ماں جنت کا نعم البدل ہے۔اللہ تعالیٰ ایسی سعید اولادوں کو جنت عطا فرمائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ماں کی نافرمانی پر جنت حرام کر دی گئی ہے۔"

ذہین عورت

خواتین کی ذہانت کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا، مردوں کی طرح خواتین بھی ذہین ہوتی ہیں۔

*حضرت ام سلمہؓ ایک صائب الرائے اور پختہ ذہن خاتون تھیں۔رسول اللہ ﷺ آپ کی رائے کو پسند فرماتے تھے۔اکثر آپ سے مشورہ کرتے اور آپ کے مشورے پر عمل کرتے تھے۔حضرت اُم سلمہؓ سے احادیث روایت کرنے والے مردوں کی تعداد ۳۲ ہے۔

علامہ خواتین

*علامہ ابنِ عبدالبر نے حضرت زینبؓ کو اپنے زمانے کی عظیم فقیہہ تسلیم کیا ہے۔

ابو رافع صائغ کہتے ہیں:

"جب میں مدینے کی کسی فقیہہ عورت کا ذکر کرتا ہوں تو مجھے فوراً زینب بنت ابی سلمہؓ یاد آجاتی ہیں۔"

*حضرت ام سلمہؓ کی ایک کنیز تھی جن کا نام اُم الحسن تھا۔ بڑی عالمہ اور فاضلہ تھیں۔ وعظ اور تبلیغ فرماتی تھیں۔

*امام نودی نے ام المومنین حضرت صفیہؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ صاحب عقل و دانش خاتون تھیں۔ بڑے بڑے مسائل نہایت خوش اسلوبی سے سلجھا دیتی تھیں۔

*امام بخاری کہتے ہیں کہ "ام الورداء بڑی عالمہ اور دانشور تھیں۔" وہ صحیح بخاری میں ان سے استدلال کرتے ہیں۔

*فاطمہ بنت قیسؓ فہم و فراست کا خزانہ تھیں۔ علم فقہ میں بلند درجہ پر فائز تھیں ایک بار کسی مسئلے پر حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ سے بحث ہوئی۔ بہت عرصہ بعد جب علماء کرام کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تو انہوں نے بلااتفاق حضرت فاطمہ بنت قیسؓ کی رائے کو ترجیح دی۔

*حافظ ابن حجر حضرت انسؓ کی والدہ ام سلیمؓ کو علم و عقل میں یکتائے زمانہ کہتے تھے۔

* حضرت ام عطیہؓ کا حضور ﷺ کے ساتھ جہاد میں شریک ہونے والی فضیلت مآب صحابیات میں شمار ہوتا ہے۔

*ایک مرتبہ امام اشہب نے ایک کنیز سے سبزی خریدی۔ اس زمانے میں سکے کے تبادلے کا رواج کم تھا۔ اشیاء کا اشیاء سے تبادلہ کیا جاتا تھا چنانچہ سبزی کے بدلے روٹی بھی لی جاتی تھی۔ امام اشہب کے پاس اس وقت روٹی نہیں تھی۔ انہوں نے کہا کہ جب شام کو نانبائی روٹی لائے تو لے لینا۔ کنیز نے جواب دیا۔ حضرت! یہ تو ناجائز ہے کیونکہ شریعت کھانے پینے کی اشیاء میں دست بدست تبادلہ کا حکم دیتی ہے۔ امام اشہب لاجواب ہوگئے۔

بے خوف خواتین

کہا جاتا ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ خوفزدہ رہتی ہیں۔ ان میں بہادری کم ہوتی ہے۔

*سودہ بنت عمارہؓ نے ابو سفیان سے بھرے دربار میں بے خوفی کے ساتھ بحث کی اور ایسے مسائل زیر بحث لائیں کہ شام کا حاکم جواب نہ دے سکا۔ انصاف نہ کرنے پر انہوں نے مقابلے کی دھمکی بھی دی۔ آخر کار ابو سفیان نے مجبور ہو کر سودہ بنت عمارہؓ کا مطالبہ پورا کیا۔ (العقد العزیز: جلد اول)

*ایک عورت اکرشہ بنت امر ش نے شام کے حاکم معاویہ کے سامنے گورنروں کی شکایت کی اور بے باکانہ کہا اگر یہ سب تیرے ایماء اور مشورے سے ہو رہا ہے تو تجھے چاہیئے کہ توبہ کر اور اگر تیرے گورنر خود ایسا کر رہے ہیں تو تجھے چاہیئے کہ ان خائنوں کو چھوڑ کر امانت داروں سے تعاون حاصل کر۔

تعلیم نسواں

تعلیم کے حصول میں عورت مرد سے کم نہیں ہے۔ جب بھی عورت کو علم حاصل کرنے کا موقع ملا اس نے علم حاصل کیا اور مردوں پر فضیلت بھی حاصل کی۔

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد تعلیم پر خاص توجہ دی تھی۔ اسلام کے ابتدائی زمانہ کی عورتوں میں تحریر کا رواج بھی ہو گیا تھا۔ عورتیں نہ صرف فقہی مسائل حل کرتی تھیں بلکہ فتوے بھی دیتی تھیں۔ بہت زیادہ فتوے دینے والے ۷ (سات) اشخاص میں ایک عورت حضرت عائشہؓ بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ تاریخ میں کم و بیش ۲۰ مفتی خواتین کے نام ملتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کی احادیث سے استفادہ کرنے والے مردوں کی تعداد ۸۸ ہے۔

امام عورت

حضرت اُم ورقہ انصاریؓ نے ہجرت نبوی کے بعد سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلیم قرآن اور احکامات دین کا علم سیکھا۔ بعد ازاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام ورقہؓ کو دین کی اشاعت اور درس قرآن کی اجازت مرحمت فرمائی۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ام ورقہؓ کو امامت کی اجازت بھی عطا فرمائی۔ آپ نے اپنے گھر کے ایک حصے کو مسجد بنالیا تھا۔ پانچوں وقت نماز باجماعت کا اہتمام تھا۔ اذان کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موذن بھی مقرر فرمایا تھا۔ حضرت عمرؓ کے زمانے تک یہ امام رہیں اور باقاعدہ جماعت کراتی رہیں۔

اسلام نے انسانی حقوق کے تعین کا آغاز عورت کی ذات اور اس کے فرائض کو سامنے رکھ کر کیا۔ رسول اللہ ﷺ بیٹے، شوہر، بھائی، باپ، دوست، تاجر، جرنیل سب کچھ تھے۔ مخلوق کے ساتھ ہر رشتے میں تعلق تھا۔ بہترین انسان تھے اور رحمت اللعالمین تھے۔

U.N.O

یو این او والے اپنا منشور بیان کرتے ہیں کہ سارے انسان برابر ہیں۔ سب کے حقوق یکساں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ سو سال پہلے یہ اعلان کر دیا کہ ”انسان طبقاتی اور نسلی تفریق سے بالا ہے، گورے کو کالے پر اور عربی کو عجمی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔“

توازن

انسانی برادری کے لئے عموماًاور بالخصوص عورت کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے مرد اور عورت کے حقوق میں ایسا توازن پیدا کر دیا ہے کہ کسی ایک کا حق کسی دوسرے پر غالب نہیں آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے عورت کی عزت کو بحال کیا۔ اس کے وقار کو اجاگر کیا۔ آپ ﷺ نے مردوں کو ان امور سے منع فرمایا جو عورتوں کے حق میں ظلم و زیادتی کے مترادف تھے۔ آپ ﷺ علی الاعلان مردوں کے مقابلے میں عورتوں کو ان مراعات سے نوازتے تھے جن کی وہ مستحق ہیں۔ آپ ﷺ عملی طور پر عورتوں کی عزت فرماتے تھے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نے ماں کے رشتے سے عورت کو متعارف کرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

* ''تمہاری جنت تمہاری ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔''

* ''ماں کی نافرمانی پر جنت حرام کر دی گئی ہے۔''

* ''وہ شخص بڑا بد قسمت ہے جس کی ماں زندہ ہو اور وہ اس کی خدمت نہ کر کے جنت سے محروم ہو جائے۔''

مادری نظام

ہمارے قارئین کے ذہن میں یقیناً یہ سوال ابھرا ہو گا کہ ''مادری نظام'' کی اصطلاح کیوں استعمال کی گئی ہے۔ اس کے بارے میں عرض کیا ہے کہ:

مادری نظام میں عورت گھرانے، کنبہ اور قبیلہ کی سربراہ ہوتی تھی اس لئے کہ وہ افراد خانہ کو جنم دیتی تھی۔ انہیں خوراک مہیا کرتی تھی۔ نو ماہ تک بچے کو پیٹ میں رکھتی تھی۔ دردِ زہ کی اذیت ناک تکلیف برداشت کرتی تھی۔ اپنے جسم سے خون انڈیل کر انہیں صحت مند رکھتی تھی۔ خود گیلے میں سوتی تھی اور اپنے بچے کو سوکھے بستر پر سلاتی تھی۔ نہلاتی دھلاتی تھی اور ان کے بالغ ہونے تک ان کی تربیت کرتی تھی۔

''پدری نظام'' میں اگرچہ سربراہی مرد کے حصے میں آگئی لیکن جن امور کی انجام دہی کی بنیاد پر فطرت نے سربراہی عورت کو بخشی تھی ان میں سے ایک بھی ذمہ داری احسن طریقہ پر مرد پوری نہیں کر سکا۔ یہ صورت حال اس وقت بھی تھی جب ''ماں'' کا دور تھا اور یہ صورت حال آج بھی قائم ہے۔ جب مردوں کا دور ہے۔

مادری نظام میں افراد خانہ کی خوراک اور ضروریات کی ذمہ دار عورت تھی۔ وہ خود بھوکی رہ کر ان کا پیٹ بھرتی تھی۔ اور انہیں موسموں کی شدت سے محفوظ رکھتی تھی۔

اسلام سے پہلے عورت کی حیثیت

یہودی معاشرے میں عورت کو گناہ کا مجسمہ قرار دیا جاتا تھا۔ عیسائیوں نے عورت کو آدم کے گناہ کا سبب قرار دیا۔ ان کے خیال میں اس کے بعد نسل انسانی میں گناہ گار پیدا ہوتے رہے۔ عیسائی راہبوں نے عورت کو دغا فریب، مصائب اور آلام کا سبب قرار دیا۔ عورت کو شیطنت کا دروازہ اور برائیوں کی جڑ کہا۔ رومی اپنی بیوی کو قتل کر سکتے تھے۔ عرب عورت کو ذلت کا سبب گردانتے تھے۔

وہ افرادی قوت میں اضافے کیلئے اولاد نرینہ چاہتے تھے۔ اگر لڑکی پیدا ہوتی تو زندہ دفن کر دیتے تھے اور بچی کی ماں احتجاج بھی نہیں کر سکتی تھی۔ زندہ رہنے والی لڑکیوں سے بالغ ہونے تک خدمت لیتے تھے اور جوان ہونے کے بعد ان کو فروخت کر دیتے تھے۔

جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی اسے منحوس سمجھا جاتا تھا۔

آٹھ لڑکیاں

رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص نے بتایا میری بچی جو مجھ سے محبت کرتی تھی میں نے اسے کنوئیں میں پھینک دیا تھا حالانکہ وہ ''ابا ابا'' پکار رہی تھی۔ قیس بن عاصم نے زمانہ جاہلیت میں آٹھ لڑکیوں کو زندہ دفن کیا۔

عربوں میں دستور تھا کہ جب تک خاوند زندہ رہتا بیوی اس کے احکام بجا لاتی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث اسے اپنی وراثت میں لے لیتے تھے۔ اور کسی دوسرے سے اس کی شادی کر دیتے تھے۔ شادی کر کے مہر کی رقم خود حاصل کر لیتے تھے۔ اگر بیوہ عورت مالدار ہوتی تو اس کی شادی نہیں ہونے دیتے تھے تاکہ دولت ان کے قبضہ میں رہے۔ یتیم مسکین لڑکی کو بالغ ہونے تک اپنے پاس رکھتے اور پھر خود کو نکاح کر لیتے تھے۔ اس میں مرد کی عمر کی کوئی قید نہیں تھی۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے عورت مرد کے ظلم و ستم کی چکی میں ہر روز پستی تھی، روز جیتی تھی، روز مرتی تھی۔ عورت کے نان نفقہ کی کوئی ذمہ داری مرد پر نہیں تھی۔ مرد حق وراثت سے عورت کو محروم کر سکتا تھا۔ جبکہ خود بیوی کی ملکیت کا حق دار تھا۔ عورت خود اپنی کمائی اپنے اوپر آزادانہ خرچ کرنے کا حق نہیں رکھتی تھی۔ عورت کو یہ حق حاصل نہیں تھا کہ وہ شوہر کا گھر چھوڑ کر چلی جائے خواہ وہ کتنا ہی اس پر ظلم کرتا ہو۔ قدیم یورپی قانون نے عورت کو مرد کی ملکیت قرار دیا ہے۔

انسانی حقوق

ماضی کے واقعات اور تاریخی حقائق پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ خواتین اس طرف متوجہ ہوں کہ قدرت نے انہیں برابر کے انسانی حقوق عطا کئے ہیں۔ جب ہم لفظ تاریخ بولتے ہیں یا لکھتے ہیں تو اس سے منشاء یہ ہوتا ہے کہ ماضی یا زمانہ خود کو دہراتا ہے۔ ماضی میں جس طرح آدم ایک بچہ تھا۔ آج بھی ہر آدم زاد پیدائش کے بعد بچہ ہوتا ہے۔ ماضی میں جس طرح ''حوا'' بچی تھیں آج بھی

پیدائش کے بعد حوا کی بیٹی بچی ہوتی ہے۔ جس طرح آج میں باپ ہوں۔ دادا ہوں، نانا ہوں کل میں ماضی میں دفن ہو جاؤں گا اور میرا بیٹا باپ، دادا اور نانا بن جائے گا۔ جس طرح آج آپ ماں ہیں کل آپ کو بھی ماضی نگل لے گا اور آپ کی بیٹی ماں، دادی، نانی بن جائے گی اور یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا۔

عورت کا کردار

تاریخ بتاتی ہے کہ ماضی میں زمین پر مادری نظام قائم تھا۔ اس عمل کو اکیسویں صدی دہرائے گی اور معاشرے پر مادری نظام پھر غالب آجائے گا اور یہ زمانہ عورتوں کا زمانہ ہو گا۔ اس کی ابتداء اس وقت سے شروع ہو گئی ہے جب سے اسلام نے عورتوں کے حقوق کا تعین کر دیا ہے اور آخری نبی ﷺ نے آخری کتاب قرآن کریم اور احادیث میں عورتوں کے حقوق کو تفصیلاً بیان فرمادیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے معاشرے میں بیوہ عورتوں کے حقوق کی نگہداشت اور بحالی کا حکم دیا ہے۔

ایک روز عورتوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ ! آپ کے پاس مردوں کا ہجوم رہتا ہے آپ ہمارے لئے وقت مقرر فرمادیجئے۔"

رسول اللہ ﷺ نے اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا اور خواتین کے لئے ایک دن مقرر کر دیا۔

ایک سفر میں آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہؓ آپ ﷺ کے ساتھ تھیں۔ جب وہ سوار ہونے لگتیں تو آپ ﷺ اپنا گھٹنا آگے بڑھا دیتے اور زوجہ محترمہ گھٹنے پر پیر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔

حضرت عائشہؓ کی بڑی بہن حضرت اسماءؓ ایک روز کھجور کی گٹھلیوں کی پوٹلی سر پر رکھے ہوئے آرہی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اونٹ پر سوار ادھر سے گزرے تو آپ ﷺ اونٹ سے اتر آئے۔ حضرت اسماءؓ کو اونٹ پر سوار کر دیا اور خود پیدل گھر تشریف لے گئے۔

دو بیویوں کا شوہر

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ انہیں انصاف نہ دے سکے اور کسی ایک بیوی کی طرف مائل ہو جائے۔ قیامت کے دن اس کا حشر اس حال میں ہو گا کہ اس کا نصف دھڑ مفلوج ہو جائے گا۔"

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ عتبہ کی بیٹی ہندہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میرا شوہر ابوسفیان بخیل آدمی ہے مجھے اتنا کم خرچ دیتا ہے کہ وہ میرے لئے اور میرے بچوں کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ اگر میں اس کے مال سے بقدر ضرورت لے لوں اور اسے خبر نہ ہو تو کیا یہ عمل جائز ہے؟"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"شوہر کے مال میں سے بقدر ضرورت لے کر خرچ کر لیا کرو۔"

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عورتیں مردوں کے لئے دل پسند پھول ہیں اس پھول کو مسل کر برباد نہ کرو۔"

بہترین امت

"میری امت میں سے بہتر وہ ہے جو عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور میری امت میں سے بہترین عورت وہ ہے جو اپنے شوہر سے بہتر سلوک کرتی ہے۔ ایسی عورت کو دن رات میں صابر، مومن، شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ ایسی عورتیں جنت کی حوروں پر فضیلت و بزرگی رکھتی ہیں۔ جیسا کہ مجھے تم سے مردوں پر فضیلت ہے۔ میری امت کی عورتوں میں سے وہ عورت بہتر ہے جو اپنے شوہر کے ہر کام کو خوشدلی کے ساتھ انجام دیتی ہے۔ میری امت کے مردوں میں سے بہترین مرد وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ ایسی مہربانی کرتا ہے جیسے ماں بچے کے ساتھ مہربانی کرتی ہے۔ اس کے اعمال میں ہر روز مومن، صابر اور شہیدوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔"

بیوی کے حقوق

نبی کریم ﷺ نے بحیثیت بیوی عورتوں کو وہ حقوق عطا کئے ہیں جس سے وہ محروم تھیں۔ آپ ﷺ نے شوہر کو ذمہ دار قرار دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو کپڑا اور کھانا مہینا کرے۔ اس سے محبت کا بہترین سلوک کرے۔ بلاوجہ طلاق کی دھمکی نہ دے، نہ مارے نہ پیٹے۔ آپ ﷺ نے بیوی کو شوہر کے ترکہ سے حصہ دلایا۔ اگر شوہر تنگ کرے تو بیوی کو طلاق دینے کا حق دیا۔ عورتوں کا کام کرنے اور اپنے مال کو اپنی مرضی سے خرچ کرنے کا حق دیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جو کمائی مرد کرے وہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور جو کمائی عورتیں کریں وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔"

(سورۃ النساء: ۳۲)

''لوگو اپنے رب سے ڈرو، جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے ایک جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیئے۔ اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتے داری اور قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔''

(سورۃ النساء: ۱)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

(سورۃ الروم: ۲۱)

''عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے اور اللہ سب پر غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا ہے۔''

(سورۃ البقرہ: ۲۲۸)

''جب تک بیوہ عورت سے اجازت حاصل نہ کر لی جائے اس کا نکاح نہ کیا جائے اور اسی طرح جب تک کنواری عورت سے دریافت نہ کر لیا جائے نکاح نہ کیا جائے۔''

بے سہارا خاتون

رسول اللہ ﷺ مکے کی غریب اور بے سہارا بیوہ عورتوں کا سودا سلف خرید کر اپنے کندھے پر اٹھا کر ان کے گھروں میں پہنچاتے تھے۔ ایک روز ابوسفیان نے حقارت سے کہا:

''غریب اور کمینے لوگوں کا سامان اٹھا اٹھا کر تم نے اپنے خاندان کا نام بدنام کر دیا ہے۔''

حضور ﷺ نے جواباً فرمایا:

''میں ہاشم کا پوتا ہوں۔ جو امیروں اور غریبوں سب کی یکساں مدد کرتا تھا اور اپنے سے کمتر لوگوں کو حقیر نہیں جانتا تھا۔''

عورت اور سائنسی دور

اس صدی میں عورت اور مرد میں مسابقت کا مقابلہ جاری ہے۔ عورت بینکوں میں منیجر ہے، ڈائریکٹر اور سیکرٹری کی کرسی پر براجمان ہے۔ کالج میں پرنسپل ہے۔ یونیورسٹی میں چانسلر ہے۔ کیبنٹ میں ممبر ہے۔ وزیر خارجہ، وزیر خزانہ، وزیر تعلیم اور وزیراعظم ہے۔ کمپیوٹر میں ماسٹر ہے۔ بسوں میں ڈرائیور ہے۔ ڈاکٹر ہے، سرجن ہے اور حکمران ہے۔ فی زمانہ علمی اعتبار سے عورت مرد سے زیادہ تعلیم یافتہ ہے۔ لیٹریسی ریٹ (Literacy Rate) کے مطابق عورتیں مردوں سے زیادہ عالم ہیں۔

اس وقت دنیا میں ۱۲ سے زیادہ ممالک میں خواتین حکمران ہیں۔ عورت مرد کو طلاق دے سکتی ہے۔ زمین پر کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جہاں عورت مرد سے پیچھے ہو۔

قاہرہ یونیورسٹی میں گریجویٹ لڑکیوں کی تعداد مرد گریجویٹس سے زیادہ ہے۔ مصر کے علاوہ دوسرے عرب ممالک میں بھی کالجوں اور یونیورسٹیوں میں طالبات کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ عراق میں ستر (۷۰) فیصد لڑکیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

شام اور اردن میں ان کی تعداد ستر فیصد سے زیادہ ہے اور الجیریا اور تیونس میں لڑکوں کی نسبت تعلیم یافتہ لڑکیوں کی تعداد نوے (۹۰) فیصد ہے۔

آج کے دور میں لڑکیاں تعلیم کے ہر میدان میں آگے بڑھ رہی ہیں۔ ان کا پسندیدہ موضوع سائنس، بینکنگ اور طب ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ چین میں پچیس فیصد سے زیادہ لڑکیاں پائلٹ ہیں جو جنگی جہاز اڑاتی ہیں۔

بے روح معاشرہ

مرد معاشرے بے روح معاشرے میں اس لئے تبدیل ہوا کہ مرد نے مادیت اور فزیکل باڈی ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ اگر خواتین نے اس کی اصلاح نہیں کی تو ''مادری معاشرہ'' پدرانہ معاشرے سے زیادہ ہولناک ہوگا۔ اتنا فساد پھیل جائے گا کہ زمین اجڑ جائے گی۔ آندھیاں چلیں گی آگ برسے گی، زلزلے آئیں گے۔ چھ ارب کی آبادی دو ارب رہ جائے گی۔ نقل مکانی کر کے لوگ غاروں میں چلے جائینگے۔ درختوں پر بسیرا ہوگا۔ پہاڑ کھائے ہوئے بھس کی طرح ہو جائیں گے۔ آسمان سے خون برسے گا۔ زمین پر آتش فشاں پھٹ پڑیں گے۔ اللہ اپنا رحم کرے۔ اللہ ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔

احسنِ تقویم

محترم خواتین!

آپ کو اللہ کے محبوب آخری نبی ﷺ نے ظلم و ستم کی چکی میں پسنے سے بچایا ہے۔ آپ کے اوپر فرض ہے کہ آپ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی اور روحانی علوم سیکھیں۔ اپنی روح کا تعارف حاصل کریں۔ روح میں وہ سب ''مخفی'' ظاہر ہے جس سے آدمی انسان بن جاتا ہے۔

احسن تقویم، انسان اشرف المخلوقات اس وقت ہے جب وہ اپنی روح سے واقف ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کا حکم بردار ہو۔ جب بندہ اپنی اصل یعنی روح سے واقف ہو جاتا ہے تو اس کے اندر عدل و انصاف، رحم و کرم، برابری، مساوات اور انصاف و عدل کے ساتھ حقوق کی تقسیم کا حوصلہ پیدا ہو جاتا ہے۔

عورت اور مرد دونوں اللہ کی تخلیق ہیں۔ جس طرح کوئی مرد روحانی علوم حاصل کر کے اللہ کا عارف بن جاتا ہے۔ اسی طرح ہر عورت تزکیہ نفس سے نور علیٰ نور ''عارفہ'' بن جاتی ہے۔ اللہ کی دوست بن کر خوف اور غم سے نجات حاصل کر لیتی ہے۔

ایک سو ایک اولیاءاللہ خواتین

اس عاجز بندے نے رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ علوم کی روشنی میں کوشش کی ہے کہ عورت اپنے مقام کو پہچان لے۔ اس کوشش کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک سو ایک اولیاءاللہ خواتین کے حالات، کرامات اور کیفیات تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

یہ کہنا خود فریبی کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ عورتوں کی صلاحیت مردوں سے کم ہے یا عورتیں روحانی علوم نہیں سیکھ سکتیں۔

خواتین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے حقوق سے واقف ہونے کے لئے قرآن کریم ترجمہ کے ساتھ پڑھیں اور ان آیتوں میں تفکر اور غور کریں۔ بچیوں اور بیٹیوں کو بتائیں کہ ہمارے نجات دہندہ، ہمارے شفیع، ہمارے محسن اور ہمارے محترم نبی ﷺ نے عورت کو غلامی سے آزادی دلائی ہے۔ علم سے آراستہ کیا ہے۔ معاشرے میں ہمارے حقوق متعین کئے ہیں۔

ایک دوسرے کا لباس

اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم سیرت طیبہ کا بار بار مطالعہ کریں۔ حضور ﷺ نے جو کیا ہے اس پر عمل کریں اور جو نہیں کیا ہے اسے چھوڑ دیں۔ مرد عورت دونوں ایک دوسرے کا لباس ہیں۔

عورت ہی مرد اور عورت کو جنم دیتی ہے۔ عورت اور مرد میں روح ایک ہے۔ جب تک روح رہتی ہے آدمی زندہ رہتا ہے۔ اور جب دونوں یا کسی ایک میں سے روح نکل جاتی ہے تو حرکت ختم ہو جاتی ہے۔ حرکت ختم ہونے کا نام موت ہے۔

عزیزان گرامی قدر!

اس کتاب کو ترتیب دینے کا مقصد یہ ہے کہ مرد اور عورت کے حقوق کی صحیح عکاسی ہو جائے۔ عورت اور مرد دونوں مل کر ہی معاشرے کو سدھار سکتے ہیں۔ ہم دو رخوں میں سے کسی ایک رخ کو معطل قرار دے دیں تو معاشرہ میں ابتری آجائے گی، معاشرہ بکھر جائے گا۔ ہر چیز درہم برہم ہو جائے گی۔ عورت اور مرد کا وجود ناقابل بیان ہو جائے گا۔

2006ء کے بعد

زمین اب اپنی بیلٹ (Belt) تبدیل کر رہی ہے۔ دو ہزار چھ کے بعد اس میں تیزی آجائے گی اور اکیسویں صدی میں عورت کو حکمرانی کے وسائل فراہم ہو جائیں گے۔

مردوں نے ترقی کے نام پر پوری نسل کو ایٹم بم کی بھٹیوں میں جھونک دیا ہے۔ زمین کراہ رہی ہے۔ لاشعوری کیفیات سے آشنا لوگ زمین کی چیخیں سن رہے ہیں۔ زمین آگ میں بھسم ہونا نہیں چاہتی۔ زمین اپنی کوکھ اجاڑنا نہیں چاہتی۔ وہ اپنے بچوں کو خوشحال اور شاداں دیکھنے کی آرزومند ہے۔ جب کہ ناشکر انسان بضد ہے کہ زمین کو بانجھ کر دے اور زمین کو جلا کر خاکستر کر دے۔ دھواں گھٹا بن کر چھا جائے اور زمین پر آگ کے شعلے برسیں۔

پیشین گوئی

اب یہ امید بھی باقی نہیں رہی کہ آدم زاد اپنے وحشت ناک رویے میں تبدیلی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب کوئی قوم اپنی حالت تبدیل نہیں کرتی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

اللہ رحیم و کریم ہے۔ قدرت عورت کو اقتدار میں لانا چاہتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میری باتوں کو مجذوب کی بڑ سمجھا جائے۔ میں ایک روحانی بندہ ہوں۔ ہر روز دو گز زمین مجھے آواز دیتی ہے۔ تو کہاں ہے؟

میں بھی بخوشی پیوند خاک ہونے کا منتظر ہوں۔ لیکن میری ایک خواہش ہے کہ میری بیٹیاں، بہنیں، بہوئیں اور میرے بچے اپنی خداداد صلاحیتوں کا ادراک کریں۔ اللہ کی رسی کو متحد ہو کر مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیں اور اللہ کی پسند کے مطابق معاشرے کی تشکیل کریں اور اپنی ماں زمین کی مانگ میں سندور بھر دیں تا کہ دنیا امن و آشتی کا گہوارہ بن جائے۔

میرے اوپر اللہ کا یہ کرم ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا خواتین و حضرات نے اسے قبول کیا۔ نظریہ رنگ و نور سے استفادہ کر کے انبیاءؑ کی طرز فکر عام کرنے میں ہر ہر قدم پر اس عاجز بندے کے ساتھ تعاون کیا۔ میں آپ سب کا ممنون کرم ہوں۔ شکر گزار ہوں۔ آپ سے مغفرت کی دعا کا طلب گار ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اللہ مرد و زن کی رگ و جان سے زیادہ قریب ہے۔''

''اللہ ابتداء ہے، اللہ انتہا ہے۔ اللہ ظاہر ہے اللہ باطن ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''جو لوگ میرے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔ میں ان کے اوپر ہدایت و رہنمائی کے دروازے کھو ل دیتا ہوں۔''

روح کا روپ

روحانی علماء بتاتے ہیں کہ روح کے ستر ہزار پرت ہیں۔ ہر پرت انسان کے اندر اس کی اپنی صلاحیت ہے۔ یہ صلاحیت ہر مرد اور ہر عورت میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کو مثالیں دے کر سمجھاتے ہیں۔ دنیا کی ہر شئے اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے۔ جب بندہ اس نشانی پر غور کرتا ہے تو بے شمار عجائبات کی پردہ کشائی ہوتی ہے۔

ایک بڑی پیاز (Onion) لیجئے۔ اس کے پرت اتاریئے۔ پرت اتارنے کے بعد پیاز کے بالکل وسط میں ایک ڈنٹھل ملے گا۔ اس ڈنٹھل کے ساتھ پیاز کے سارے پرت چپکے ہوئے ہوتے ہیں۔

یہی مثال روح کی ہے۔

ڈنٹھل کو اگر روح مان لیا جائے تو پرت ایک صلاحیت ہے۔ جس طرح پیاز کے ہر پرت میں پیاز کی خاصیت موجود ہے اس طرح روح کا ہر پرت اللہ کی صفت کا مظہر ہے۔

روح عورت، مرد نہیں ہوتی۔ روح کے پرتوں کا الگ الگ مظاہرہ مذکر اور مونث کے روپ میں ہمیں نظر آتا ہے۔

کروموسومز (Chromosomes) میں بارہ چھلے ہوتے ہیں۔ ہر چھلہ کا اپنا الگ رنگ ہوتا ہے۔ بطن مادر میں اگر ان چھلوں کے رنگ میں یکسانیت رہتی ہے تو ''سراپا مردانہ'' خصوصیت کا حامل ہوتا ہے اور اگر ایک چھلہ کا رنگ بھی پوری طرح دوسرے گیارہ چھلوں کے ہم مقدار نہ رہے تو ''سراپا'' میں اسی مناسبت سے مردانہ اوصاف کم ہو جاتے ہیں۔ بارہ چھلوں میں سے کسی ایک چھلہ کے رنگ کی مقدار بہت زیادہ یا بہت کم ہو جائے تو مونث رخ تشکیل پا جاتا ہے۔

قرآن حکیم کے ارشاد کے مطابق ہر عورت اور مرد روح کا روپ بہروپ ہے۔ جب کوئی بندہ اپنی روح سے واقف ہو جاتا ہے تو اسے ماورائی صلاحیتوں کا علم حاصل ہو جاتا ہے اور یہی انکشافات آدم کو حیوان سے انسان بناتے ہیں انسان کے اوپر تسخیر کائنات کی دستاویز قرآن کے علوم منکشف ہونے لگتے ہیں اور جب یہ علوم منکشف ہو جاتے ہیں تو قوم معزز ہو جاتی ہے اور دنیا پر حکمران بن جاتی ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ مرد حضرات احسن طریقے یہ ذمہ داری پوری نہیں کر سکے اور اس طرح ناشکری کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اب قدرت نے خواتین کو معزز اور محترم کرنے کے لئے وسائل فراہم کرنا شروع کر دیئے ہیں۔

خواتین کے اوپر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ شکر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں کو استعمال کیا جائے۔ استعمال یہ ہے کہ بلا تخصیص نوع انسانی کی فلاح کے لئے عملی جدوجہد کی جائے۔

معاشرہ کو سدھارنے کے لئے پہلے اپنی اصلاح کی جائے۔ پھر دوسروں کی اصلاح کے لئے توجہ دی جائے۔

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ پر عمل کیا جائے۔ تفکر کو اپنا شعار بنایا جائے۔ اور پیغمبرانہ طرز فکر کے ساتھ اصلاح احوال کی تبلیغ کی جائے۔

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ ہم سب سے راضی ہو اور ہمیں اپنی جوار رحمت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

آمین

خواجہ شمس الدین عظیمی

۱۰ جون ۲۰۰۲ ء

مرکزی مراقبہ ہال۔ سرجانی ٹاؤن

کراچی۔ پاکستان

حضرت رابعہ بصریؒ

اولیاء اللہ خواتین میں آپ کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ آپ قلندرانہ اوصاف رکھتی تھیں اور مرتبۂ ولایت نہایت بلند تھا۔ قلندریت ایک صفت ہے جس میں بندے کی طرز فکر غیر جانبدار ہوتی ہے۔ ''قلندر'' ایسے ''صوفی'' کہ کہتے ہیں جس کی چشم حقیقت کے سامنے ہر شئے کی شیئت مظہر بن گئی ہو۔ اور وہ مراتب اعلیٰ کو سمجھ کر ان میں عروج کرتا رہے۔ ''قلندر'' وہ ہے جو ''وحدت'' میں غرق ہو کر ''مرتبہ احدیت'' کا مشاہدہ کرتا رہے۔ مشاہدے کے بعد انسانی مرتبے پر واپس پہنچ کر ''عبدیت'' کا مقام حاصل کرے۔ جزو میں کل اور کل میں جزو کو دیکھے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ''قلندر''

'میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں' کا مشاہدہ کرتا ہے۔

''مناقب قلندریہ'' میں لکھا ہے کہ مسجد نبویﷺ کے قریب ''صفہ'' ایک چبوترہ تھا۔ وہاں پر فقراء اور مساکین رہتے تھے۔ جو ''اصحاب صفہ'' کہلاتے تھے۔ اصحاب صفہ کی تعداد سو (۱۰۰) سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔

حضرت عبدالعزیز مکی قلندرؒ ان میں سے ایک تھے۔ حضرت عبدالعزیز مکی قلندرؒ سے قلندری سلسلہ جاری ہوا۔ یہ بزرگ حضرت صالحؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کو جب حضرت محمد رسول اللہﷺ کے ظہور کی خوشخبری ملی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔

''اے اللہ! مجھے اتنی عمر عطا فرما کہ میں خاتم النبیینﷺ کا زمانہ پا سکوں۔''

اللہ نے ان کی یہ دعا قبول فرمائی۔

حضرت عبدالعزیز مکی قلندرؒ نے آقائے نامدار، تاجدار مدینہ، سرکار دو جہاںﷺ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔ نبی مکرمﷺ نے حضرت عبدالعزیز مکی کو ''قلندر'' کے نام سے مشرف فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے کو قلندر کا مقام عطا کرتا ہے وہ زمان و مکان کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے غرض، ریا، طمع، حرص، لالچ اور منافقت سے پاک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق جب ان سے رجوع کرتی ہے تو یہ ان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ان کی پریشانیوں کا تدارک بھی کرتے ہیں کیونکہ قدرت نے انہیں اسی کام کے لئے مقرر کیا ہے۔

یہی وہ پاکیزہ اور قدسی نفس اللہ کے بندے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

’’میں اپنے بندوں کو دوست رکھتا ہوں اور ان کے کان، آنکھ اور زبان بن جاتا ہوں۔ پھر وہ میرے ذریعے سنتے ہیں۔ میرے ذریعے بولتے ہیں اور میرے ذریعے چیزیں پکڑتے ہیں۔‘‘

خواجہ حسن بصریؒ ہفتے میں ایک بار درس دیا کرتے تھے۔ بی بی صاحبہ ان کے درس میں حاضر ہوتی تھیں لیکن جس روز نہ ہوتیں حضرت حسن بصریؒ انتظار فرماتے تھے یا راز کی باتیں بیان نہ فرماتے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ ایک عورت کے لئے اتنا انتظار فرماتے ہیں اور لوگ درس سے محروم ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔

’’جو شربت ہاتھیوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے اس کو چیونٹیاں برداشت نہیں کر سکتیں۔‘‘

بی بی رابعہؒ کے والدین پر عسرت و تنگدستی کا سخت عالم تھا۔ ان ہی دنوں ان کے ہاں بی بی صاحبہ کی پیدائش ہوئی۔ ایک رات عبادت سے فارغ ہو کر بی بی صاحبہ کے والد سو گئے تو سیدنا حضور ﷺ کی زیارت ہوئی۔

سیدنا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

’’تیری یہ بیٹی اندھیروں میں روشن چراغ ہے تو جا اور حاکم وقت کو ہمارا پیغام دے کہ اس نے آج اپنے معمولات کے برعکس درود و سلام کا تحفہ نہیں بھیجا اور اس سے کہہ دے کہ چار سو درہم تجھے دے دے۔‘‘

حضرت رابعہؒ کو کسی نے بطور ملازمہ خرید لیا۔ ان کا مالک ایک سخت گیر شخص تھا اور آپ سے بہت کام لیتا تھا۔ حضرت رابعہؒ دن رات محنت سے کام کرتیں لیکن حرف شکایت زبان پر نہ لاتی تھیں۔ ایک بار کنوئیں سے پانی بھر کر گھر واپس آ رہی تھیں کہ پیر پھسل گیا اور گر پڑیں۔ سخت چوٹ کی وجہ سے آپ کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ درد کی شدت سے بے حال گھر پہنچیں کسی سے کچھ نہ کہا اور خود ہی پٹی باندھ لی۔ رات ہوئی تو معمول کے مطابق اٹھ کھڑی ہوئیں اور بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو گئیں۔ رات کو کسی وقت ان کے مالک کی آنکھ کھلی اور وہ آپ کی کوٹھری کی طرف گیا۔ اس نے دیکھا کہ حضرت رابعہؒ سجدے میں اللہ کی حمد و ثناء میں مشغول ہیں۔ اس نے ایک آواز سنی:

''اے رابعہ ! ہم تم کو وہ مقام قرب عطا کریں گے جس پر مقربین ملائیکہ بھی رشک کریں گے۔ بے شک تو ہمارا کلام سنے گی اور ہم سے کلام کرے گی۔''

اسی وقت حضرت رابعہؒ عالم وارفتگی میں سجدے سے اٹھیں نور کی تجلی نے ان کو اپنے احاطے میں لے لیا۔ حضرت رابعہؒ نے بے خودی میں سرشار ہو کر فرمایا:

''یااللہ ! مجھے تیری ذات کے علاوہ کچھ نہیں چاہئے۔ تیرا مشاہدہ ہی میرے لئے نعمت کبریٰ ہے۔''

مالک نے جب آپ کا جذب و کیف اور بارگاہ الٰہی میں مقبولیت کا یہ منظر دیکھا تو گذشتہ سختیوں کی معافی مانگی اور آپ کو آزاد کر دیا۔ حضرت رابعہؒ فرماتی ہیں:

''میں کبھی تنہا نہیں رہی۔ ہر لمحے اللہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔ میں جلوہ خداوندی کا نظارا کرتی ہوں اور خدا کو پہچانتی ہوں۔''
اللہ تعالیٰ نے حضرت رابعہؒ کو باطنی نعمت کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و جمال کی دولت بھی فراوانی سے عطا کی تھی۔ بصرہ کے ایک خوبصورت نوجوان نے جب آپ کے حسن کا چرچا سنا تو ایک دن آپ کو دیکھنے کے لئے پیچھے پیچھے چلا۔ وہ آپ کے حسن سے مسحور ہو گیا۔ اس نے ارادہ کر لیا کہ کسی وقت آپ کے پس جا کر اپنا حال دل بیان کرے گا اور اپنی محبت کا اقرار بھی کرے گا۔ وہ آپ کے گھر کی طرف داخل ہو گیا۔ حضرت رابعہؒ اس وقت مراقبہ میں تھیں اور انوار الٰہی آپ پر بارش کی طرح برس رہے تھے۔ نوجوان نے کچھ کہنے کا ارادہ کیا تھا کہ حضرت رابعہؒ نے پلٹ کر اسے دیکھا۔ آپ کی نظر میں نہ جانے کیا بات تھی کہ نوجوان کے حواس ختم ہو گئے۔ حضرت رابعہؒ نے فرمایا:

''اے اللہ ! تو اپنے اس بندے پر رحم فرما اور اسے قبول کر لے۔''

نوجوان بے خودی کی حالت میں حضرت رابعہؒ کے گھر سے نعرے لگاتا ہوا باہر نکل گیا اور سالوں سال بصرہ کے گلی کوچے اس کے نعرہ بے خودی سے گونجتے رہے۔

ایک چور اس خیال سے آپ کے گھر میں داخل ہوا کہ یہاں بڑے بڑے امراء حاضری دیتے ہیں ضرور نذر و نیاز کی خطیر رقم جمع ہو گی۔ گھر کا کونا کونا دیکھنے کے بعد اسے کچھ نہ ملا تو اس نے غصے میں وہ چادر کھینچ لی جسے حضرت رابعہؒ اوڑھے ہوئے تھیں۔ چور نے بھاگنے کا ارادہ کیا تو اسے دروازہ دکھائی نہ دیا بلکہ ہر سمت دیوار نظر آئی۔ پریشان اور خوف زدہ ہو کر اس نے معافی مانگی۔ حضرت رابعہؒ نے اس کے لئے دعا کی:

"اے میرے رب! اس شخص کو میرے گھر سے کچھ نہیں ملا لیکن میں اسے تیرے در پر لے آئی ہوں۔ تو اسے خالی نہ لوٹا۔"
اس چور کی ماہیت قلب ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام سے مالا مال ہوگیا۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار نماز کے بعد میں بی بی رابعہ بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بی بی صاحبہ نے کھانا پکانے کے لئے گوشت ہانڈی میں ڈال کر چولہے پر رکھا ہوا تھا۔ وہ ہم سے گفتگو میں مشغول ہو گئیں۔ نماز مغرب کے بعد بھی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ رات کے وقت آپ کھانے کے لئے روٹی اور پانی لے کر بیٹھیں تو اچانک ہانڈی کا خیال آیا کہ اس میں بہت دیر سے سالن پک رہا ہے اور خیال آیا کہ جل گیا ہو گا۔ دیکھا تو نہایت عمدہ گوشت پکا ہوا موجود ہے۔ بی بی صاحبہ نے وہ گوشت ہمیں بھی کھلایا۔ ایسا لذیذ سالن ہم نے کبھی نہ کھایا تھا۔

بی بی رابعہؒ کو کسی نے بازار حسن میں فروخت کر دیا۔ خداداد حسن کی وجہ سے لوگوں کا ہجوم رہنے لگا۔ جو شخص نائکہ سے معاملہ طے کر کے رات کو جاتا وہ تھوڑی دیر بعد کمرے سے عجیب کیفیت کے ساتھ باہر چلا جاتا۔ کافی دن گزر گئے تو نائکہ نے محسوس کیا جو شخص ایک بار آتا ہے وہ واپس نہیں آتا۔ ایک رات اس نے چھپ کر کمرے میں جھانکا تو حیران رہ گئی کہ اندھیرے میں بی بی صاحبہ کا جسم نور کے مجسمے کی طرح روشن ہے۔ اس نظارے سے اس کی کیفیت غیر ہو گئی۔ صبح سویرے بی بی صاحبہ کے پاس آئی اور قدموں میں گر کر معافی طلب کی۔ کہا، "خدارا میرا قصور معاف کر دیجئے۔ میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ آج سے آپ آزاد ہیں۔"
بی بی صاحبہ نے فرمایا۔ "اری احمق! تو نے مجھے آزاد کر کے جاری فیض کو ختم کر دیا۔"

دو درویش آپ کے گھر مہمان ہوئے۔ اس وقت گھر میں صرف دو روٹیاں تھیں۔ حضرت رابعہؒ نے ارادہ کیا کہ وہی دو روٹیاں مہمانوں کے سامنے رکھ دیں گی۔ اسی دوران دروازے پر کوئی سائل آ گیا۔ حضرت رابعہؒ نے سائل کو زیادہ مستحق سمجھتے ہوئے وہ روٹیاں اسے دے دیں اور خود اللہ پر توکل کر کے بیٹھ گئیں۔ کچھ دیر گزری تھی کہ بصرہ کی کسی رئیس خاتون نے اپنی کنیز کے ہاتھوں کھانے کا ایک خوان بھیج دیا۔ حضرت رابعہؒ نے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے وہ خوان مہمانوں کے آگے رکھ دیا۔

زندگی کے آخری ایام میں آپؒ حد درجہ عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئیں۔ غذا بھی بہت کم ہو گئی تھی۔ زیادہ تر پانی پر گزارا کرتی تھیں۔ ضعف کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ نماز پڑھتے ہوئے گر جاتی تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ مادی جسم محب و محبوب کے درمیان ایک پردہ بن گیا ہے۔ جب آپ زیادہ ضعیف اور بیمار ہوئیں تو عقیدت مند کثرت سے عیادت و مزاج پرسی کے لئے حاضر ہونے لگے۔ حضرت رابعہؒ کی خواہش تھی کہ ان کو عام لوگوں کی طرح سپرد خاک کیا جائے اور قبر کو امتیازی اہمیت نہ دی جائے۔ ایک دن آپ طالبات اور طلباء کو درس دے رہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ حضرت رابعہؒ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ باہر چلے جائیں اور خود خلوت نشین ہو کر لیٹ گئیں۔ کچھ دیر بعد آپ کی روح قفس عنصری سے آزاد ہو گئی۔

وصال کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا۔

''بی بی صاحبہ! قبر میں کیا معاملہ پیش آیا۔'' حضرت رابعہؒ نے فرمایا:

''جب فرشتوں نے پوچھا کہ آپ کا رب کون ہے تو میں نے کہا کہ واپس جاؤ اور اللہ رب العزت سے کہو کہ بے شمار مخلوق میں جب آپ نے ایک ضعیف عورت کو فراموش نہیں کیا تو میں کس طرح آپ کو بھول سکتی ہوں۔''

جناب ساجد حسین صاحب کے تایا ہندوستان کے صوبے سی پی برابر میں پولیس انسپکٹر تھے۔ ہمیشہ ایمان داری یس نوکری کی اور رشوت نہیں لی۔ ایک بار کوئی سا کھ ڈی ایس پی نریندر سنگھ ان کا افسر بالا مقرر ہوا۔ یہ ڈی ایس پی خود بھی رشوت لیتا تھا اور اپنے ماتحتوں سے بھی اپنا حصہ وصول کرتا تھا۔ جب اس نے تایا جان پر دباؤ ڈالا تو انہوں نے رشوت لینے سے انکار کر دیا۔ ڈی ایس پی نے تایا کو ایک جھوٹے مقدمے میں ماخوذ کر کے ملازمت سے معطل کر دیا اور ان کے خلاف عدالتی کارروائی شروع ہو گئی۔ تایا جان اپنے گاؤں میں آ کر کھیتی باڑی میں مصروف ہو گئے اور جب عدالت کی تاریخ پڑتی تو حاضر ہو جاتے۔ ان حالات کی وجہ سے خاندان کے بہت سے لوگ انہیں بری نظروں سے دیکھنے لگے۔ بالخصوص تایا زاد بہن شدید پریشان اور شرمندہ رہنے لگیں۔ ایک رات وہ آرزدہ خاطر سوئیں خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی صورت خاتون سفید لباس پہنے ہوئے تشریف لائیں۔ خوبصورتی اور لباس سے شہزادی یا رانی دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ خاتون بہن کی مسہری کے پاس آ کر رک گئیں اور شفقت سے فرمایا:
''بیٹی تم فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مصیبت ٹل جائے گی۔''

یہ کہہ کر وہ جانے لگیں تو بہن نے ان سے پوچھا۔ ''آپ کون ہیں؟''

خاتون نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ''ہم بصرہ سے تمہارے پاس آئے ہیں۔''

بہن کہتی ہیں۔ ''میری آنکھ کھلی تو میں بے حد خوش تھی۔ کمرے میں ایک لطیف خوشبو کا احساس ہوا۔''

اس خواب کے بعد تایا جان کے مقدمے میں ایک بڑی تبدیلی واقع ہوئی۔ تایا جان کی اپیل پر انکوائری افسر تبدیل کر دیا گیا اور ایک انگریز مقرر ہوا اس نے نئے سرے سے الزامات اور واقعات کی تحقیق کی۔ جرح اور تحقیقات میں گواہوں نے اعتراف کر لیا کہ یہ مقدمہ ڈی ایس پی کے دباؤ پر بنایا گیا ہے۔ تایا جان کے خلاف انکوائری ختم کی گئی اور وہ باعزت بری ہو گئے۔

حکمت و دانائی

*ایمان کامل کی دولت ان کو ملتی ہے جو اللہ کے مقرب و محبوب ہوتے ہیں۔

*اللہ کی طلب اور نفس دونوں یکجا نہیں ہوتے۔

*جب تک معبود کو پہچان نہ لیا جائے اس کی عبادت کس طرح ہو سکتی ہے۔

*جہنم کے خوف اور جنت کی طلب سے بے نیاز ہو کر عبادت کرنے سے انسان مقام محمود پر پہنچ سکتا ہے۔

*دنیا ایسے دوست کی مانند ہے جو بظاہر دوست ہے لیکن اندر سے دشمن ہے۔

*اللہ کے کرم سے وہی لطف اندوز ہوتا ہے جسے اللہ نے اپنا قرب عطا کر دیا ہے۔

*کسی کے برا کہنے سے رزق میں کمی نہیں ہوتی۔

*جس سے اللہ راضی ہو جائے اس کے رزق میں کمی نہیں ہوتی۔

*اللہ سے محبت کے دعویٰ میں صداقت یہ ہے کہ اس کی فرمانبرداری کی جائے۔

*دنیا خدا کی ملکیت ہے اسے دنیا والوں سے مانگ کر پستی میں نہ گرو۔

حضرت بی بی تحفہؒ

بی بی تحفہؒ حضرت سری سقطیؒ کے دور کی مشہور عارفہ ہیں۔

ایک رات حضرت سری سقطیؒ پر بے چینی اور اضطراب کی غیر معمولی کیفیت طاری ہوگئی۔اس طرح کی حالت پہلے کبھی آپ پر وارد نہیں ہوئی تھی۔ کوشش کے باوجود ذکر و فکر میں یکسوئی حاصل نہیں ہوئی۔ تہجد کا وقت بھی گزر گیا لیکن بے چینی ختم نہ ہوئی۔ اچانک حضرت سری سقطیؒ کو خیال آیا کہ شفاخانے جاکر مریضوں کی تیمارداری کرنی چاہیئے۔ حضرت سری سقطیؒ جوں ہی شفاخانے میں داخل ہوئے ان کے بے چین دل کو قرار آ گیا۔

اس اچانک تبدیلی پر وہ حیران ہوئے۔ یکایک ان کی نظر ایک مریضہ پر پڑی۔ یہ ایک خوبصورت لڑکی تھی۔ ہاتھ پیر رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ لڑکی نے حضرت سری سقطیؒ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور بے ساختہ اس نے اشعار پڑھے۔

''اللہ نے میرے دل کی یہ حالت کردی ہے۔ اللہ نے مجھے خاص انعام عطا کرکے میری عزت افزائی کی۔ جب مجھے بلایا جاتا ہے تو میں دلی آرزو کے ساتھ اس کی طرف چل پڑتی ہوں۔''

حضرت سری سقطیؒ یہ حال و مقام دیکھ کر گم سم ہوگئے۔ ہوش و حواس بحال ہوئے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ اس لڑکی کو کیا تکلیف ہے۔اس کے ہاتھ پیر کیوں رسیوں سے باندھے ہوئے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ اس لڑکی کا دماغی توازن خراب ہوگیا ہے اور اس کا مالک اسے یہاں علاج کے لئے چھوڑ گیا ہے۔ لڑکی نے جب یہ بات سنی تو اس کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو بہنے لگے اور اس نے عربی میں چند اشعار پڑھے۔

''اے لوگو! میری اس حالت میں میرا کوئی دخل نہیں ہے۔ میں بظاہر دیوانی دکھائی دیتی ہوں لیکن میرا دل خبردار و ہوشیار ہے۔ میرا جرم عشق ہے اور میں اس محبوب کی الفت میں گرفتار ہوں جس کے حکم کی سرتابی کوئی نہیں کرسکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جس بات کو تم خرابی سمجھ رہے ہو وہی میری خوبی ہے اور میری خوبی تمہارے نزدیک جرم و خطا ہے۔ ذرا سوچو! جو شخص اللہ کی محبت میں گرفتار ہو اور اللہ سے راضی ہو وہ پاگل کیسے ہوسکتا ہے؟''

کنیز نے جب اپنی کیفیت کو الفاظ کا جامہ پہنایا تو حضرت سری سقطیؒ پر رقت طاری ہو گئی۔ لڑکی نے جب انہیں روتے دیکھا تو کہا:
"اے سری سقطیؒ! اس طرح رونے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ آپ اللہ کو اس طرح پہچان لیں جو پہچاننے کا حق ہے۔
حضرت سری سقطیؒ نے اس سے پوچھا:

"اے لڑکی! تم مجھے کیسے جانتی ہو اور تمہیں میرا نام کس طرح معلوم ہوا؟"

لڑکی نے کہا:

"جب میں نے اللہ کو پہچان لیا تو پھر میں کسی اور سے ناواقف کیسے رہ سکتی ہوں؟"

حضرت سری سقطیؒ نے پوچھا:

"اے لڑکی! تو کسے دوست رکھتی ہے؟"

جواب ملا:

"میں اس ذات کو محبوب رکھتی ہوں جس نے مجھے اپنی نعمتوں کی پہچان کرائی اور اپنے کرم سے نوازا۔ یہ وہ ذات ہے جو انسان کی رگِ جان سے زیادہ قریب ہے۔"

حضرت سری سقطیؒ نے شفاخانے کے منتظم سے اس کنیز لڑکی کو رخصت کرنے کی درخواست کی تو اس نے لڑکی کو شفاخانے سے فارغ کر دیا۔

حضرت سری سقطیؒ نے کہا:

"اب تم آزاد ہو جہاں جی چاہے چلی جاؤ۔"

لڑکی نے کہا:

"حضرت آپ میرے مالک نہیں ہیں۔ جب تک میرا مالک آزاد نہیں کرے گا میں کہیں نہیں جاؤں گی۔"

اسی وقت کنیز کا مالک بھی آگیا۔ حضرت سری سقطیؒ نے اس سے فرمایا:

''اے شخص! میں حیران ہوں کہ تو نے اس لڑکی کو کیوں قید کر دیا ہے یہ تو مجھ سے زیادہ قابل احترام اور دانش مند ہے۔''
اس شخص نے کہا:

''حضرت! میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ نہ کھاتی ہے، نہ پیتی ہے، نہ سوتی ہے اور نہ آرام کرتی ہے۔ زیادہ وقت کسی فکر میں گم رہتی ہے۔ میرے پاس ایک یہی کنیز ہے جسے میں نے بیس ہزار درہم میں خریدا ہے۔ اس کی خوبیوں کو دیکھ کر میں نے سوچا تھا کہ یہ لڑکی میرے لئے بے حد منافع بخش ثابت ہو گی کیونکہ اس کی اواز بہت سریلی ہے اور گاتی بہت اچھا ہے لیکن ایک دن نغمہ سرائی کے بعد آہ وزاری کرنے لگی اور آلات موسیقی توڑ دیئے۔

حضرت سری سقطیؒ نے کہا:

''تم اس کی جو بھی قیمت طلب کرو میں تمہیں دونگا۔ تم اسے آزاد کر دو۔''

اس شخص نے حیرانی سے کہا:

''حضرت! آپ ایک درویش ہیں اتنی قیمت کہاں سے دیں گے؟''

حضرت سری سقطیؒ نے فرمایا:

''تم اس کی فکر نہ کرو تمہیں مطلوبہ رقم مل جائے گی۔ یہ کہہ کر آپ اپنے گھر آ گئے۔ ان کے پاس ایک درہم بھی نہیں تھا۔ حضرت سری سقطیؒ پوری رات رو رو کر بارگاہ الٰہی میں فریاد کرتے رہے۔

''یاالٰہی! تو میرے ظاہر اور باطن کو اچھی طرح جانتا ہے اور مجھے تیرے فضل و کرم پر پورا یقین ہے۔ مجھے اس معاملے میں شرمندگی سے بچالے۔''

دروازے پر دستک ہوئی۔ آپ نے دروازہ کھولا تو ایک شخص ہاتھ میں شمع دان لئے کھڑا تھا اور اس کے ساتھ چار خادم تھے۔ اس نے اپنا تعارف کراتے ہوئے بتایا۔ میرا نام احمد بن مثنیٰ ہے۔ ایک غیبی آواز نے مجھ سے کہا کہ سونے کی پانچ تھیلیاں حضرت سری سقطیؒ کو پہنچادے۔ حضرت سری سقطیؒ سجدے میں گر گئے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

نماز فجر کے فوراً بعد حضرت سری سقطیؒ احمد بن مثنیٰ کو ساتھ لے کر نفسیاتی اسپتال پہنچے۔ ڈاکٹر نے سلام کے بعد عرض کیا:

"حضرت! میں نے خواب میں ایک آواز سنی۔ کیا خوب ہے وہ دل جو ہماری یاد میں محو ہے اور ہم سے لو لگائے ہوئے ہے۔ اسی وقر میرے دل میں یہ خیال القا ہوا کہ یہ اعلان تحفہ کے لئے ہو رہا ہے۔

ابھی بات ہو رہی تھی کہ تحفہ وہاں آ گئیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ وہ کہہ رہی تھیں:

"یاالٰہی! تو نے میرا راز سب پر ظاہر کر دیا ہے۔"

حضرت سری سقطیؒ نے تحفہ کے مالک سے کہا:

"اے شخص! میں تیرے مطالبے کے مطابق رقم لے آیا ہوں تو چاہے تو میں اور دینے کو تیار ہوں۔"

یہ سن کر تحفہ کے مالک کی گریہ وزاری میں اضافہ ہو گیا، اس نے کہا:

"مجھے یہ رقم نہیں چاہئے۔ آپ گواہ رہیئے کہ میں نے تحفہ کو اللہ کے لئے آزاد کر دیا۔ میں صرف رضائے الٰہی کا طلبگار ہوں۔"
احمد بن مثنیٰ نے روتے ہوئے کہا:

"افسوس میں خدمت سے محروم رہا جس کام کے لئے میرا انتخاب کیا گیا تھا وہ کسی اور کے ذریعے پورا ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ خدا نے مجھے شرف قبولیت نہیں بخشا اور یہ امر میرے لئے سخت اضطراب کا باعث ہے۔

"حضرت سری سقطیؒ! آپ گواہ رہئے کہ میں نے اپنا تمام مال و دولت اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا اور اب مجھے اس پر کوئی اختیار نہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ میرے اس عمل کو قبول کر لے اور مجھے اس کی خوشنودی حاصل ہو جائے۔"

حضرت سری سقطیؒ نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہو گا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بی بی تحفہؒ پر خصوصی کرم فرمایا ہے اس کے وسیلے سے دوسروں کو بھی ہدایت اور سرفرازی عطا ہو گی۔

حضرت سری سقطیؒ بی بی تحفہ سے مخاطب ہوئے جن کی آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب رواں تھا۔ "اے تحفہؒ! اب رونے کا کیا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خصوصی نظر کرم فرما کر تمہیں غلامی سے آزاد کر دیا ہے۔"

حضرت تحفہؒ نے اشعار میں کہا۔

"جس کی کشش مجھے کھینچ رہی ہے اور جس کی طرف میں بھاگی جا رہی ہوں اسی کے لئے آنسو بہہ رہے ہیں۔ قسم ہے اس حق کی جس نے مجھے طلب کیا ہے میں ہمیشہ اس کے ساتھ ہوں تاکہ وہ مجھے مطلوب تک پہنچا دے۔"

یہ کہہ کر بی بی تحفہؒ اسپتال سے باہر نکل گئیں اور پھر کسی نے انہیں نہیں دیکھا۔

حضرت سری سقطیؒ، احمد بن مثنیٰ اور حضرت بی بی تحفہؒ کا مالک تینوں کعبتہ اللہ کی زیارت و طواف کی نیت سے روانہ ہوئے۔ راستے میں احمد بن مثنیٰ کا آخری وقت آ گیا اور وہ انتقال کر گئے۔ باقی دو افراد کعبتہ اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ انہیں درد اور شوق میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ کوئی کہہ رہا تھا۔

''خدا کا دوست اس دنیا میں بیمار ہے اور اس کی تکلیف طول پکڑ چکی ہے اس تکلیف کا علاج محبت الٰہی ہے اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے خود اسے جام محبت پلا دیا ہے۔ خدا کا دوست اس کی طلب میں دنیاوی ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گیا ہے۔''

حضرت سری سقطیؒ پر ان کلمات نے بہت اثر کیا۔ آپ اس آواز کی طرف چلے۔ اسی اثناء میں کسی نے ان کا نام لے کر پکارا۔ ''اے سری سقطیؒ یہاں آیئے۔''

حضرت سی سقطیؒ نے پکارنے والے کو دیکھ لیا۔ پوچھا تم کون ہو؟

جواب ملا۔ ''حضرت میں وہی تحفہ ہوں جسے آپ نے اسپتال میں دیکھا تھا۔''

بی بی تحفہؒ اتنی ضعیف اور ناتواں ہو گئی تھیں کہ پہچاننا مشکل تھا۔ حضرت سقطیؒ نے پوچھا:

''اے تحفہؒ! خلوت اختیار کر کے تمہارا حال کیا ہے؟''

بی بی تحفہؒ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی محبت اور قرب عطا فرما دیا اور غیر اللہ سے لاتعلق اور بے نیاز کر دیا۔''

جب بی بی تحفہؒ نے احمد بن مثنیٰ کے انتقال کی خبر سنی تو فرمایا!

''اللہ ان پر رحم فرمائے اللہ نے انہیں بڑی عزت و عظمت بخشی ہے وہ جنت میں میرے پڑوسی ہونگے۔''

حضرت بی بی تحفہؒ نے اپنے سابقہ مالک کے لئے بھی دعائے خیر فرمائی۔ دعا کرتے ہوئے آپؒ پر غنودگی طاری ہو گئی۔ حالت غنودگی میں ہاتف غیبی نے آواز دی:

''تحفہ! تیرے پروردگار نے تجھے طلب فرمایا ہے۔''

لوگوں نے دیکھا کہ بی بی تحفہ کعبۃ اللہ کے قریب گر گئیں۔ اور مالک حقیقی سے جا ملیں۔

حکمت و دانائی

*سب سے بہترین دوست انسان کا اپنا من ہے۔

*اللہ کو پہچاننے کا واحد ذریعہ محبت ہے۔

*رد عمل طرز فکر کی نشاندہی کرتا ہے۔

*مومن ہر حال میں ثابت قدم رہتا ہے۔

*دنیا کا کوئی آدمی برا نہیں ہوتا۔ خیالات اچھے یا برے ہوتے ہیں۔

*تعصب کرنے والا بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہتا ہے۔

*جو چیز حقیقی نہیں ہے وہ حق سے قریب نہیں ہوتی۔

*قلبی مشاہدات حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں۔

*بندہ کا سانس خالص شراب کا ایک گھونٹ ہے۔

*ہر چیز وقت کے ہاتھوں میں کھلونا ہے۔

*کھلونا دنیا ہے۔ وقت چابی ہے۔

ہمشیرہ حضرت حسین بن منصورؒ

تاریخ میں مشہور بزرگ حضرت حسین بن منصور حلاجؒ کی بہن روحانیت میں بلند مقام رکھتی ہیں۔ گھریلو مصروفیات کے بعد رات کو آبادی سے دور عبادت وریاضت میں مشغول ہو جاتی تھیں۔ ایک طویل عرصے کے بعد انوار وبرکات اور فیض وانعامات کا سلسلہ شروع ہوا۔ تعلیمات کا سلسلہ بیس سال تک جاری رہا۔

حضرت حسین بن منصورؒ نے ایک دن دیکھا کہ "مرد غیب" پیالے میں کوئی چیز ان کو پلا رہا ہے۔ حضرت منصورؒ نے کہا، بہن! کچھ مجھے بھی عنایت کیجئے۔ فرمایا: "منصور اس فیض ربانی کو برداشت نہیں کر سکو گے۔"

حضرت منصور نے اصرار کر کے اس پیالے میں سے پی لیا۔ بعد ازاں "انا الحق" کی صدا لگانے پر حضرت حسین بن منصورؒ کو سنگسار کر دیا گیا۔

سنگسار کرتے وقت بہن نے کہا:

"بھائی! مجھے معلوم تھا کہ تیرے ساتھ یہ واقعہ رونما ہو گا۔ لیکن میں نے تجھے اس لئے منع نہیں کیا کہ تو حقیقت سے واقف ہو جائے۔ اگر تو صبر سے کام لیتا تو تیرے اندر "راز" برداشت کرنے کی سکت پیدا ہو جاتی۔ مجھے دیکھ کہ میں بیس سال سے ہر رات ایک پیالہ پیتی ہوں لیکن برداشت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتی۔"

آپؒ چلتے پھرتے انوار وتجلیات کے مشاہدے کرتیں۔ کبھی کبھار استغراق طاری ہو جاتا۔ اس کیفیت میں جو بات منہ سے نکل جاتی حرف بہ حرف پوری ہوتی۔ آپ اکثر فرماای کرتیں۔ "دوست کی خوشبو مجھے مست وبے خود رکھتی ہے۔"

حکمت ودانائی

*ہمت سے مردہ قوم بھی زندہ ہو جاتی ہے۔

*ناکامیوں پر غور کرنے سے کامیابی کا زینہ تعمیر ہوتا ہے۔

ایمان سادگی اور قناعت سے پیدا ہوتا ہے۔

*جب تک کسی شخص سے معاملہ نہ پڑے اس کے بارے میں رائے قائم نہیں کرنی چاہیئے۔

*اچھے حسن کے ساتھ اچھے اخلاق کی بھی دعا کرنی چاہیئے۔

*مستقل مزاجی سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو سکتا ہے۔اور سست الوجود آدمی کو کنکر بھی پہاڑ لگتا ہے۔

*خود غرض لوگ غلام بن جاتے ہیں۔

*مزاج پرسی آداب مجلس میں شامل ہے۔

*عقل گناہ کے وقت مخالفت نہیں کرتی۔بصیرت ضمیر کو زندہ رکھتی ہے۔

*تجربہ بہترین معلم ہے۔

* ''تفکر'' بہتر نتائج کی کنجی ہے۔

*امید کے سہارے جینا اور عمل نہ کرنا خود فریبی ہے۔

*مصائب پریشان کرنے کے لئے نہیں بیدار کرنے کے لئے آتے ہیں۔

*دوست کی خوشبو مست و بے خود رکھتی ہے۔

بی بی فاطمہ نیشاپوریؒ

بی بی فاطمہ کا تعلق خراسان سے تھا۔ علم باطن اور معرفتِ الٰہی میں آپ کا درجہ نہایت بلند تھا۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ آپ کی بہت تعریف کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ''میں نے اپنی زندگی میں ایک عورت اور ایک مرد کو باکمال دیکھا ہے اور عورتوں میں فاطمہ نیشاپوریؒ ہیں۔''

بڑے بڑے علماء اور فضلاء کو جب کوئی مسئلہ حل کرنے میں مشکل پیش آتی تھی تو بی بی فاطمہ نیشاپوریؒ اس طرح حل کر دیتی تھیں کہ لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ '' بی بی فاطمہ نیشاپوریؒ قرآنی حقائق و معارف کو اس خوبی سے بیان کرتی ہیں کہ ان کے بیان پر رشک آتا ہے۔''

بی بی فاطمہؒ خرق عادات کو بھان متی کہتی تھیں۔ فرماتی تھیں:

''اللہ کے دوست کے لئے تو کائنات کا ذرہ ذرہ مشاہدہ ہے۔''

بعض لوگوں نے آپ کو بیک وقت کئی جگہوں پر دیکھا تو حیرت کا اظہار کیا۔ آپؒ نے فرمایا:

''جو لوگ اپنی روح سے واقف ہو جاتے ہیں وہ زمان و مکان (Space&Time) کی گرفت سے نکل جاتے ہیں۔''

بی بی فاطمہ نیشاپوریؒ نے زندگی کا بیشتر حصہ بیت اللہ شریف میں گزارا اور خانہ کعبہ کی مجاورت کے فرائض بھی ادا کئے۔ آپ زیادہ تر مکہ معظمہ میں رہتی تھیں۔ کبھی کبھی بیت المقدس کی زیارت کے لئے بھی جاتی تھیں لیکن مکہ معظمہ واپس آ جاتی تھیں کسی اور جگہ ان کا دل نہیں لگتا تھا۔ انتقال کے وقت احرام میں تھیں۔

حکمت و دانائی

*اللہ کی نظر میں اس کام کی حیثیت ہے جس میں خلوص ہو۔

*اگر اس بات کا یقین ہو جائے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے تو معاشرے سے ریاکاری ختم ہو جائے گی۔

*جو شخص ہر وقت خدا کا دھیان نہیں رکھتا وہ گناہوں کے گڑھے میں گر جاتا ہے۔

بی بی حکیمہؒ

بی بی حکیمہؒ بے حد عبادت گزار اور خدا رسیدہ تھیں۔ قرآن کریم کی تفسیر اس طرح بیان کرتی تھیں کہ سننے والوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت نقش ہو جاتی تھی۔

ایک مرتبہ اپنی ایک شاگرد سے کہا:

''سنا ہے کہ تیرا شوہر دوسری شادی کر رہا ہے۔''

شاگردہ نے کہا۔ ''جی ہاں۔''

آپ نے فرمایا: ''میں حیران ہوں کہ ایسا عالم و دانا ہو کر وہ عورتوں کی محبت کو دل میں جگہ دیتا ہے اور خدا کی محبت سے خالی ہے۔''
شاگردہ نے کہا۔: ''الا من اتی اللہ بقلب o''

بی بی حکیمہؒ نے فرمایا: ''کیا تم اس کا مطلب جانتی ہو؟''

شاگرہ نے کہا۔ ''نہیں۔''

آپ نے فرمایا:

''اس کا مطلب ہے کہ حاضر ہونے والا جب اپنے معبود کے روبرو ہو تو اس کے دل میں سوائے اس کے اور کا خیال نہ آئے۔''
بی بی حکیمہؒ نے ایک عورت کو نماز عشاء کے بعد پڑھنے کے لئے وظیفہ بتایا تو ساتھ ساتھ نصیحت کی کہ کھانا شوہر کے ساتھ کھایا کرو۔ اس کی پسند کی چیزیں خاص طور پر تیار کرو۔ دو ہفتے بعد ہی وہ عورت بی بی حکیمہؒ کے پاس آئی۔ چہرہ گلاب کی طرح کھلا ہوا تھا۔ اس نے خوشی خوشی بتایا کہ

بی بی صاحبہ! آپ کی دعا، تعویذ اور نصیحتوں سے میرا گھر اجڑنے سے بچ گیا۔ بی بی حکیمہؒ سے خواتین اپنے گھریلو مسائل بھی پوچھتی تھیں۔

رات کے وقت آپ کا کمرہ دودھیا روشنی سے منور رہتا۔ کبھی ایسا لگتا تھا کہ آپؒ کسی کو کچھ پڑھا رہی ہیں۔ ایک قریبی شاگردہ کے پوچھنے پر آپؒ نے فرمایا:

''جنات کی بچیاں قرآن پڑھنے آتی ہیں۔''

حکمت ودانائی

*عارف کا دل اللہ کی محبت سے معمور ہوتا ہے۔

*ہدایت یافتہ لوگ اللہ کی مہربانی سے شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

بی بی جوہر براثیہؒ

بی بی جوہر براثیہؒ جوانی میں عباسی خلیفہ کی کنیز تھیں۔ایک بار کسی درسگاہ کے سامنے سے گزریں تو دیکھا کہ ایک بزرگ بڑے وقار سے طلبہ کو درس دے رہے ہیں۔آپ رک کر ان کا بیان سننے لگیں۔ بزرگ کی باتوں کا آپ کے اوپر اثر ہوا۔ محل میں واپس آکر گوشہ نشینی ہو گئیں اور خاموش رہنے لگیں۔ جب سکون نہ ملا تو محل چھوڑ کر جنگل میں چلی گئیں۔ ساتھی کنیزوں نے پوچھا کہ ''امیر'' آپ کے بارے میں پوچھیں تو کیا جواب دیں۔بی بی جوہرؒ نے فرمایا: ''اب میں اللہ کے علاوہ کسی کی کنیز نہیں۔یہی بات امیر سے کہہ دینا۔''

ایک بار خلیفہ نے انہیں دس ہزار دینار بھیجے۔انہوں نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ دنیا کا مال طبیعت میں تکبر اور رعونت پیدا کرتا ہے۔مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ خلیفہ نے دوبارہ بیس ہزار دینار بھیجے اور کہا کہ اسے قبول کر لیں اور غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیں۔ پھر بھی جوہر براثیہؒ نے یہ دینار قبول کرنے سے انکار کر دیا اور قاصد سے کہا! امیر سے کہنا کہ میں ایک گوشہ نشین عورت ہوں اور نہیں جانتی کہ ان دیناروں کا مستحق کون ہے۔اس لئے بہتر ہے کہ امیر المومنین جہاں بہتر سمجھیں یہ دینار تقسیم کر دیں۔

ایک بار حاکم وقت نے بی بی جوہر براثیہؒ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں خدمت کا موقع دیں۔انہوں نے جواب دیا کہ شاہی محلات اور فقیر کی کٹیا میں بڑا فرق ہے۔ میں ایک سیدھی عورت ہوں اور کٹیا میں اپنے جیسے لوگوں کے درمیان رہنا مجھے پسند ہے۔

بی بی جوہرؒ درختوں، حیوانوں اور پرندوں سے باتیں کرتی تھیں۔اکثر زخمی پرندے اور جانور آکر آپ کے قریب بیٹھ جاتے تھے۔ آپ ان کا علاج کرتی تھیں۔شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرتی تھیں۔ان میں درندے بھی شامل تھے۔

حکمت و دانائی

* جس طرح رئیس کو محل میں آرام ملتا ہے اور کٹیا میں بے سکون رہتا ہے اسی طرح فقیر کو کٹیا میں سکون ملتا ہے اور محل میں ویرانی محسوس ہوتی ہے۔

* اللہ کی دوست کو جاہ و جلال اور مال و دولت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

*جب کوئی اللہ کا بن جاتا ہے تو دنیا اس کی محکوم بن جاتی ہے۔

حضرت اُم ابو سفیان ثوریؒ

حضرت سفیان ثوریؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو میں نے دیکھا کہ میرا دل سینے میں نہیں ہے۔ میں نے اس کا ذکر اپنی ماں سے کیا تو انہوں نے فرمایا:

معلوم ہوتا ہے کہ تم اللہ کی نشانیوں میں تفکر نہیں کرتے۔

حضرت اُم ابو سفیان نے بیٹے سے فرمایا۔

''دیکھو! علم تمہارے اخلاق و کردار کو سنوارنے کا سبب بننا چاہئے نہ کہ تم کبر میں مبتلا ہو جاؤ۔ علم کو تجارت نہ بنانا۔

میرے بیٹے! جب تم دس حرف لکھ چکو تو دیکھو کہ تمہاری چال ڈھال اور حلم و وقار میں کوئی اضافہ ہوا یا نہیں۔ اگر کوئی اضافہ نہیں ہوا تو علم نے تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔''

آپ اکثر علم الاسماء پر غور کرتی تھیں اور لوگوں کے سامنے اسرار و رموز بیان کرتی تھیں۔ گفتگو کے وقت چہرہ پر نور ہو جاتا تھا۔

حکمت و دانائی

*علم اخلاق و کردار سنوارتا ہے۔

*علم سے تفکر کا پیٹرن بننا چاہئے۔ علم کو کبھی تجارت نہ بنایا جائے۔

*علم تمہارا رفیق زندگی ہو۔ ایسا رفیق زندگی جو قدم قدم پر تمہاری نگہبانی کرتا ہے۔

بی بی رابعہ عدویہؒ

جس روز آپ پیدا ہوئیں اس دن آپ کے والد محترم نے خواب میں دیکھا کہ ہر سو نور ہی نور ہے۔ رنگ برنگ کے ستارے جھل مل جھل مل کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عیسیٰؒ ایک روز حضرت رابعہ عدویہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے چہرے پر نور پھیلا ہوا تھا۔ آنکھیں پر نم تھیں اور ایک بوسیدہ بوریے پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایک شخص نے ان کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کی جس میں عذاب قبر کا تذکرہ تھا۔ حضرت رابعہ عدویہؒ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ''حق اللہ'' کا نعرہ بلند کیا اور بے ہوش ہو گئیں۔

آپ فرماتی ہیں:

کون کہتا ہے کہ دولت پرستی اور بت پرستی دو الگ الگ باتیں ہیں۔ پتھروں کو پوجنا یا سونے کو پوجنا ایک ہی بات ہے۔ بت بھی پتھروں اور مٹی سے تخلیق کئے جاتے ہیں اور سونا چاندی بھی مٹی کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ سونے چاندی اور جواہرات کی محبت نے انسان کو اندھا کر دیا ہے۔ دولت کا ذخیرہ شرافت اور خاندان کا معیار بن گیا ہے۔ ہوس زر نے انسانی قدریں پامال کر دی ہیں۔

اخلاق، نجابت اور انسانی روایات سب ملبے کا ڈھیر بن گئی ہیں۔ موت کے بعد زندگی پر سے یقین اٹھ گیا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے ان کی خدمت میں ۴۰ دینار پیش کئے اور کہا کہ اس سے اپنی ضرورت پوری کیجئے۔ یہ سنتے ہی آبدیدہ ہو گئیں۔ آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا:

''وہ خوب جانتا ہے کہ دنیا مانگتے ہوئے میں اس سے بھی شرماتی ہوں۔ حالانکہ سب چیزیں اس ہی کے قبضے میں ہیں۔''

حضرت بی بی رابعہؒ کو دیدار الٰہی کا شوق بے چین و مضطرب رکھتا تھا۔ شب بیداری آپ کا معمول تھا۔ ایک دن صبح صادق کے وقت درود شریف کے تسبیح پڑھتے ہوئے انہیں ایسا محسوس ہوا کہ سارا جسم موم کی طرح پگھل رہا ہے اور وجود کی حیثیت صرف ''نظر'' کی رہ گئی ہے۔ کیا دیکھتی ہیں کہ ایک نورانی فضا ہے اور اس فضا میں اونچائی کی جانب ایک دروازہ ہے۔ دروازے کے اندر روشنیوں

کے جھماکے ہو رہے ہیں۔ حضرت رابعہ عدویہؒ کی نظر جیسے ہی دروازے کے اندر داخل ہوئی تو انہیں بے شمار کہکشاؤں کے راستے نظر آئے۔ کچھ لوگوں نے انہیں کہکشاؤں میں داخل ہونے سے روکا تو فرشتوں سے کہا کہ اسے جانے دو۔ یہ رابعہ عدویہؒ ہیں۔

آپؒ اکثر ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر نہایت شیریں آواز میں حضور پاک ﷺ کی شان میں قصیدہ پڑھا کرتی تھیں۔ اس وقت لگتا تھا کہ کائنات کی ہر شئے وجد میں ہے۔ ہر درخت، ہر پودا اور ہر پرندہ خاموشی سے قصیدہ سنا کرتا تھا۔

حکمت و دانائی

*دنیا مانگتے ہوئے مجھے اللہ سے بھی شرم آتی ہے۔

*اللہ بے حساب رزق دینے والا ہے۔ پیدا ہونے سے پہلے وہ تمام وسائل مہیا کر دیتا ہے۔

*اللہ سے محبت صرف اللہ کے لئے کرو۔

حضرت اُمِّ ربیعۃ الرائےؒ

امام ربیعۃ الرائےؒ بہت بڑے عالم گزرے ہیں۔ امام مالکؒ اور حسن بصریؒ ان کے شاگرد ہیں۔ جب امام ربیعۃ الرائےؒ شکم مادر میں تھے ان کے والد بادشاہی حکم سے لڑائیوں میں چلے گئے اور ۲۷ سال سفر میں رہے۔

ام ربیعۃ الرائےؒ ایک عبادت گزار، مستغنیٰ خاتون تھیں۔ شوہر کی عدم موجودگی میں بے مثال صبر و ایثار کا مظاہرہ کر کے بیٹے کی پرورش و تربیت کی۔ صوم و صلوٰۃ اور تہجد کی پابند تھیں۔ نبی کریم ﷺ سے عشق تھا۔ ماں کی ساری کیفیات بیٹے میں منتقل ہوئیں۔ اپنے گھر کے ایک حصے کو خواتین کے درس و تدریس کے لئے وقف کر دیا تھا۔ ہر ہفتے خواتین کثیر تعداد میں آتی تھیں اور آپ کا درس سنتی تھیں۔ آپ درس میں خواتین کو گھریلو معاملات اور بچوں کی تربیت کے حوالے سے وعظ کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ فرمایا:

بچوں کو ڈرانے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ ابتدائی عمر کا یہ ڈر ساری زندگی پر محیط ہو جاتا ہے اور ایسے بچے زندگی میں کوئی بڑا کارنامہ انجام دینے کے لائق نہیں رہتے۔ اولاد کو بات بات پر ڈانٹنے، جھڑکنے اور برا بھلا کہنے سے بچے خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے برعکس شفقت و محبت اور نرمی کے برتاؤ سے اولاد کے اندر اطاعت و فرمانبرداری کے جذبات نشو و نما پاتے ہیں۔

ماں باپ کا وجود اولاد کے لئے آسمان کی طرح ہے۔ اپنے بچوں کو گود میں لیجئے، پیار کیجئے، شفقت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیریئے۔ ماں کی ممتا اور باپ کی شفقت سے بچوں کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے اور ان کی فطری نشو و نما پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ صالح اولاد ہی آپ کے بعد آپ کی تہذیبی روایات، دینی تعلیمات اور پیغام توحید کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ مومن نیک اولاد کی آرزوئیں اس لئے کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پیغام پر عمل کرے اور ساری دنیا میں یہ پیغام عام کرے۔

والدین کو چاہئے کہ دوسروں کے سامنے اپنے بچوں کے عیب بیان نہ کریں۔ اور نہ کسی کے سامنے ان کو شرمندہ کریں۔ بچوں کے سامنے ان کی اصلاح سے مایوسی کا اظہار بچوں میں احساس کمتری پیدا کر دیتا ہے یا ان میں ضد اور غصہ بھر جاتا ہے۔ بچے کہانیاں سن کر بہت خوش ہوتے ہیں اور انہیں جو کچھ سنایا جاتا ہے وہ ان کے حافظے میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ پیار اور انسیت کے ساتھ انہیں نبیوں کے

قصے، صالحین کی کہانیاں، صحابہ کرام کی زندگی کے واقعات اور مجاہدین اسلام کے کارنامے سنائیں۔ انہیں بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ بچوں سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ بچوں کو دیکھ کر حضور انور ﷺ کا چہرہ گلنار ہو جاتا تھا۔

بے جالاڈ پیار سے بچے ضدی اور خود سر ہو جاتے ہیں۔ ہر جا و بے جا ضد پوری کرنے کے بجائے تحمل اور بردباری کے ساتھ کوشش کرنی چاہیئے کہ بچے ضد نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے کرخت آواز کو ناپسند کیا ہے۔ بچوں کے ساتھ چیخیئے چلایئے نہیں کیونکہ بچے یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ گلا پھاڑ کر زور سے بولنا کوئی قابل تعریف بات ہے۔ نرمی، خوش گفتاری اور دھیمے لہجے میں ماں باپ جب بات کرتے ہیں تو بچوں کا لہجہ خود بخود نرم اور شیریں ہو جاتا ہے۔

کبھی کبھی اپنے بچوں کے ہاتھ سے غریبوں اور مساکین کو کھانا، پیسہ اور کپڑا وغیرہ دلوایئے تاکہ ان کے اندر غریبوں کے ساتھ سلوک، سخاوت و خیرات کا جذبہ پیدا ہو۔ ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایئے۔ ان کے منہ میں نوالہ دیں۔ ان سے بھی کہیئے کہ وہ اپنے بہن بھائیوں کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلائیں۔

جائیداد میں لڑکی کا حصہ پوری دیانت داری اور اہتمام کے ساتھ دینا اللہ نے فرض کیا ہے اس میں اپنی طرف سے کمی بیشی کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ لڑکی کا حصہ دینے میں حیلہ جوئی سے کام لینا اللہ کے قانون میں خیانت ہے۔

حضرت اُم ربیعۃ الرائےؒ نے اولیائے کرام کی ارواح مقدسہ سے بھی تعلیم حاصل کی۔ پیغمبران کرام کی زیارت سے بھی مشرف ہوتی رہتی تھیں۔ لوگ دور دور سے مسائل کے حل، دعا اور وظیفے وغیرہ کے لئے آتے تھے۔

حضرت عفیرہ العابدؒ

صاحب دل اور صاحب گداز تھیں۔ زیادہ رونے سے بینائی چلی گئی تھی۔ کسی نے کہا ''اندھا ہونا بھی کیسی بد نصیبی ہے۔'' آپ نے فرمایا کہ ''خدا کے دیدار سے محروم رہنا اس سے بڑی بد نصیبی ہے۔''

ایک دن آپ کے پاس کچھ خواتین آئیں۔ ان میں سے ایک عورت اپنی وضع قطع سے ہندو معلوم ہوتی تھی اور رو رہی تھی۔ آپ نے اسے اپنے پاس بلایا اور رونے کا سبب پوچھا۔ اس نے روتے ہوئے جواب دیا۔ ''بی بی! میں ہندو ہوں آپ کی بہت تعریف سنی ہے۔ ایک مصیبت میں گرفتار ہوں۔ آپ میرا ایک کام کر دیں۔''

آپ نے فرمایا:

''کیا بات ہے۔ کہو۔''

عورت نے کہا کہ ''میرا لڑکا اندھا ہے اس کو روشنی دلا دو۔''

آپ نے جواب دیا۔ ''میں طبیب نہیں ہوں کسی معالج سے علاج کراؤ۔'' عورت نے عرض کیا:

''بی بی! میں اتنا علاج کرا چکی ہوں کہ اب علاج پر سے اعتبار اٹھ گیا ہے۔ میں تو آپ کی دعا لینے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔'' آپ نے اس کے حق میں دعائے خیر کر دی۔ عورت نے بیٹے کو سینے سے لگایا اور خوشی خوشی اپنے گھر چلی گئی۔ لڑکا بھی اس کے ساتھ چلنے لگا۔ ایک جگہ ٹھوکر لگی اور زمین پر گر گیا۔ ماں نے تڑپ کر اسے اٹھایا۔ لڑکے کی غیر معمولی حالت دیکھ کر اس سے پوچھا، ''کیا بات ہے بیٹا؟'' لڑکے نے اپنی دونوں آنکھیں ملیں اور خوشی سے چلایا،

''ماتا جی!

مجھے نظر آرہا ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ میں سب کچھ دیکھ سکتا ہوں۔''

ماں خوشی سے سرشار دوبارہ حضرت عفیرہ العابدہؒ کے پاس پہنچی اور پورا واقعہ سنا کر کہا ”میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میرے لڑکے کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔“

حضرت عفیرہؒ نے جواب دیا۔

”روشنی تو اللہ نے دی ہے میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ ٹھوکر کھا کر اس کی بینائی گئی تھی ٹھوکر سے ہی واپس آ گئی۔“

حکمت و دانائی

*جس کی آنکھیں اللہ کے دیدار سے محروم ہوں وہ سب سے بڑا بد نصیب ہے۔

*اللہ کو ”پیار“ سے یاد کرو، جسم و جان میں لطافت بڑھ جائیگی۔

*کام شروع کرنا انسان کا وصف ہے اور اس کی تکمیل اللہ کی مہربانی ہے۔

*کسی کو مایوس نہ کرو۔ پر امید رہو گے۔

*کسی کی دل آزاری نہ کرو۔ فرشتے تمہارے لئے دعا کریں گے۔

حضرت عبقرہ عابدہؒ

حضرت عبقرہ عابدہؒ سلوک و معرفت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھیں۔ایک بار بڑے بڑے عارف باللہ اور اہل اللہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔

آپ نے جواب دیا۔

دعاؤں کے ساتھ عمل نہ ہو۔ کردار نہ ہو۔ اخلاص نہ ہو تو دعائیں زمین کے کناروں سے باہر نہیں نکلتیں۔اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق وہ دعائیں قبول بارگاہ ہوتی ہیں جن کے ساتھ مسلسل عمل اور پیہم عمل ہو۔ عمل کے بغیر دعا ایک ایسا جسم ہے جس میں روح نہیں ہے۔اور جب جسم میں سے روح نکل جاتی ہے تو اس کی حیثیت ایک لاش کی ہوتی ہے جو کسی کام نہیں آتی۔

پھر فرمایا:

''میں اس قدر خطاکار ہوں کہ خود کو عریاں محسوس کرتی ہوں۔شرم و حیا سے کسی کا سامنا نہیں کر سکتی لیکن دعا کرنا سنت ہے اس لئے دعا کرتی ہوں۔''

حضرت عبقرہ عابدہؒ اکثر حالت مراقبہ میں رہتیں۔غیبی علوم آپؒ پر منکشف ہوتے۔ایک رات اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور و فکر کر رہی تھیں:

''ہم نے تمہارے لئے زمین اور آسمان کو مسخر کر دیا ہے۔''

یکایک انہوں نے اپنے قریب روشن ستارہ دیکھا۔

ستارہ نے کہا:

''میں تمہارے حکم کا تابع ہوں۔''

حکمت و دانائی

*گناہ گار خود کو نادم شرمندہ محسوس کرتا ہے۔

*وہ دعائیں قبول ہوتی ہیں جن کے ساتھ عمل شامل ہو۔

*دعا کرنا سنت ہے۔مانگنے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ مجھ سے مانگو۔ میں عطا کرونگا۔

بی بی فضہؒ

اندلس کی رہنے والی تھیں۔ان کے پاس بکری تھی جو شہد کی طرح میٹھادودھ دیتی تھی۔ شیخ ابوالربیعؒ فرماتے ہیں کہ :

میں نے ایک نیاپیالہ خریدااوربی بی فضہؒ کے پاس پہنچا۔سلام کیااور کہاکہ آپ بکری کی بکری دیکھناچاہتاہوں۔وہ بکری لے آئیں اور پیالے میں دودھ نکالا۔جب پیاتومحسوس ہواکہ دودھ میں شہد گھلاہواہے۔میں نے اس کرامت کی بابت پوچھاتوبی بی فضہؒ نے بتایا۔

ہمارے پاس ایک بکری تھی۔ عید قربان کے دن شوہر نے کہاکہ اس کو قربان کردیں۔ میں نے کہاکہ ہم اس کو قربان نہیں کریں گے کیونکہ ہم صاحب نصاب نہیں ہیں۔اس ہی رات مہمان آگیا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہاکہ مہمان کی عزت و مدارت کااللہ نے حکم دیاہے۔ بکری ذبح کردو لیکن ایسی جگہ ذبح کرناکہ بچے نہ دیکھیں۔ میرے شوہر بکری ذبح کرنے کے لئے باہر لے گئے۔ بکری رسی چھوڑ کر دیوار پھلانگ کر گھر میں آگئی۔ مجھے خیال آیاکہ خاوند کے ہاتھ سے چھوٹ کر آگئی ہے۔جب باہر جاکر دیکھاتو شوہر بکری کی کھال اتار رہے تھے۔ مجھے تعجب ہوااور شوہر کو بتایاکہ بکری دیوار پھلانگ کر آگئی ہے۔انہوں نے کہاکہ اللہ نے اس سے بہتر بکری عطافرمادی ہے۔

خواتین آپ کی بے حد معترف تھیں۔علم وحکمت میں بے مثال تھیں۔پندونصائح کرتے ہوئے خواتین سے فرماتی تھیں:

اچھے لوگ مہمانوں کے کھانے پینے پر مسرت محسوس کرتے ہیں۔ مہمانوں کو زحمت نہیں۔رحمت اور خیر و برکت کاذریعہ سمجھتے ہیں۔

گھر میں مہمان آنے سے عزت وتوقیر میں اضافہ ہوتاہے۔ مہمان کے آنے پر سلام دعاکے بعد سب سے پہلے اس کی خیریت معلوم کریں۔ مہمانوں کے ساتھ اچھے سے اچھاکھاناپیش کریں۔دستر خوان پر خوردونوش کاسامان اور برتن وغیرہ مہمانوں کی تعداد سے زیادہ رکھیں۔ہوسکتاہے کہ کھانے کے دوران کوئی اور مہمان آجائے اور پھر ان کے لئے بھاگ دوڑ کرناپڑے۔اگر برتن اور سامان پہلے سے موجود ہوگاتو آنے والا بھی عزت اور مسرت محسوس کرے گا۔ مہمان کے لئے خود تکلیف اٹھاکر ایثار کرنااخلاق حسنہ کی تعریف میں آتاہے۔

نبی مکرم ﷺ خود بنفس نفیس مہمانوں کی خاطر داری فرماتے تھے۔اب آپ ﷺ مہمان کو اپنے دستر خوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے:

''اور کھایئے اور کھایئے۔''

جب مہمان خوب آسودہ ہو جاتا اور انکار کرتا اس وقت آپ ﷺ اصرار نہیں فرماتے تھے۔

حکمت ودانائی

*مہمان کی عزت و مدارت کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

*حضرت ابراہیم خلیل اللہ اتنے زیادہ مہمان نواز تھے کہ اگر دستر خوان پر مہمان نہیں ہوتا تھا تو گھر سے باہر مہمان کو تلاش کرنے نکل جاتے تھے اور مہمان کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔

*مہمانوں کی خاطر تواضع تمام انبیائے کرام، اولیاءاللہ اور اچھے لوگوں کا شیوہ رہا ہے۔

*مہمان کے آنے سے گھر میں برکت ہوتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ رزق میں فراوانی عطا فرماتے ہیں۔

اُمِّ زینب فاطمہ بنتِ عباسؒ

آپ کا تعلق بغداد سے تھا۔ محدثہ، عالمہ، فقیہہ، زاہدہ اور واعظہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے علوم کی امین تھیں۔ قناعت پسند تھیں۔ مخلوق کی خدمت سے خوش ہوتی تھیں۔ اخلاص و امر بالمعروف کے اوصاف کی حامل تھیں۔ بہت بڑی تعداد میں خواتین نے ان سے علم حاصل کیا۔ مسائل کے حل کے لئے خواتین دور دراز سے ان کے پاس آتی تھیں۔ حضرت ام زینب فاطمہؒ خواتین کو وظیفے تلقین کرتی تھیں۔ خواتین ان سے اس قدر بے تکلف تھیں کہ وہ گھریلو مسائل کے ساتھ ساتھ ''پردے کے مسائل'' بھی پوچھ لیتی تھیں۔ کسی خاتون نے ''پاکی'' کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے فرمایا۔

مخصوص ایام میں خواتین کو مسجد میں نہیں جانا چاہئے۔ کعبہ شریف کا طواف کرنا۔ کلام مجید کو چھونا درست نہیں ہے۔ کپڑے میں لپیٹ کر چھونا اور اٹھانا صحیح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نماز روزے سے آزاد کر دیا ہے لیکن روزہ کی قضا واجب ہے۔

نفلی یا فرضی روزے کے دوران ''ایام'' شروع ہو جائیں تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

دوران ایام شوہر '' انتہائی قربت'' صحیح عمل نہیں ہے۔ اگر عورت سحری کے انتہائی وقت میں بھی پاک ہو گئی تب بھی روزہ رکھنا واجب ہے۔ البتہ غسل روزہ رکھنے کے بعد صبح کے وقت کیا جاتا ہے۔

بچہ کی پیدائش کے بعد جو رطوبت خارج ہوتی ہے اسے ''نفاس'' کہتے ہیں۔ جس کی مدت زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہے۔ کم سے کم کوئی حد نہیں۔ اگر کسی کو ایک آدھ دن نفاس آیا یا بالکل بھی نہیں آیا تو نہانا واجب ہے۔ اگر نفاس کے چالیس دن پورے ہو گئے اور خون آنا بند نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔ پس چالیس دن کے بعد نہا کر نماز پڑھنا شروع کر دے۔ نفاس بند ہونے کا انتظار نہ کرے۔ اگر چالیس دن سے پہلے طبیعت صحیح ہو گئی تو نہا کر پاک ہو جائے۔ اگر غسل کرنے سے نقصان کا اندیشہ ہو تو تیمم کر کے نماز شروع کر دے۔ حالت نفوس میں نماز معاف ہے البتہ روزہ معاف نہیں ہے۔

حضرت ام زینب تہجد گزار خاتون تھیں۔ نماز میں حضور قلب ہو جاتا تھا۔اور انہیں مرتبہ احسان حاصل تھا۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن کو مرتبہ احسان حاصل ہوتا ہے۔مرتبہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔اگر یہ نہ ہو تو یہ محسوس کرو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

حکمت ودانائی

*دنیا میں دولت سے زیادہ بے وفا کوئی چیز نہیں۔

*ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا مومن کا شعار ہے۔

*یہ دنیا معنی اور مفہوم کی دنیا ہے۔جو جیسے معنی پہنا دیتا ہے اس کے اوپر ویسے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

بی بی کردیہؒ

بی بی کردیہؒ بصرہ کی رہنے والی تھیں۔ بی بی شعدانہؒ کی خاص شاگرد تھیں۔ عبادت اور ریاضت میں یکتائے روزگار تھیں۔ ایک دفعہ حضرت شعدانہؒ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ اونگھ آ گئی۔ حضرت شعدانہؒ نے جگایا اور فرمایا:

''اے کردیہ! یہ سونے کی جگہ نہیں ہے۔ سونے کی اصل جگہ قبرستان ہے۔''

حضرت شعدانہؒ کی قربت کی وجہ سے ان کا دل انوار الٰہی سے معمور تھا۔ مخلوق سے بہت محبت کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ ایک عورت اپنی لڑکی کو لے کر آپ کے پاس آئی۔ بیماری سے اس کے دونوں گھٹنے جڑ گئے تھے۔ اور وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئی تھی۔ عورت نے لڑکی کو آپ کے سامنے بٹھا دیا اور روتے ہوئے کہنے لگی۔ میں ایک بیوہ عورت ہوں۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ میں نے اس کا بہت علاج کرایا مگر ہر طرف سے مایوس ہو کر آپ کے پاس آئی ہوں۔ آپ اللہ کی دوست ہیں میری بیٹی کو اچھا کر دیں۔

بی بی کردیہؒ نے لڑکی کے سر پر ہاتھ رکھا۔ بی بی کردیہؒ نے فرمایا:

''بیٹی کھڑی ہو جاؤ۔''

آپ کی دعا سے لڑکی پیروں سے چلتی ہوئی گھر گئی۔

حکمت و دانائی

*سونے کی اصل جگہ قبرستان ہے۔

*اللہ کی نظر میں سب انسان برابر ہیں۔

*اللہ کو رازق مان لو۔ روزی تمہیں خود تلاش کر لے گی۔

بی بی اُم طلقؒ

عبادت گزار اور خدا رسیدہ خاتون بی بی ام طلقؒ صوم صلوٰۃ کی پابند اور تہجد گزار تھیں۔ قرآن پاک کی تلاوت نہایت ذوق و شوق سے کرتی تھیں۔ معانی اور مفہوم پر تفکر کرتی تھیں۔

مشہور بزرگ حضرت سفیان بن عینیہؒ آپ کے ہم عصر تھے اور کسب فیض کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا دربار لگا ہوا ہے۔ آپ اللہ کے حضور جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؒ کو ہیرے کا خوبصورت تاج پہناتے ہیں۔ پھر آپ اللہ تعالیٰ کے قدموں میں سجدہ ریز ہو جاتی ہیں۔

ایک مرتبہ فرمایا:

''اے سفیان! تم قرآن مجید کی تلاوت نہایت خوش الحانی سے کرتے ہو۔ خیال رہے کہ خوش الحانی تمہیں نمائش میں مبتلا نہ کر دے۔ یہی بات قیامت کے دن تمہیں عذاب میں مبتلا کر سکتی ہے۔''

ابن روسی کہتے ہیں کہ میں ام طلقؒ کے گھر گیا۔ ان کے گھر کی چھت بہت نیچی تھی۔ میں نے کہا تمہارے گھر کی چھت بہت نیچی ہے۔ فرمایا:

''حضرت عمرؓ نے عالموں کو لکھا تھا کہ اپنی عمارتیں اونچی نہ بناؤ۔ جب تم عمارتیں اونچی بنانے لگو گے تو وہ زمانہ تمہارے لئے بدترین زمانہ ہو گا۔''

حکمت و دانائی

*دل بادشاہ ہے۔ اگر اس کو قبضے میں رکھو تو تم دین و دنیا کے بادشاہ ہو۔

*ترغیب تو دی جاسکتی ہے۔ جبر نہیں کیا جاسکتا۔

*دین میں جبر نہیں ہے۔

*اللہ میاں ہر جگہ ہیں۔

*ہم جو چھپاتے ہیں اللہ کو اس کی خبر ہے۔

*ہم جو کرتے ہیں۔اللہ ہمارے ہر عمل کو دیکھتا ہے۔

حضرت نفیسہ بنتِ حسنؒ

حضرت نفیسہ بنت حسنؒ تقویٰ شعار گھرانے میں پلی بڑھیں اور حسن و اخلاق کا پیکر جمال بن گئیں۔ حافظ قرآن تھیں۔ تفسیر، حدیث اور دوسرے علوم میں کمال حاصل کیا۔ زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت میں گزارتیں۔ ان کی شادی اسحٰق بن جعفرؒ سے ہوئی۔ آپ سے لاتعداد لوگوں نے کسب فیض حاصل کیا اور ''نفیسۃ العلم والمعرفت'' کے لقب سے مشہور ہو گئیں۔

مصر آکر مستقل سکونت اختیار کرلی۔ دن میں روزے رکھتیں اور رات کو شب بیداری کرتیں، توبہ استغفار میں مشغول رہتیں، نماز تہجد کا خاص اہتمام کریں، تیس حج کئے، حج کے موقع پر تلبیہ کے وقت زار و قطار روتی رہتیں اور خانہ کعبہ کے پاس نہایت خشوع و خضوع سے دعا عرض کرتیں۔

''الٰہی تو ہی میرا آقا ہے۔ ناچیز بندی تیری رضا چاہتی ہے۔ تو مجھے ایسا کردے کہ تیری رضا پر راضی رہوں۔''

ایک مرتبہ دوسرے شہروں سے کچھ خواتین آپ سے ملنے آئیں۔ آپ سے گھر تشریف لانے کا شکریہ ادا کرنے لگیں۔ ایک عورت نے کہا آپ نے جو کام مجھے دیا تھا وہ کر دیا ہے۔ آپ نے اسے سراہا اور انہیں مزید ہدایت دیں۔ ان کے جانے کے بعد ایک شاگرد نے آپ سے کہا۔ آپ کافی عرصے سے کہیں نہیں گئیں۔ تو یہ کیسے آپ سے ملنے کا تذکرہ کر رہی تھیں۔

آپؒ نے فرمایا:

''یہ خواتین جنات کے قبائل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اللہ کے بندوں کا وہاں آنا جانا لگا رہتا ہے۔''

حضرت امام شافعیؒ آپ کے ہم عصر تھے۔ اکثر ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ امام شافعیؒ نے ''علم حدیث'' سیدہ نفیسہ سے حاصل کیا اور اپنی وفات سے قبل نصیحت کی کہ میرا جنازہ سیدہ نفیسہ کے گھر کے سامنے سے گزارا جائے۔ جب ان کا جنازہ گھر کے سامنے پہنچا تو سیدہ نے گھر میں ان کی نماز جنازہ پڑھی۔

آپ رمضان المبارک میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں کہ اچانک ضعف غالب ہوا نبض ڈوبنے لگی۔ سب نے اصرار کیا کہ روزہ توڑ دیں۔ فرمایا:

"روزے کی جزاتوخود اللہ ہے۔ تیس سال سے میری یہ آرزو تھی کہ روزے کی حالت میں اپنے خالق کے حضور حاضر ہوں۔اب یہ آرزو پوری ہورہی ہے۔" قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے جاں بحق ہوگئیں۔سیدہ نفیسہ کی آخری آرام گاہ قاہرہ میں ہےاور مشہد نفیسیہ کے نام سے مشہور ہے۔

حکمت ودانائی

*اللہ کی رضامیں راضی رہناعبادت ہے۔

*روزہ تزکیہ نفس کا بہترین ذریعہ ہے۔

*قرآن میں غور وفکر سے اللہ کاقرب حاصل ہوتاہے۔

*اللہ تعالیٰ کاارشادہے۔روزہ کی جزامیں خودہوں۔روزہ دار کوچاہئے کہ وہ سب اہتمام کرے جس سے اللہ کی قربت نصیب ہو۔

بی بی مریم بصریہؒ

آپ حضرت رابعہ بصریؒ کی ہم وطن اور ہم عصر تھیں۔ نہایت عبادت گزار اور اللہ تعالیٰ کی مقرب تھیں۔ عرفان حق کی باتیں ہوتی تو آپ اللہ کے خیال میں گم ہو جاتی تھیں۔ فرمایا!

”جب سے میں نے ”وفی السماء رزقکم وماتوعدون o“ کی آیت پڑھی ہے روزی کی فکر سے بے نیاز ہو گئی ہوں۔“

ایک مرتبہ ایک عورت آپ کے پاس آئی۔ پیٹ میں رسولی کی وجہ سے اولاد سے محروم تھی۔ کہنے لگی، میں اللہ کی رضا میں راضی رہنے والی بندی ہوں لیکن اولاد نہ ہونے کی وجہ سے شوہر دوسری شادی کرنے پر بضد ہیں۔ یہ کہہ کر اس قدر روئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ حضرت بی بی مریمؒ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے خاتون کا اولاد نرینہ عطا فرمائی۔

ایک مجلس میں عشق الٰہی کی باتیں ہو رہی تھیں۔ آپ بھی موجود تھیں۔ گفتگو کا ایسا اثر ہوا کہ دل ڈوب گیا اور اللہ کے حضور تشریف لے گئیں۔

حکمت ودانائی

*روزی دینے والا اللہ ہے۔

*محسن کی شکر گزاری اور احسان مندی شرافت کا اولین تقاضہ ہے۔

* ”یقین“ قدرت کی خصوصی توجہ اپنی طرف منتقل کر لیتا ہے۔

*ساری دنیا یقین اور شک کی چادر میں لپٹی ہوئی ہے۔ ”یقین“ صراط مستقیم ہے۔ ایسا راستہ جس پر چلنے والوں کو انعام واکرامات سے نوازا جاتا ہے۔ ”شک“ راندہ درگاہ ابلیس کا بنایا ہوا راستہ ہے۔ اس راستے پر چلنے والوں کو وسوسے گھیر لیتے ہیں۔ سکون لٹ جاتا ہے۔ چلتے چلتے بالآخر عورت یا مرد دوزخ میں گر جاتا ہے۔

*جس نے اس زندگی میں اپنی روح کو نہیں پہچانا وہ ناکام رہا۔

حضرت اُمّ امام بخاریؒ

حضرت امام بخاریؒ کی والدہ نہایت پاکباز اور تہجد گزار خاتون تھیں۔ نہایت خوش الحان تھیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کثرت سے درود و سلام بھیجتی تھیں۔ امام بخاریؒ نے والدہ کی زیر تربیت علم حاصل کیا۔ ان کے والد کا انتقال بچپن میں ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''دوستی ایسے لوگوں سے کرو جو انسانیت کے نقطہ نظر سے دوستی کے لائق ہوں۔ حق دوستی یہ ہے کہ ''دل'' دوست سے بیزار نہ ہو اور دوستی تسکین کا باعث ہو۔''

امام بخاریؒ بچپن میں نابینا ہو گئے تھے۔ مشہور طبیب اور معالجین کے علاج سے بینائی واپس نہیں آئی۔ آپ کی والدہ بیٹے کی بینائی کے لئے دعائیں کرنے لگیں۔ ایک رات تہجد کی نماز کے بعد بہت خشوع و خضوع سے دعا مانگ رہی تھیں کہ غنودگی طاری ہو گئی۔ دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے ہیں اور آپؒ سے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہاری آہ و زاری اور دعاؤں کی کثرت کے سبب تمہارے بیٹے کی بصارت لوٹا دی ہے۔''

امام بخاریؒ جب صبح سو کر اٹھے تو ان کی آنکھیں روشن تھیں۔ ماں بیٹے دونوں اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

حکمت و دانائی

*دوستی ایسے لوگوں سے کرو جو انسانیت کے نقطہ نظر سے دوستی کے لائق ہوں۔

*حق دوستی یہ ہے کہ دوست سے دل بیزار نہ ہو اور دوست آپ کی قربت کو باعث تسکین جانے

*حق الیقین کے ساتھ اللہ کے حضور دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔

*سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو خواتین و حضرات کثرت سے درود و سلام بھیجتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

بی بی اُم احسانؒ

بی بی ام احسانؒ کوفہ کی رہنے والی تھیں۔ خوشحال گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ لیکن بہت سادہ زندگی گزارتی تھیں۔ امام سفیان ثوریؒ کہتے ہیں:

''ان کے صاحب زادے بہت آسودہ حال تھے۔ مگر آپؒ نے کبھی کسی سے کچھ نہ مانگا۔ ساری زندگی ایک حجرے میں گزار دی۔''

آپؒ فرمایا کرتی تھیں۔

س شخص نے وسعت اور قدرت کے باوجود محض انکساری اور عاجزی کی غرض سے لباس میں سادگی اختیار کی تو اللہ اسے شرافت اور بزرگی کے لباس سے آراستہ فرمائے گا۔ اللہ کے بہت سے بندے ایسے بھی ہیں جن کی ظاہری حالت نہایت معمولی ہوتی ہے، مالی طور پر پریشان اور ان کے کپڑے معمولی اور سادہ ہوتے ہیں لیکن اللہ کی نظر میں ان کا مرتبہ اتنا بلند ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی بات پر قسم کھا لیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

جو شخص کسی مسلمان کو کپڑے پہنا کر اس کی تن پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز جنت کا لباس پہنائے گا۔

ملازم اور نوکر تمہارے بھائی ہیں۔ تمہیں چاہئے کہ انہیں وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔ ان کو ویسا ہی لباس پہناؤ جو تم پہنتے ہو۔ ان کے اوپر کام کا بوجھ اتنا نہ ڈالو جو ان کی برداشت سے باہر ہو۔ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

غرور یہ ہے کہ آدمی حق سے بے نیازی برتے اور لوگوں کو اپنے سے کمتر اور حقیر جانے۔

ایک مرتبہ امام سفیان ثوریؒ نے ان سے کہا کہ اگر آپ کے رشتہ داروں کو آپ کے حالات کی اطلاع دی جائے تو وہ آپ کے لئے آسائش کا سامان مہیا کر دیں گے۔

یہ سن کر ام احسانؒ نے فرمایا:

''اللہ دنیا کی ہر شئے کا خالق و مالک ہے۔ میں ان لوگوں سے کیوں سوال کروں جو خود محتاج ہیں۔ خدا کی قسم! مجھے خبر ہے کہ میری ایک خواہش پر اللہ رب العالمین میرے لئے سونے کے ڈھیر جمع کر دے گا۔''

آپؒ خود شناسی کی منزل سے گزر کر خدا شناسی کی طرف گامزن تھیں۔ اپنی روحانی کیفیات میں سے ''جنت کی سیر'' کے بارے میں فرماتی ہیں:

"جنت نور کے غلاف میں بند ہے۔ یہاں کے پہاڑ، چشمے، زمین ہر شئے میں ایسی کشش ہے کہ دیکھنے کے ساتھ ہی یہ خود بخود کھنچ کر قریب آجاتی ہیں۔ جیسے دور بین سے دیکھنے پر کوئی چیز بالکل آنکھوں کے سامنے دکھائی دیتی ہے۔''

حکمت و دانائی

*سادگی ایمان کا جز ہے۔

*خودداری ایک نعمت ہے۔

*اللہ بندے کی روزانہ ایک لاکھ خواہشات بھی پوری کر سکتا ہے۔

*اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر شئے کا خالق و مالک ہے۔ جسے چاہے بادشاہ بنادے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے۔

*استغنا شانِ فقیری ہے۔

بی بی فاطمہ بنتِ المثنیٰؒ

ابن عربی کہتے ہیں کہ میں نے سالہا سال حضرت فاطمہؒ کی خدمت کی ہے۔ ان کی عمر پچانوے(۹۵) سال سے زیادہ تھی لیکن مجھے ان کی طرف دیکھنے سے شرم محسوس ہوتی تھی کیونکہ چہرے کی تروتازگی کے باعث وہ خوبرو جوان نظر آتی تھیں۔ ایک مرتبہ ابن عربی سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''لوگ خدا کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور روتے پھرتے ہیں۔ اللہ کی قربت اور محبت تو یہ ہے کہ وہ جس حال میں رکھے بندہ خوش رہے۔''

ایک دن ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا:

''میرا شوہر دوسرے شہر میں ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ دوسرا نکاح نہ کرلے۔ آپ دعا کریں کہ وہ یہاں آجائے۔''

بی بی فاطمہ نے کہا:

''بہت اچھا۔'' اور یہ کہہ کر ''سورۃ فاتحہ'' پڑھنی شروع کی۔ ابن عربی بھی وہیں موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک روح ان کے سامنے آئی۔ بی بی فاطمہؒ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اس عورت کا خاوند لے آ۔''

کچھ عرصے کے بعد وہ شخص آگیا۔ عورت خوشی خوشی آپ کے پاس آئی اور شوہر کے آجانے کی خوشخبری سنائی۔

آپ نے اسے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''شوہر پردیس سے آئے تو مزاج پوچھو۔ خیریت دریافت کرو کہ وہاں کس طرح رہے۔ ہاتھ منہ دھونے کے لئے پانی دو۔ کھانے کا بندوبست کرو۔ گرمی کا موسم ہو تو پنکھا جھلو۔ غرض اس کی راحت اور آرام کی باتیں کرو۔''

بی بی فاطمہؒ نے عورت سے پوچھا:

''تمہارے ساس سسر ہیں۔ کیا ساتھ رہتے ہیں؟''

عورت نے کہا:

''جی ہاں! ساس سسر میرے ساتھ رہتے ہیں۔''

فرمایا:

''جب تک ساس سسر زندہ رہیں ان کی خدمت کرو۔ جب تم ساس بنو گی تو قدرت بہو سے تمہاری خدمت کرائیگی۔ بزرگوں سے ادب لحاظ رکھو۔ چھوٹوں پر مہربانی اور بڑوں کا ادب کیا کرو۔''

حکمت و دانائی

*اللہ سے محبت یہ ہے کہ وہ جس حال میں رکھے بندہ خوش رہے۔

*اللہ سے محبت رکھنے والے روتے نہیں ہیں۔ راضی بہ رضا رہتے ہیں۔

*آدمی جب دنیا سے محبت اور موت سے نفرت کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اسے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ اور دوزخ اس کے قریب ہنیں آتی۔

بی بی ست الملوکؒ

خدمت خلق کا شغف رکھتی تھیں۔ دور دراز علاقوں سے پریشان حال خواتین اپنے مسائل کے حل اور دعا کے لئے آتیں۔ انہیں آپ کی دعا، تعویذ اور وظیفے سے آسودگی حاصل ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ بیت المقدس زیارت کے لئے گئیں۔ ایک بزرگ علی بن علبس یمانیؒ کا بیان ہے کہ میں بھی وہیں تھا۔ میں نے دیکھا کہ آسمان سے مسجد کے گنبد تک نور کی ایک ''بیم''(Beam) ہے۔ جا کر دیکھا تو گنبد کے نیچے بی بی ست الموکؒ نماز میں مشغول تھیں۔

آپ فرماتی تھیں:

''اگر آپ اللہ تعالیٰ کی قربت اختیار کر کے کائنات پر اپنی حاکمیت قائم کرنا چاہتے ہیں تو اللہ کی مخلوق کی خدمت کریں۔ اللہ کی مخلوق سے محبت کرنے والے لوگ اللہ کے دوست ہیں اور دوست پر دوست کی نوازشات و اکرامات کی بارش ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔''

حکمت و دانائی

*جب کوئی بندہ پابندی اللہ سے قریب ہو جاتا ہے تو ''نور'' سے اس کا تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

*ضمیر ''نور باطن'' ہے۔ نور باطن سے ہی ساری سعادتیں حاصل ہوتی ہیں۔

*اللہ کے لئے نماز قائم کی جائے تو نمازی کو حضور قلب ہوتا ہے۔ حضور قلب کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ پابندی دیکھتی ہے کہ اللہ میرے سامنے ہے اور میں اللہ کے سامنے رکوع میں ہوں، میں اللہ کے سامنے سر بسجود ہوں۔

حضرت فاطمہ خضرویہؒ

حضرت بایزید بسطامیؒ کی بہت عقیدت مند تھیں۔ ہر وقت یادالٰہی میں مصروف رہتی تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامیؒ کے مزار پر زیارت کے لئے گئیں اور مراقبہ میں بیٹھ گئیں۔ مراقبہ سے فارغ ہوئیں تو پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا:

''تم جانتے ہو حضرت بایزیدؒ کون ہیں؟'' سب نے کہا۔ آپ بہتر جانتی ہیں۔

حضرت فاطمہؒ نے کہا:

''ایک مرتبہ جب میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھی۔ تھک کر بیٹھ گئی اور نیند آگئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے مجھے عرش پر لے گئے۔ وہاں ایک وسیع میدان ہے جس میں سنبل اور وطان کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ اور ہر پتی پر ''بایزید ہمارا دوست ہے'' لکھا ہوا ہے۔''

حکمت ودانائی

* اگر رحمان کی قربت چاہتے ہو تو رحمان کی عادات وصفات اختیار کرو اور رحمان کی صفت یہ ہے کہ وہ مخلوق کی خدمت کرتا ہے۔

* دوست کا دوست بھی دوست ہوتا ہے۔ انبیاء کا طرز عمل اختیار کرنے والا بندہ یا بندی انبیاء کی دوست ہے اور انبیاء کے دوست اللہ کے دوست ہیں۔

جاریہ مجہولہؒ

جاریہ مجہولہؒ ایک کنیز تھیں۔ لوگوں میں شہرت ہونے کی وجہ سے ویرانے میں رہتی تھیں۔ حضرت ذوالنون مصریؒ ان کی شہرت سن کر ملنے گئے اور ان سے پوچھا:

''تم اس جنگل میں اکیلی رہتی ہو؟''

جاریہ مجہولہ نے کہا:

''سر اٹھاؤ اور دیکھو! اللہ کے سوا تمہیں کچھ اور نظر آتا ہے؟''

حضرت ذوالنونؒ نے پھر پوچھا:

''تمہیں تنہا رہنے سے وحشت نہیں ہوتی؟''

بی بی جاریہؒ نے جواب دیا:

''اللہ نے میرے دل کو اپنی حکمت اور اپنی محبت سے اس قدر معمور کر دیا ہے اور اپنے دیدار کا شوق اس قدر عطا کر دیا ہے کہ اس کے سوا میں کچھ نہیں دیکھتی۔ وہ ہر وقت میرے پاس رہتا ہے۔''

اس کے بعد جاریہ مجہولہؒ نے حضرت ذوالنون مصریؒ سے کہا:

''نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ مجھے نماز پڑھانی ہے۔''

حضرت ذوالنونؒ نے دیکھا کہ جاریہؒ نے پکارا:

''صفیں درست کر لو۔''

جاریہ مجہولہؒ کی اقتداء میں جنات اور ملائکہ نے باجماعت نماز ادا کی۔

حضرت ذوالنون مصریؒ نے ان سے کہا:

"کوئی نصیحت کیجئے۔"

جاریہ مجہولہؒ نے کہا:

"اے نوجوان مرد! تقویٰ اختیار کر۔ قرآن کریم متقی لوگوں کو ہدایت فراہم کرتا ہے اور پرہیز گاری میں زندگی گزار اور ایسے دروازے پر پہنچ جا جہاں حجاب اور اللہ سے دوری نہ ہو۔"

حکمت و دانائی

*دونوں جہاں میں اللہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

*تقویٰ زاد راہ ہے، زہد طریقہ اور پرہیز گاری سواری ہے۔

*ایسے مقام پر پہنچ جاؤ جہاں اللہ تعالیٰ سے دوری نہ ہو۔

*جب بندہ راضی بہ رضا ہو جاتا ہے تو اللہ اپنے کارندوں کو حکم دیتا ہے کہ اس بندہ پابندی کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

حبیبہ مصریہؒ

ریاضت و مجاہدے میں کمال حاصل تھا۔ عشق الٰہی میں سرشار رہتی تھیں۔ حضرت حبیبہ مصریہؒ کا ارشاد ہے۔

خوش و خرم زندگی بسر کرنے کا راز یہ ہے کہ آدمی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ جو لوگ دولت کو سب کچھ سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق ان کی زندگی میں سے سکون نکل جاتا ہے۔ مال اور اولاد کی محبت سخت فتنہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

بے شک انسان مال و دولت کی محبت میں بڑا شدید ہے۔"

انسان کہتا ہے کہ جو کچھ میں کماتا ہوں وہ میرے دست بازو کی قوت پر منحصر ہے۔ اس لئے جس طرح چاہوں اسے خرچ کروں۔ کوئی مجھے روکنے والا نہیں ہے۔ اور یہی وہ طرز فکر ہے جو آدمی کے اندر سرکشی اور بغاوت کی تخم ریزی کرتی ہے۔ جب یہ سرکشی تناور درخت بن جاتی ہے تو اللہ سے اس کا ذہنی رشتہ ٹوٹ جاتا ہے اور آدمی کا شمار ذریت قارون میں ہونے لگتا ہے۔ اہل ایمان کے دلوں میں دولت کی اہمیت کو کم کرنے اور انہیں عطیہ خداوندی کا احساس دلانے کے لئے قرآن پاک میں جگہ جگہ اللہ کی مخلوق کے لئے مال و دولت خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ پاک اور حلال کمائی میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔ مال و دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے متعلق یہاں تک کہہ دیا گیا ہے کہ

"تم نیکی اور اچھائی کو نہیں پاسکتے جب تک وہ چیز اللہ کی راہ میں نہ دے دو جو تمہیں عزیز ہے۔"

احکام خداوندی کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ کی مخلوق کی خدمت کے لئے زیادہ خرچ کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔ پہلے اپنے مستحق رشتہ داروں کو دیجئے۔ پھر اس میں دوسرے ضرورت مندوں کو بھی شامل کر لیجئے۔

جو کچھ آپ اللہ کے لئے خرچ کریں وہ محض اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو۔ اس میں کوئی غرض، بدلہ یا شہرت کا حصول پیش نظر نہ ہو۔ ضرورت مندوں کی امداد مخفی طریقے سے کریں تاکہ آپ کے اندر بڑائی یا نیکی کا غرور پیدا نہ ہو۔ غرباء و مساکین کی عزت نفس مجروح نہ ہو۔ کسی کو کچھ دے کر احسان کرنا در اصل نمائش کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''مومنو! اپنے صدقات احسان جتا کر اور غریبوں کا دل دکھا کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو محض لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہے۔''

حبیبہ مصریہؒ مسلسل تیس سال تک ریاضت و مجاہدے میں مشغول رہیں۔ چرندے، پرندے اور درندے ان کے ارد گرد پھرتے رہتے تھے۔ کوئی کسی سے مزاحم ہوتا تھا نہ ڈرتا تھا۔

حکمت و دانائی

*خوش و خرم زندگی بسر کرنے کا راز یہ ہے کہ آدمی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے۔

*جو لوگ دولت کو سب کچھ سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق ان کی زندگی سکون سے ناآشنا ہو جاتی ہے۔

*جو لوگ دولت جمع کرتے ہیں اللہ کے لئے خرچ نہیں کرتے۔ سونا چاندی پگھلا کر ان کی پیشانی پر رکھا جائے گا۔

*سائل کو کبھی خالی ہاتھ واپس نہ لوٹاؤ۔

جاریہ سوداؒ

جاریہ سوداؒ کا تعلق فارس سے تھا۔اپنے علاقے کے ہر گھر کی خبر رکھتی تھیں۔ جس گھر میں ضرورت ہوتی اسے پورا کرتیں۔اللہ تعالٰی اوراس کے رسول ﷺ کے دیئے ہوئے حقوق سے خواتین کو آگاہ کرتیں۔ آپ فرماتی تھیں:

بیوی چاہے کتنی مالدار ہو مگر کفالت شوہر کے ذمہ ہے۔ رہنے کے لئے گھر دینا بھی شوہر کی ذمہ داری ہے۔ نکاح ہو گیا مگر ابھی رخصتی نہیں ہوئی تو شوہر لڑکی کو خرچ دینے کا پابند ہے۔ لڑکی والوں کی طرف سے رخصتی میں دیر کر دی جائے تو لڑکی خرچ لینے کی مجاز نہیں ہے۔ جتنے عرصے بیوی شوہر کی اجازت سے میکے میں قیام کرے اتنے عرصے تک علاج اور روٹی کپڑا کا خرچہ شوہر سے لے سکتی ہے۔ بیمار بیوی اگر میکے رہ کر علاج کرائے تب بھی پورا خرچ شوہر سے لے سکتی ہے۔

اگر بیوی، شوہر کے رشتہ داروں کے پاس نہ رہنا چاہے تو شوہر کے اوپر فرض ہے کہ بیوی کے لئے الگ گھر کا انتظام کرے۔ دونوں میاں بیوی رضامندی سے اگر ساس سسر کے پاس رہیں۔ بہو، ساس سسر اور رشتہ داروں کی خدمت کرے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔اس طرح خاندان جڑا رہتا ہے اور آپس میں محبت اور الفت بڑھتی ہے۔ عورت چاہے تو بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت شوہر سے لے سکتی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالٰی فرماتے ہیں:

"ان کو زمانہ عدت میں اس جگہ رکھو جہاں تم رہتے ہو، جیسی کچھ بھی جگہیں تمہیں میسر ہوں۔ انہیں تنگ نہ کرو۔ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر اس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک ان کا حمل وضع نہ ہو جائے۔ پھر اگر وہ تمہارے (بچے کو) دودھ پلائیں تو اس کی اجرت انہیں دو اور بھلے طریقے سے (اجرت کا معاملہ) باہمی گفت وشنید سے طے کر لو۔"

(سورۃ طلاق:٦)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ عتبہ کی بیٹی ہندہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ! میرا شوہر ابوسفیان نہایت بخیل آدمی ہے۔ مجھے اتنا کم خرچ دیتا ہے کہ وہ میرے اور بچوں کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ اگر میں اس کے مال سے بقدر ضرورت لے لوں اور اسے خبر نہ ہو تو کیا یہ عمل جائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"شوہر کے مال میں سے بقدر ضرورت لے کر خرچ کر لیا کرو۔"

جاریہ سوداؒ ایک مرتبہ ایک گھر میں گئیں جہاں رزق کی تنگی تھی۔ جاریہ سوداؒ نے خاتون خانہ سے کہا:

"برتن سے غلہ خرچ کیوں نہیں کرتیں۔"

خاتون خانہ نے کہا:

"برتن خالی ہے۔ آپ نے برتن کا ڈھکن اٹھایا اور کہا:

'اب یہ خالی نہیں ہے۔ منہ بند تھا اس لئے خالی تھا۔ اللہ ہر ایک کو اس کے مطابق رزق پہنچاتا ہے۔"

جب جاریہ سوداؒ نے تصرف کیا تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے گیہوں اور اناج سے تمام برتن بھر دیئے اور خاتون خانہ نے دیکھا کہ گیہوں کی کوٹھی گندم سے بھری ہوئی ہے۔

حکمت و دانائی

* "برتن کا منہ بند تھا اس لئے خالی تھا" کا مطلب یہ ہے کہ خود بھی خرچ کرو اور دوسروں کو بھی دو۔

*اللہ ہر ایک شخص کو رزق پہنچاتا ہے۔

*اللہ ہر مخلوق کو بے حساب رزق دیتا ہے۔

حضرت لبابہ متعبدہؒ

حضرت لبابہ متعبدہؒ بیت المقدس کی رہنے والی تھیں۔ایک شخص نے پوچھا:

''میں حج کو جارہاہوں وہاں کیادعا کروں؟''

فرمایا:''تواللہ سے وہ چیز طلب کر کہ وہ خوش ہو جائے اور تجھے اپنے دوستوں میں شامل کرے۔''

اس نے پوچھا:''وہ کیا شئے ہے؟''

فرمایا:''اللہ سے اللہ کو مانگ لے۔''

آپ مستجاب الدعوات تھیں۔ایک مرتبہ ایک سکھ عورت آپ کے پاس آئی۔ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے کہنے لگی:

''مہارانی جی! میری شادی کو دس سال ہو گئے ہیں مگر اولاد کی خوشی ابھی تک نصیب نہیں ہوئی۔ بڑے بڑے پروہتوں اور جوگیوں سے تعویذ گنڈے کروائے لیکن کچھ نہ بنا۔اب بڑی امید کے ساتھ آپ کے پاس آئی ہوں۔''

آپؒ نے اللہ کے حضور دعا کی۔اللہ نے دعا قبول کی۔آپؒ نے عورت کو خوشخبری سنائی:

''جاؤ تمہیں اللہ بیٹادے گااور وہ توحید پرست ہو گا۔''

کچھ عرصے بعد وہ عورت بیٹے کے ہمراہ پھر آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کی دعائیں لے کر واپس چلی گئی۔کچھ عرصے بعد اس کا انتقال ہو گیا۔جب بچہ جوان ہوا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک پر نور اور شفیق خاتون اسے اللہ کی وحدانیت کا درس دے رہی ہیں۔ لڑکا سارا دن بزرگ خاتون کی دی ہوئی تعلیمات پر غور کرتا رہا۔ دوسرے رات پھر وہی خواب نظر آیا۔اس طرح تین رات مسلسل اسے ایک خواب آیا۔

تیسری رات صبح وہ فجر کے وقت اٹھا اور مسجد میں جا کر اسلام قبول کر لیا۔

آپ فرماتی تھیں۔

”بندے کے اوپر اللہ کا یہ حق ہے کہ بندے کو اللہ کی ذات اور صفات کی معرفت حاصل ہو۔ اس کا دل اللہ کی محبت سے سر شار ہو۔ اس کے اندر عبادت کا ذوق اور اللہ کے عرفان کا تجسس ہو۔“

حکمت و دانائی

*بندے کا اللہ کے ساتھ اس طرح تعلق استوار ہو جائے کہ بندگی کا ذوق اس کی رگ رگ میں رچ بس جائے۔

*بندے کے اندر یہ طلب پیدا ہو جائے کہ مجھے اللہ کو دیکھنا ہے اور اس کا عرفان حاصل کرنا ہے۔

حضرت ریحانہ والیہؒ

بصرہ میں مقیم حضرت ریحانہؒ شیخ صالح مریؒ کی ہمعصر تھیں۔ انہوں نے اپنے گریبان پر یہ اشعار کشیدہ کاری کئے ہوئے تھے۔

''الٰہی! میری محبت، میرا خلوص اور میرا سرور بس تو ہی ہے۔

میرا دل اس سے انکار کرتا ہے کہ وہ تیرے سوا کسی کو دوست رکھے۔

اے میرے پیارے!

اے میری آرزو!

اے میری ہمت!

میرا شوق بڑھ گیا ہے۔ تجھ سے ملاقات کب ہو گی۔ میں تیرے دیدار کی مشتاق ہوں۔''

ایک رات خواب میں دیکھا کہ کسی نے انہیں ساتویں آسمان پر پہنچا دیا ہے۔ جہاں ہر سمت سفید رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔ ماحول نہایت پاکیزہ اور فضا معطر ہے۔ آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ سامنے جلوہ گر ہیں اور نہایت مدبھری آواز میں فرماتے ہیں:

''آسمان پر رہنے والے سب تم سے خوش ہیں یہاں تک کہ میں بھی تم سے خوش ہوں۔''

حکمت و دانائی

*میرا دل اس سے انکار کرتا ہے کہ وہ تیرے سوا کسی کو دوست رکھے۔

*یااللہ! میری محبت، میرا خلوص اور میرا سرور بس تو ہی ہے۔

*میں تجھ سے تیری جنت اور نعمتوں کی سوالی نہیں ہوں۔ میں تو تجھ سے ملاقات کی تمنائی ہوں۔

*میں محبت کے ساتھ تیرا قرب چاہتی ہوں۔

بی بی امتہ الجلیلؒ

ایک مرتبہ صاحب نظر اور صاحب دل حضرات میں یہ بحث چھڑی کہ ''ولایت'' کیا ہے؟ سب نے اپنی اپنی رائے دی۔ لیکن کسی ایک نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔ طے پایا کہ امتہ الجلیلؒ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جائے جب ان کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

ولی وہ ہے جو ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہے اس کی توجہ ماسوا کی طرف نہ جائے۔''

پھر انہوں نے ارباب سلوک سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''جب کوئی ولی یاد حق کو چھوڑ کر کسی اور کام میں مشغول ہو جائے تو اس کی ولایت کا یقین نہ کرنا۔''

بی بی امتہ الجلیلؒ کا معمول تھا کہ ہر نماز کے بعد مراقبہ کرتی تھیں۔ ایک دفعہ مراقبے میں خود کو نور کا ایک ذرہ دیکھا۔

بی بی امتہ الجلیلؒ بتاتی ہیں کہ

''اللہ تعالیٰ بہت رحیم اور شفیق ہیں۔ اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ الحمد للہ! مجھے سعادت نصیب ہوئی ہے کہ میں نے عرش پر اللہ تعالیٰ کی کرسی کے گرد طواف کیا ہے۔''

حکمت ودانائی

*سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ بری باتیں چھوڑ کر اچھی باتیں اپنالی جائیں۔

*ولی وہ ہے جو ہر وقت اللہ کی یاد میں مشغول رہے۔

*آدمیوں میں سب سے زیادہ غنی، قناعت کرنے والا ہے۔

* جس طرح شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اسی طرح شیطان صفت آدمی بھی وسوسہ ڈالتا ہے۔ دونوں کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

بی بی میمونہؒ

حضرت ابراہیم بن احمد خواصؒ کی بہن بی بی میمونہؒ تقویٰ، توکل، زہد اور عبادت میں کمال درجے پر فائز تھیں۔

ایک مرتبہ کسی نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا:

''ابراہیم خواص ہیں؟''

بی بی میمونہؒ نے کہا:

''وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔

ایک شخص نے پوچھا:

''کب واپس آئیں گے؟''

بی بی میمونہؒ نے جواب دیا:

''جس کی جان دوسرے کے قبضے میں ہے اس کی واپسی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔''

حکمت و دانائی

*ہر آدمی کی جان اللہ کے قبضے میں ہے۔

*جو جس سے محبت کرتا ہے اس کا تذکرہ کرتا رہتا ہے۔

*جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اسے اطمینان قلب نصیب ہو جاتا ہے۔

*اللہ کا ذکر کرنا اس بات کی علامت ہے کہ بندے کو اللہ سے محبت ہے۔

*اللہ ہر جگہ ہے۔اسے اپنے دل میں تلاش کرو۔

*ابتداء،انتہاء،ظاہر وباطن سب اللہ ہے۔

فاطمہ بنتِ عبدالرحمٰنؒ

فاطمہ بنت عبدالرحمٰنؒ کی کنیت ام محمد ہے۔ ہمیشہ صوف پہنتی تھیں۔ ساٹھ (۶۰) سال تک مصلے پر سوئیں۔ بیت المقدس کے لئے عازم سفر ہوئیں تو راستے میں ایک بزرگ مل گئے۔ آپ سے پوچھا کہ کیا آپ بھی راستہ بھول گئی ہیں؟

فاطمہ نے کہا:

"اللہ کو پہچاننے والا کبھی راستہ نہیں بھولتا۔"

بزرگ نے کہا کہ میں واقعی راستہ بھول گیا ہوں۔

حضرت فاطمہؒ نے کہا:

"اللہ کو پہچاننے والا کیونکر مسافر ہو سکتا ہے۔ میری لاٹھی پکڑ کر آگے آگے چلو۔"

بزرگ نے لاٹھی پکڑ کر آگے آگے چلنا شروع کر دیا۔ ابھی بمشکل سات آٹھ قدم چلے ہونگے کہ فاطمہ بنت عبدالرحمٰنؒ نے کہا:
"سامنے دیکھو۔"

بزرگ نے سامنے دیکھا تو مسجد اقصیٰ کے مینار نظر آ رہے تھے۔

بزرگ نے حیرت کے ساتھ سوال کیا:

"ہم اتنی جلدی بیت المقدس کیسے پہنچ گئے؟ ہم جس جگہ سے چلے تھے وہاں سے بیت المقدس کئی ہفتوں کے فاصلے پر ہے۔"
فاطمہؒ نے جواب دیا۔

"زاہد چلتا ہے۔ عارف اڑتا ہے۔"

حکمت ودانائی

*زاہد پیروں سے چلتا ہے اور عارف اڑتا ہے۔

*اڑنے میں ہفتوں کا فاصلہ گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔

*اللہ کا عارف راستہ نہیں بھولتا۔

*روح سے واقف بندہ کے لئے فاصلے سمٹ جاتے ہیں۔

کریمہ بنت محمد مروزیہؒ

کریمہ بنت محمد مروزیہؒ بڑی فہم اور سمجھدار بی بی تھیں۔ شادی نہیں کی۔ احادیث لکھنے میں خاص شغف تھا۔ اشعار نہایت خوش الحانی سے پڑھتی تھیں۔

ایک مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے نہایت ذوق و شوق سے اشعار پڑھ رہی تھیں۔ ایک بزرگ نے ان سے پوچھا:

"تو اللہ سے ڈرتی نہیں۔ بیت المقدس میں اشعار پڑھتی ہے؟"

کریمہ بی بیؒ نے کہا:

"اگر خوف الٰہی ہوتا تو میں اپنا وطن چھوڑ کر اس کے در پر نہ آتی۔ میں اللہ سے محبت کرتی ہوں۔ اللہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ مجھے اس کے عشق نے دیوانہ بنا رکھا ہے۔"

پھر بزرگ سے کریمہؒ نے پوچھا۔

"تم اللہ کے گھر کا طواف کرتے ہو یا اللہ کا طواف کرتے ہو۔"

بزرگ نے کہا:

"میں تو بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں۔"

آپ نے فرمایا:

"پتھر کی مثل مخلوق پتھروں ہی کا طواف کرتی ہے۔"

بزرگ نے پوچھا:

"کیا تو نے اللہ کو دیکھا ہے؟"

بی بی کریمہؒ نے جواب دیا:

"ہاں میں نے اسے دیکھا ہے، میں اسے دیکھتی ہوں۔ میں اسی کو سجدے کرتی ہوں۔"

حکمت و دانائی

*دل کی حفاظت کرو۔

*اللہ مخلوق سے محبت کرتا ہے۔ مخلوق کو اللہ سے محبت کرنی چاہئے۔

*اللہ سے عشق کرنا مخلوق کی صفت ہے۔

*خود شناس مرد یا عورت عشق کا امین بن جاتی ہے۔

*ہاں میں اللہ کو دیکھتی ہوں اور میں اسی کو سجدے کرتی ہوں۔

*اگر خوف الٰہی ہوتا تو میں اپنا وطن چھوڑ کر اللہ کے در پر نہیں آتی۔

بی بی رابعہ شامیہؒ

بی بی رابعہ شامیہؒ شیخ احمد بن الحواریؒ کی بیوی اور بی بی حکیمہؒ کی شاگرد تھیں۔ بی بی حکیمہؒ کی طرح ان کو بھی اولیاءاللہ خواتین میں شمار کیا جاتا ہے۔

ایک دن ان کے سامنے کھانے کا طشت رکھا گیا۔ انہوں نے خادمہ سے کہا کہ طشت کو میرے سامنے سے ہٹادو۔ ایسا لگتا ہے کہ آج خلیفۃ المسلمین کا انتقال ہو گیا ہے۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس ہی دن ہارون الرشید کا انتقال ہوا تھا۔

بی بی رابعہ شامیہؒ کو سچے خواب نظر آتے تھے۔ مخلوق خدا کی خدمت کرتی تھیں۔

حکمت ودانائی

*محبت صرف الہ کے لئے مخصوص ہے۔

*اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے لئے پہلی منزل ''توبہ'' ہے۔

*جھوٹ شخصیت کو تاریکی میں دفن کر دیتا ہے۔

*غیبت انسان کے اچھے عمل کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے۔

* ''حیا'' عورت کا زیور ہے۔

*بیوی کے لئے ضروری ہے کہ شوہر کی دلداری کرے۔

*شوہر کیلئے ضروری ہے کہ بیوی سے حسن ظن رکھے۔

اُمّ محمد زینبؒ

ام زینبؒ محدثہ اور صوفیہ تھیں۔ ''الحاجہ'' کے لقب سے مشہور تھیں۔ خدمت خلق کا بہت شغف تھا۔ یتیموں اور مساکین کی دلجوئی کرنا محبوب مشغلہ تھا۔ فیاض تھیں۔ بہت سے فلاحی ادارے قائم کئے۔ ان اداروں میں بہترین انتظام تھا۔ خواتین ان کے پاس مسائل لے کر آتی تھیں۔ دم، درود وظائف سے خواتین کو فیض پہنچاتی تھیں۔

ایک دفعہ ایک عورت روتی ہوئی آپ کے پاس آئی۔ آپ نے رونے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا میرا بچہ گم ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا!

صبر سے کام لو۔ بچہ آجائے گا۔ کچھ عرصے بعد وہ پھر آئی اور کہا۔ بی بی بچہ ابھی تک نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا:

''صبر و کرو، اللہ کرم کرے گا۔''

عورت نے روتے ہوئے کہا:

''اب مجھ سے صبر نہیں ہوتا۔ میں مجبور ہو گئی ہوں۔''

یہ سن کر آپ نے آنکھیں بند کر لیں۔ تھوڑی دیر بعد فرمایا:

''گھر چلی جا۔ بچہ تیرا انتظار کر رہا ہے۔ عورت بھاگی بھاگی گھر پہنچی تو بیٹا ماں کو دیکھ کر اس سے لپٹ گیا۔

حکمت و دانائی

*استغنا زبانی کلامی حاصل نہیں ہوتا۔ یہ تجرباتی اور مشاہداتی عمل ہے۔

*ہر انسان کے اندر اللہ بستا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے دیکھتے کیوں نہیں۔

*انسان ایک قمقمے کی طرح ہے۔ اللہ کا نور اس کی روشنی اور کرنٹ ہے۔

حضرت آمنہ رملیہؒ

حضرت آمنہ رملیہؒ بغداد کے ایک نواحی شہر رملہ میں پیدا ہوئیں۔ بچپن ہی سے ذہین اور علم حاصل کرنے کی شوقین تھیں۔ جب بڑی ہوئیں تو والدہ کے ساتھ حج کے لئے مکہ معظمہ گئیں۔ وہاں ایک بزرگ مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔ حضرت آمنہؒ ان کی شاگرد ہو گئیں۔ اور ان سے قرآن اور احادیث کا علم حاصل کرتی رہیں۔

بزرگ کے انتقال کے بعد حضرت آمنہ رملیہؒ مدینہ منورہ آ گئیں۔ مدینہ میں امام مالکؒ کی شاگرد بن گئیں۔ ان سے تقریباً سو (۱۰۰) احادیث مروی ہیں۔

تحصیل علم کے بعد مدینہ منورہ سے دوبارہ مکہ معظمہ آ گئیں اور امام شافعیؒ کی شاگرد ہو گئیں۔ اس وقت ان کی عمر ۳۶ سال تھی۔ جب امام شافعیؒ مصر تشریف لے گئے تو آپ کوفہ چلی گئیں۔ حضرت آمنہؒ نے ذوق و شوق سے وہاں کے علماء سے بھی کسب فیض کیا اور تمام علوم دینی میں ماہر ہو گئیں۔ جب کوفہ سے وطن واپس آئیں تو ان کے علم و فضل کا چرچا اور دور تک پھیل چکا تھا۔ انہوں نے علم پھیلانے کے لئے ایک مدرسہ قائم کیا۔ جہاں علم کے متلاشی لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ بڑے بڑے علماء حدیث، درس میں شریک ہوئے تھے۔

بغداد میں ایک درویش کامل کی توجہ نے ان کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا۔ آپ نے اپنا مال و اسباب راہ خدا میں لٹا دیا اور درویشانہ زندگی اختیار کر لی۔ زیادہ وقت عبادت الٰہی اور گریہ وزاری میں مشغول رہتیں۔

حضرت آمنہؒ نے پیدل چل کر سات حج کئے۔ ان کے زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کی بناء پر لوگ ان کو خاصان خدا میں شمار کرتے تھے اور ان کا حد سے زیادہ احترام کرتے تھے۔

عظیم المرتبت ولی اللہ حضرت بشر حافیؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ حضرت احمد بن حنبلؒ بھی ان کی عظمت و جلالت کے معترف تھے۔

ایک دفعہ حضرت بشر حافیؒ بیمار ہوئے تو حضرت آمنہؒ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئیں۔امام احمد حنبلؒ بھی وہاں موجود تھے۔انہوں نے حضرت بشر حافیؒ سے پوچھا:

''یہ خاتون کون ہیں؟''

بشر حافیؒ نے جواب دیا:

''یہ آمنہ رملیہؒ ہیں۔مزاج پرسی کے لئے آئی ہیں۔''

امام صاحبؒ نے ان کی شہرت سن رکھی تھی ان سے مل کر بہت خوش ہوئے اور حضرت بشر حافیؒ سے فرمایا:

''ان سے کہئے کہ میرے لئے دعا کریں۔''

حضرت بشرؒ نے حضرت آمنہؒ سے عرض کیا:

''یہ احمد بن حنبلؒ ہیں۔آپ سے دعا کے خواستگار ہیں۔''

حضرت آمنہؒ نے ہاتھ اٹھا کر نہایت خشوع و خضوع سے دعا مانگی۔

''اے اللہ! احمد بن حنبلؒ اور بشرؒ دونوں جہنم کی آگ سے پناہ مانگتے ہیں۔ تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے ان کو اس آگ سے محفوظ رکھ۔''

ایک دفعہ کسی رئیس نے دس ہزار اشرفیاں آپ کی خدمت میں پیش کیں۔آپ نے انکار کر دیا۔ جب بہت اصرار کیا تو رکھ لیں اور منادی کرادی کہ جس کو روپے کی ضرورت ہو وہ مجھ سے لے جائے۔چنانچہ حاجت مند لوگ آتے تھے اور بقدر ضرورت رقم لے جاتے تھے۔شام تک تمام اشرفیاں ختم ہو گئیں۔

حضرت بشر حافیؒ فرماتے ہیں کہ آمنہؒ کا معمول تھا کہ پوری رات سے صبح تک عبادت الٰہی میں مصروف رہتیں۔ایک مرتبہ آپ نے حضرت بشر حافیؒ سے فرمایا:

''اے بشر! میرا جسم سوتا ہے لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔''

حکمت و دانائی

*ولی سوتا ہے اس کا دل بیدار رہتا ہے۔

*علم پھیلانے کے ہر ہر قسم کی کوشش کرنا فرض ہے۔

حضرت میمونہ سوداءؒ

ایک بزرگ عبدالواحد بن زیدؒ نے دعا کی کہ

''اے اللہ! بہشت میں جو شخص میرا رفیق ہو گا اسے دکھا دے۔''

حکم ہوا کہ

''تیری رفیق بہشت میں میمونہ سوداء ہے۔ وہ کوفہ میں فلاں قبیلے میں ہے۔''

بزرگ تلاش کرتے ہوئے وہاں جا پہنچے۔ لوگوں نے کہا کہ

''میمونہ ایک دیوانی ہے جنگل میں بکریاں چراتی ہے۔''

بزرگ نے جنگل میں دیکھا بھیڑیئے اور بکریاں ایک ساتھ پھر رہے ہیں۔ اور ایک خاتون نماز ادا کر رہی ہیں۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا

''اے عبدالواحد! اب جاؤ۔ ملنے کا وعدہ بہشت میں ہے۔''

بزرگ کو بہت تعجب ہوا کہ انہیں میرا نام کیسے معلوم ہو گیا۔

کہنے لگیں:

''تم کو معلوم نہیں جن روحوں کو عالم بالا میں جان پہچان ہو چکی ہے ان میں آپس میں الفت ہوتی ہے۔''

بزرگ نے کہا کہ

''میں بھیڑیئے اور بکریاں ساتھ دیکھ رہا ہوں۔ کیسی عجیب بات ہے۔''

کہنے لگیں:

"جاؤ اپنا کام کرو۔ میں نے اپنا معاملہ حق تعالیٰ سے درست کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیڑیوں کے ساتھ درست کرا دیا۔"

حکمت و دانائی

*جن روحوں کی عالم بالا میں جان پہچان ہو چکی ہے وہ آپس میں الفت رکھتی ہیں۔

*جب بندے کا اللہ سے معاملہ درست ہو جاتا ہے تو بھیڑیئے اور بکریاں ساتھ رہتے ہیں۔

بی بی اُم ہارونؒ

بی بی ام ہارون کو رات کی تاریکی میں اپنے خالق و مالک کی عبادت کرنے میں خاص لطف حاصل ہوتا تھا۔جب سپیدہ سحری نمودار ہوتا تو فرماتیں:

''ہائے دوری ہو گئی۔'

مطلب یہ کہ رات کی تاریکی میں اپنے خالق کی عبادت کرنے میں جو لطف حاصل ہوتا ہے وہ دن کے وقت نہیں ہوتا۔ آپ کے بال بہت خوبصورت اور لانبے تھے اس قدر چمکدار اور ملائم تھے کہ خواتین رشک کرتی تھیں۔کسی نے پوچھا! آپ کے بالوں کے حسن میں کیا راز مخفی ہے۔فرمایا:

''اللہ مجھے پسند کرتا ہے میری ہر چیز خوبصورت بن گئی ہے۔''

مرد حضرات اور خواتین بڑی تعداد میں آپ سے فیض حاصل کرتے۔جب خواتین اپنی روحانی کیفیات انہیں بتاتی تھیں تو نہایت توجہ سے سنتی تھیں اور ان کی رہنمائی فرماتی تھیں۔بہت بڑی تعداد میں مرد اور خواتین ان کے شاگرد تھے۔

حکمت و دانائی

*رات کو عبادت میں جو لطف آتا ہے وہ دن میں نہیں آتا۔

*اللہ جس کو پسند کرتا ہے وہ خوبصورتی کا پیکر بن جاتا ہے۔

حضرت میمونہ واعظؒ

حضرت میمونہؒ نے ایک دن فرمایا:

''جو کپڑے رزق حلال سے بنائے گئے ہوں وہ پرانے نہیں ہوتے۔ جو کرتا میں نے پہن ہوا ہے۔ میری والدہ کا ہے۔

سینتالیس(۴۷) سال سے میں اس کو پہن رہی ہوں۔ جب میں یہ کرتا پہنتی ہوں تو میرا جسم لطیف ہو جاتا ہے۔''

آپ کے بیٹے حضرت عبدالصمدؒ سے روایت ہے کہ

''ہمارے گھر کی ایک دیوار بوسیدہ ہو گئی تھی۔ میں نے والدہ سے کہا کہ اس دیوار کو دوبارہ بنانا چاہئے۔ آپ نے ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر پرچہ دیوار میں لگا دیا۔ بیس سال تک وہ دیوار قائم رہی۔ آپ کے وصال کے بعد مجھے خیال گزرا کہ دیکھوں کاغذ پر کیا لکھا تھا۔ جیسے ہی کاغذ دیوار سے اتارا دیوار گر گئی۔''

حکمت و دانائی

*ہر عمل کی حقیقت کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے۔

*مادے کا پرستار مادیت پر یقین رکھتا ہے۔ اور خدا کا پرستار غیب پر یقین رکھتا ہے۔ مادہ فنا ہو جاتا ہے۔ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اللہ باقی من کل فانی۔

حضرت شعدانہؒ

شعدانہ صاحبہؒ کی تقریر کاایک مخصوص انداز تھا۔دوران خطابت بہترین اشعارپڑھتی تھیں۔خوش الحان تھیں۔آپ کاخطاب سننے کے لئے بڑے بڑے علماء حاضر ہوتے تھے۔بچیوں کو خاص طور پر علم سکھاتی تھیں اور ان کی تربیت کو پوری قوم کی تربیت کہتی تھیں۔لنگر کا خاص اہتمام کرتی تھیں۔

ایک دفعہ لنگر میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ملازموں نے بتایا کہ کھانا کم پڑ گیا ہے۔

آپ نے فرمایا:

''بچوں کو سب سے پہلے کھاناکھلایا کرو۔یہ اللہ میاں کے باغ کے پھول ہیں۔''

پھر بی بی شعدانہؒ کھانے کی طرف تشریف لے گئیں۔آپ نے ایک دیگ میں ہاتھ ڈالااور کہامیں تو کھاناموجود ہے۔سب نے شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔

ایک مرتبہ ایک خاتون سے فرمایا:

''ماں پر بچے کا یہ حق ہوتا ہے کہ اسے دودھ پلایا جائے۔قرآن نے ماں کا یہی احسان یاد دلا کر ماں کے ساتھ غیر معمولی حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔بچہ ماں کے پیٹ میں نو مہینے تک ماں کے خون سے پرورش پاتا ہے۔بچہ وہی ذہن اور وہی خیالات اپناتا ہے جو ماں کے دماغ میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ماں کا فرض ہے کہ وہ بچے کو اپنے دودھ کے ایک ایک قطرے کے ساتھ اللہ اوراس کے رسول اللہ ﷺ کے طرز عمل کا سبق دیتی رہے۔

دودھ کے ہر گھونٹ کے ساتھ نبی برحق ﷺ کا عشق اور دین کی محبت بھی اس کے سراپامیں اس طرح انڈیل دے کہ قلب و روح میں اللہ کی عظمت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت رچ بس جائے۔اس خوشگوار فریضہ کوانجام دے کر جوروحانی سکون اور سرور حاصل ہوتا ہے اس کا اندازہ انہی ماؤں کو ہوتا ہے جو اپنے بچوں کی پرورش اللہ کے لئے کرتی ہیں۔''

حکمت ودانائی

*جو آنکھیں محبوب کے دیدار سے محروم ہوں وہ آنکھیں اشکوں سے خالی نہیں ہوتیں۔

*بچہ وہی ذہن اور وہی خیالات اپناتا ہے جو ماں کے دماغ میں گردش کرتے رہتے ہیں۔

بی بی عاطفہؒ

حضرت ذوالنون مصریؒ کی بہن بی بی عاطفہؒ نہایت صابرہ، زاہدہ اور عبادت گزار خاتون تھیں۔ ایک دن قرآن کریم کی آیت :

''اور ہم نے تمہارے اوپر ابر کا سایہ کر دیا اور ہم نے تمہارے اوپر من و سلویٰ اتارا۔ کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دے رکھی ہیں۔''

پڑھ کر حضرت عاطفہؒ نے سوچا کہ جب بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے من و سلویٰ اتارا تو محمد رسول اللہ ﷺ کی امت اس انعام سے کیسے محروم رہ سکتی ہے۔ رفتہ رفتہ یہ سوچ اور اس قدر راسخ ہو گئی کہ انہوں نے طے کر لیا کہ اب کھانا نہیں پکائیں گے۔ آسمان سے جب من و سلویٰ اترے گا تب ہی کھائیں گی۔ جب بھوک شدید ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے من و سلویٰ اتارا۔ جسے انہوں نے خود کھایا اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ پھر ایک دن وہ علائق دنیا کو خیر آباد کہہ کر صحرا کی جانب نکل گئیں۔ اس کے بعد ان کا کوئی پتہ نہ چلا۔

حضرت ذوالنون مصریؒ اس دوران عبادت و ریاضت اور روحانی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں جگہ جگہ پھرتے رہے۔ کافی عرصے بعد جب وہ واپس گھر لوٹے تو پڑوسیوں نے بی بی عاطفہؒ کا احوال بتایا۔ آپؒ بہت خوش ہوئے فرمایا:

''الحمدللہ! عاطفہ نے یقین کی منزل پالی ہے۔''

حکمت و دانائی

* وہ دعائیں مقبول بارگاہ ہوتی ہیں جن کے ساتھ مسلسل اور پیہم عمل ہو۔

* اللہ تعالیٰ نے مایوس ہونے کو حکماً منع فرمایا ہے۔

* مشاہدہ، یقین کو مستحکم کرتا ہے۔ شک اور وسوسہ سے آدمی نجات پالیتا ہے۔

کنیز فاطمہؒ

کنیز فاطمہؒ ایک سیاہ فام کنیز تھیں۔ حضرت ذوالنون مصریؒ نے دیکھا کہ لڑکے انہیں پتھر مار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ''یہ بے دین ہے کہتی ہے میں اللہ کو دیکھتی ہوں۔''

حضرت ذوالنون مصریؒ ان کے پیچھے پیچھے ویرانے میں گئے تو کنیز فاطمہؒ نے آواز دی:

''اے ذوالنونؒ! حضرت ذوالنون مصریؒ نے حیران ہو کر پوچھا:

''تم نے مجھے کیسے پہچان لیا؟''

بی بی کنیزؒ نے کہا:

''اللہ کے دوست اس کے سپاہی ہیں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔''

حضرت ذوالنونؒ نے پوچھا:

''بچے کہتے ہیں کہ تم کہتی ہو کہ میں اللہ کو دیکھتی ہوں؟''

بی بی کنیزؒ نے کہا:

''وہ سچ کہتے ہیں۔ جب سے میں نے اللہ کو پہچان لیا ہے وہ کبھی مجھ سے پردے میں نہیں رہا۔''

حکمت ودانائی

*اللہ کے دوست اس کے سپاہی ہیں جو ایک دوسرے سے واقف ہیں۔

*جب بندہ یا بندی اللہ کو پہچان لیتی ہے تو اللہ پردے میں نہیں رہتا۔

*اللہ رگ جان سے زیادہ قریب ہے۔

*اللہ نے ہر چیز کو احاطہ کیا ہوا ہے۔

*اللہ ابتداء ہے۔اللہ انتہا ہے۔اللہ ظاہر ہے۔اللہ باطن ہے۔

بنت شاہ بن شجاع کرمانیؒ

بنت کرمانیؒ ایک نیک دل بادشاہ کی صاحبزادی تھیں۔ نیک دل باپ نے ایک فرشتہ صفت غریب نوجوان سے آپ کی شادی کر دی۔ شادی کے بعد شوہر کے گھر میں روٹی دیکھی تو پوچھا:

"یہ کیا ہے؟"

شوہر نے جواب دیا:

"یہ روٹی روزہ افطار کے لئے ہے۔"

بنت شاہ نے روٹی کا وہ ٹکڑا پرندوں کو ڈال دیا اور شوہر سے کہا:

"تم کیسے زاہد ہو کہ تم نے افطار کے لئے روٹی رکھی ہوئی ہے۔"

شوہر نے ندامت کے ساتھ اپنی کمزوری کا اعتراف کیا۔

بنت شاہ نے خواتین کی تربیت کے لئے گھر کو مدرسہ بنایا ہوا تھا۔ خواتین کی بڑی تعداد درس میں حاضر ہوتی تھی۔

ایک مرتبہ خانگی مسائل پر درس دیتے ہوئے فرمایا:

"سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے فرمایا ہے:

"جو عورت پانچ وقت نماز ادا کرے۔ رمضان کے روزے رکھے۔ اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کو راضی رکھے۔ اسے اختیار ہے کہ جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے۔"

شوہر کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگو۔ بے جا فرمائشیں نہ کرو۔ کسی بات پر ضد نہ کرو۔ شوہر اور بچوں سے بات کرنے میں میانہ روی اختیار کرو۔ اس عمل سے گھر کا ماحول خوشگوار رہتا ہے۔ اور بچوں کی تربیت اچھی ہوتی ہے۔

حکمت و دانائی

*جس کا خدا پر بھروسہ نہ ہو وہ دین اور دنیا میں پریشان رہتا ہے۔

*اچھی اور نیک بیوی خاوند کو جنت سے قریب کر دیتی ہے۔

*غلطی تسلیم کر کے معافی مانگ لینا نہایت اعلیٰ کردار ہے۔

اُمّ الابرارؒ (صادقہ)

صادقہؒ کا تعلق فرانس سے تھا۔ نام فلورا تھا اور مذہب عیسائی تھا۔ نوجوانی میں انہوں نے نن بننے کا فیصلہ کیا۔ جب کلیسا کے آرچ بشپ جیکب سے اجازت چاہی تو انہوں نے منع کر دیا اور بتایا کہ وہ چار سال پہلے مسلمان ہو چکے ہیں۔ فلورا نے یہ راز اپنے باپ کو بتا دیا۔ پورے شہر میں خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور کھلی عدالت میں مذہب سے منحرف ہونے پر مقدمہ چلا۔ آرچ بشپ کو پھانسی دیدی گئی۔

اس واقعہ کے بعد فلورا کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔ بالآخر ایک دل آرچ بشپ نے خواب میں آکر ان کی رہنمائی کی۔ ان کی لکھی ہوئی ڈائری پڑھ کر وہ خاموشی سے مسلمان ہو گئیں۔ بعد میں اپنے مسلمان ملازم سے عربی سیکھی۔ ایک دفعہ ان کے باپ نے انہیں نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ لیا۔ بہت مارا پیٹا، یہ لہولہان ہو گئیں۔ فلورا کے بھائی اور ماں نے تفصیلات پوچھیں۔ فلورا نے نہایت اچھے طریقے سے اسلام کی حقانیت کے بارے میں بتایا۔ بعد میں بھائی اور ماں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

باپ نے تینوں کو قید کر دیا۔ بھوکا پیاسا رکھا۔ قید خانے میں حضرت خضرؑ فلورا کے پاس آئے اور کہا:

"تمہارا نام صادقہ ہے۔ تمہارا اخلاص بارگاہ رب العزت میں قبول کر لیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کو باطل کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑتا۔ تمہیں آج سے تمام روحانی قوتیں حاصل رہیں گی۔ تم اپنی اطاعت گزاری میں ثابت قدم رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تمہاری ہر خواہش پوری ہو گی۔

اس کے بعد قید خانے میں کھانا اور پانی غیب سے آتا رہا۔ ایک دفعہ باپ نے زہر ملا حلوہ دیا۔ آپ کو علم سے پتہ چل گیا۔ دل میں دعا کی کہ اے صاحب قدرت! اس حلوے کو زہر سے پاک کر دے۔ ایسا ہی ہوا۔ بہن، بھائی اور ماں تینوں نے خوب حلوہ کھایا لیکن زہر کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اپنے باپ سے صادقہ نے کہا:

''آپ خود کو عیسائی کہتے ہیں۔ کیا حضرت عیسیٰؑ کی یہی تعلیمات تھیں کہ نظریاتی اختلاف رکھنے والوں کو زہر دیا جائے۔ وہ مذہب جس سے آپ کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اس کے لئے آپ اتنے جذباتی ہو گئے کہ اولاد کو بھی ہلاک کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ میرے خیال میں آپ خود کو سچا عیسائی کہہ کر خود کو فریب دے رہے ہیں۔''

صادقہ کے ان الفاظ نے باپ کے دل پر گہرا اثر کیا۔ ندامت کے مارے وہ بلک بلک کر رونے لگا اور اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ اس کے بعد صادقہ نے اپنی فیملی کے ساتھ شہر چھوڑ دیا اور دوسرے شہر میں منتقل ہو گئیں۔ پادریوں نے آپ کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکا دی اور لوگوں کو یہ باور کرایا کہ صادقہ جادوگرنی ہیں۔ ان پادریوں میں رابرٹ نامی پادری سب سے آگے آگے تھا۔

صادقہ نے ایک دفعہ اس کے کہنے پر اس کے لئے دعا کی تو اس کا مفلوج ہاتھ ٹھیک ہو گیا تھا۔ اب اسی پادری نے ایک بڑے مجمعے کے ساتھ صادقہ کے گھر پر حملہ کرنا چاہا۔ صادقہ نے رابرٹ کو مخاطب کر کے کہا:

''رابرٹ! تم نے یہ کیا ہنگامہ کھڑا کر دیا ہے۔ اگر تم اپنی خیریت چاہتے ہو تو اس مشتعل ہجوم کو واپس لے جاؤ اور کلیسائی عدالت سے رجوع کرو تاکہ مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر کھلے عام مقدمہ چلے۔''

کھلی عدالت میں مقدمہ چلا۔ صادقہ اور ان کے ساتھیوں کو سزائے موت سنا دی گئی اور ان لوگوں کو قید خانے میں قید کر دیا گیا۔ قید خانے میں صادقہ نے اندلس کے اسلامی لشکر کے امیر کو کواب میں حکم دیا کہ ہمیں آزاد کراؤ۔ آزاد ہونے کے بعد صادقہ امیر ابن زبان کے ساتھ قرطبہ گئیں جہاں سے حج بیت اللہ کے لئے مکہ مکرمہ پہنچیں۔ ارکان حج ادا کرنے کے بعد آپ مدینہ منورہ حضور ﷺ کے آستانہ اقدس پر حاضر ہوئیں اور اس قدر روئیں کہ بے ہوش ہو گئیں۔ ہوش آنے کے بعد کہا:

''کاش میں کبھی ہوش میں نہ آتی۔''

اس کے بعد بغداد ہوتی ہوئیں مراکش پہنچیں۔ جب یہ بغداد سے گزریں تو وہاں قیام کے دوران ان کے ملازم عبدالرحمٰن کی معرفت ایک ولی صفت نوجوان نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ اس وقت صادقہ نے کوئی واضح جواب نہیں دیا لیکن مراکش میں سات سال تک خدمت خلق اور تبلیغ کرنے کے بعد ایک دن ملازم سے کہا:

''بابا جاؤ شہر پناہ کے دروازے پر جا کر ایک مہمان کا استقبال کرو۔''

ملازم نے اس نوجوان کو خوش آمدید کہا۔

صادقہ نے نوجوان سے کہا:

''شادی کا وقت آ پہنچا ہے۔ میں چار دن بعد عصر کی نماز کے بعد آپ سے شادی کروں گی۔''

جمعہ کے دن ایک عالم نے نکاح پڑھایا۔ ایجاب و قبول کے بعد آپ نے وضو کیا اور سنت نبوی ﷺ کو ادا کرنے کی خوشی میں نفل شکر کی نیت باندھی۔ آخری سجدے میں واصل بحق ہو گئیں۔

ان کا مزار مراکش کے ایک نخلستان میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔ جہاں لوگ صادقہ کو ''ام الابرار'' کے نام سے پکارتے ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں اور ذکر اذکار میں مشغول رہتے ہیں۔

حکمت و دانائی

*اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کو باطل کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑتا۔

*تم اپنی اطاعت گزاری میں ثابت قدم رہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے تمہاری ہر خواہش پوری فرمائے گا۔

* رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک پر تشریف لے گئیں، اتنا روئیں کہ بے ہوش ہو گئیں۔ ہوش میں آنے کے بعد فرمایا: ''کاش میں ہوش میں نہ آتی اور حضور ﷺ کے دیدار سے آسودہ ہوتی رہتی۔''

بی بی صائمہؒ

دہلی بھارت میں مقیم بی بی صائمہؒ باکمال اور صاحب باطن خاتون تھیں۔

”بابافرید گنج شکرؒ نے فرمایا:

”اس خاتون کی عبادت وریاضت اور اشغال دس کامل مردوں کے برابر ہیں کہ

”بی بی صاحبہ شہباز کی مانند ہیں، مردوں جیسی ہمت ہے۔“

”بی صائمہ معتبر اور بزرگ ہستی ہیں، لوگ آپ کی مجلس میں اس طرح حاضر ہوتے تھے جیسے حضرت رابعہ بصریؒ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔

(حضرت سید محمد گیسودرازؒ)

”علماء اور درویش آپ کی ولایت پر مکمل اعتقاد رکھتے تھے۔

(حضرت جمالیؒ)

”بی بی صائمہ اپنے زمانے کی معتبر عابدہ ہیں۔“

(حضرت عبدالحق محدث دہلویؒ)

بابافرید گنج شکرؒ کے چھوٹے بھائی حضرت نجیب الدین متوکل اکثر بی بی صائمہؒ کی خدمت میں حصول فیض کے لئے حاضر ہوتے تھے۔

بدایوں میں قیام کے دوران شیخ نجیب الدین کے حالات اتنے زیادہ خراب ہوگئے کہ فاقوں کی نوبت آگئی۔ ایک دن جب وہ اپنے حجرے میں عبادت کررہے تھے۔ دروازے پر دستک ہوئی باہر ایک شخص کھانے پینے کا وافر سامان لئے کھڑا تھا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ سارا اناج اور خوردونوش بی بی صائمہؒ نے عنایت پورسے بھجوایا اور کہا ہے کہ

''بہن اپنے بھائی کی تکلیف سے بے خبر نہیں ہے۔''

بی بی صائمہؒ کو حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ سے عقیدت تھی۔ بی بی صائمہؒ نے اپنے ہاتھ سے سوت کات کر اکٹھا کیا اور پارچا باف سے کپڑا بنوایا۔ کپڑے سے مزار کے لئے غلاف سلوا کر حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر پیش کیا۔ یہ کپڑا سات سو برس سے حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر چڑھا ہوا ہے۔ ایک بار چور مزار سے غلاف (چادر) چرا کر لے گئے جب چوروں نے چاندی نکالنے کے لئے چادروں کو جلایا تو سب چادریں جل گئیں لیکن بی بی صائمہؒ کی چادر کو آگ نہیں لگی۔ چور خوف زدہ ہو کر اس چادر کو درگاہ میں واپس ڈال گئے۔ یہ عجیب سربستہ راز ہے کہ سات سو برس گزرنے کے باوجود کپڑا ٹھیک حالت میں ہے۔ اس چادر پر روپے کے برابر جلا ہوا نشان بھی ہے۔

بی بی صائمہؒ نے نماز مغرب کے بعد نان اور پانی جو کنیز رکھ گئی تھی۔ تناول فرمانا چاہا تو آواز آئی:

''اے صائمہ! اگر تو آج کی رات مر جائے تو کیسے افسوس کی بات ہے کہ دنیا سے جاتے وقت تیرا پیٹ مادی غذا سے بھرا ہو گا۔''
آپؒ نے غیبی آواز سن کر روٹی پڑوس میں بھجوا دی اس کے بعد چالیس دن رات چپ کا روزہ رکھا۔ اکتالیسیوں دن دیکھا کہ ایک پر ہیبت اور صاحب عظمت شخص گھر کے صحن میں کھڑا ہے بی بی صائمہؒ نے اسے دیکھ کر چالیس روز کے بعد پہلی بار بات کی اور پوچھا:
''آپ کون ہیں؟''

اس شخص نے جواب دیا:

''میں عزرائیل ہوں۔''

بی بی صائمہؒ نے کہا:

''اتنا وقت دیجئے کہ میں وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھ لوں۔''

فرشتہ خاموش کھڑا رہا۔ بی بی صائمہؒ نے وضو کیا اور آخری سجدے میں عالم دنیا سے عالم بالا میں تشریف لے گئیں۔

حکمت ودانائی

*ہر کام کو صحیح طریقہ سے انجام دینا ''اخلاص'' ہے۔

*اللہ کی قربت سے گناہ دھل جاتے ہیں۔

*فرمانبرداری کرتے وقت طبیعت میں انکساری نیک بختی کی علامت ہے۔

* ''ادب اور لحاظ'' دوستی کو مستحکم کرتا ہے۔

*احکام الٰہی کی بجاآوری میں ''سکون'' پنہاں ہے۔

*ادب فقراء کا لباس ہے۔

*آدمی مٹی کا پتلا ہے روح اس کی زندگی ہے۔

*مروت یہ ہے کہ کسی پر احسان نہ جتاؤ۔

*بندہ جب تک اپنے نفس کے بت کو نہیں توڑتا اللہ تک رسائی نہیں ہوتی۔

سیدہ فاطمہ ام الخیرؒ

پیران پیر دستگیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ ام الخیرؒ نہایت پاکباز، عابدہ، زاہدہ اور خدارسیدہ خاتون تھیں۔ ان کی شادی سید ابو صالح جنگی دوستؒ سے ہوئی تھی جو متقی اور عارف باللہ بزرگ تھے۔ سید ابو صالحؒ لڑکپن سے ہی ریاضت اور مجاہدے میں مشغول رہتے تھے۔ ایک روز دریا کے کنارے عبادت کر رہے تھے کہ دریا میں بہتا ہوا ایک سیب دیکھا۔ بسم اللہ پڑھ کر سیب کھا لیا اور دل میں خیال آیا کہ پتا نہیں کس کا تھا؟ یہ سوچ کر پانی کے بہاؤ کے مخالف سمت سیب کے مالک کی تلاش میں چل پڑے۔ کافی فاصلہ کے بعد انہیں ایک باغ نظر آیا۔ سید ابو صالحؒ نے سیب کے مالک کا پتہ پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس کے مالک جیلان کے ایک رئیس سید عبداللہ صومعیؒ ہیں۔ ابو صالحؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بلا اجازت سیب کھانے کی معافی چاہی۔

سید عبداللہ صومعیؒ ولی اللہ تھے۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ نوجوان اللہ کا خاص بندہ ہے۔ فرمایا:

"دس سال تک اس باغ کی رکھوالی کرو پھر معاف کرنے کے بارے میں سوچوں گا۔"

سید ابو صالحؒ دس سال تک باغ کی رکھوالی کرتے رہے۔ دس سال بعد سید عبداللہ نے فرمایا:

"دو سال اور باغ کی رکھوالی کرو۔"

بارہ سال پورے ہونے کے بعد سید عبداللہ نے اپنی بیٹی کی شادی سید ابو صالحؒ سے کر دی۔ اس طرح دو پاکباز ہستیوں کی رفاقت کا آغاز ہوا۔ سیدہ فاطمہ ام الخیرؒ سے اسلام کی مایہ ناز ہستی عبدالقادر جیلانیؒ پیدا ہوئے۔ آپؒ ابھی کمسن ہی تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا۔

ماں نے بڑے صبر اور حوصلہ سے بیٹے کی تعلیم و تربیت کی۔ مدرسہ کی ابتدائی تعلیم پوری ہونے کے بعد مزید علوم سیکھنے کے لئے بغداد بھیج دیا۔ بیٹے کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا اور فرمایا:

"نور نظر! تمہاری جدائی ایک لمحہ کے لئے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی لیکن تم علم حاصل کرنے کے لئے بغداد جا رہے ہو۔

میں چاہتی ہوں کہ تم تمام علوم میں کمال حاصل کرو، تمہارے والد کے ترکہ میں سے اسیّ (۸۰) دینار میرے پاس ہیں، چالیس دینار تمہارے بھائی کے ہیں اور چالیس دینار تمہیں دے رہی ہوں۔ بیٹا! میری نصیحت ہے کہ جھوٹ نہ بولنا۔ اب تم جاؤ اللہ تمہاری حفاظت کرے۔ آمین

دوران سفر جب ڈاکوؤں کے سردار نے آپؒ سے پوچھا کہ تم نے ہمیں کیوں بتایا کہ تمہاری گدڑی میں دینار ہیں؟ تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا:

"میری ماں نے نصیحت کی تھی کہ جھوٹ نہ بولنا۔"

یہ سن کر سردار پر رقت طاری ہوگئی۔ اس نے کہا:

"تمہیں اپنی ماں سے کئے ہوئے عہد کا اتنا پاس ہے اور میں اتنے سالوں سے اللہ سے کیا ہوا عہد توڑ رہا ہوں۔"

سردار نے توبہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کرلی اور سردار ڈاکو سے پرہیز گار انسان بن گیا۔

حکمت و دانائی

*رسول ﷺ کا ارشاد ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر علم سیکھنا فرض ہے۔

*انسان کا شرف یہ ہے کہ وہ علم سیکھ لیتا ہے، حیوانات کے سروں پر دستار فضیلت نہیں باندھی جاتی۔

*ایک جھوٹ کو ثابت کرنے کے لئے سو (۱۰۰) جھوٹ بولنے پڑتے ہیں پھر بھی جھوٹ جھوٹ ہی رہتا ہے۔

*ماں کی گود بچوں کی پہلی تربیت گاہ ہے۔

*ماں بچے کے ذہن پر جو نقوش بنادیتی ہے۔ وہ پوری زندگی قائم رہتے ہیں۔

*ماں کی محبت اللہ کی محبت کا حصہ ہے۔

*اللہ تعالیٰ ستر (۷۰) ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

*ماں کے قدموں میں جنت ہے، اس کا مطلب ہے کہ ماں کی خدمت اور اسے خوش رکھنے سے اللہ تعالیٰ جنت عطا کر دیتا ہے۔

بی بی خدیجہ جیلانیؒ

غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی پھوپھی بی بی خدیجہؒ کو بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت کا درجہ حاصل تھا۔ مستجاب الدعوات ولیہ تھیں۔ ان کی دعاؤں سے لوگوں کی مشکلات دور ہو جاتی تھیں۔

بہت عرصہ تک بارش نہیں ہوئی اور قحط سالی نے لوگوں کو تباہ حال کر دیا۔ بارش کے لئے بار بار دعائیں مانگی گئیں لیکن موسم میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ آخر کار ایک دن لوگ کثیر تعداد میں بی بی خدیجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی اس وقت بی بی خدیجہؒ صحن میں جھاڑو دے رہی تھیں۔ لوگوں کی پریشانی اور عاجزی سے پریشان ہو کر اللہ کے حضور عرض کیا:

''یا اللہ! میں نے جھاڑو دے دی ہے، چھڑکاؤ آپ کروا دیں۔''

کچھ دیر بعد آسمان پر بادل آ گئے، گھٹا چھا گئی، بجلی کڑکی اور موسلا دھار بارش ہونے لگی۔

بی بی خدیجہؒ نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ تقریر کرتی تھیں، علم عرفان سے متعلق رموز کو اس طرح بیان کرتی تھیں کہ سامعین مسحور ہو جاتے تھے۔ ایک بار تقریر کر رہی تھیں کہ نشے میں مدہوش ایک شخص آیا اور اس نے واہی تباہی بکنا شروع کر دیا، کہنے لگا۔ اللہ کہاں ہے؟ اگر ہے تو نظر کیوں نہیں آتا؟ لوگوں نے اس شخص کو زد و کوب کرنا چاہا لیکن بی بی خدیجہؒ نے منع فرما دیا۔ بی بی جیلانیؒ نے اس سے پوچھا:

''تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار کیوں کر رہا ہے؟''

اس شخص نے کہا:

''میرا باپ ایک نیک دل انسان تھا وہ شدید بیمار ہو گیا اور بیماری نے اسے جکڑ لیا، میں نے اللہ سے دعا کی کہ اے اللہ! تو میرے باپ کو اچھا کر دے لیکن میری دن رات کی دعائیں رائیگاں گئیں اور میرا باپ مر گیا۔''

سیدہ خدیجہؒ نے فرمایا:

''اے شخص ! تیری دعا کی بنیاد غلط ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی قدرت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ اگر لوگ کہیں کہ تاریکی اس بات کی دلیل ہے کہ سورج روشن نہیں ہے تو کیا تو کہے گا کہ سورج تاریک ہے ؟ جو آدمی پیدا ہوا وہ ضرور مرے گا، پیدائش اور موت دونوں لازم وملزوم ہیں۔''

بی بی صاحبہؒ کی بات سن کر اس شخص کی آنکھوں پر سے پردہ ہٹ گیا اور اس نے معافی مانگی۔

حکمت ودانائی

*اللہ کو پہچاننے کے لئے اللہ کی سوچ کا حامل ہونا ضروری ہے۔

* ''ولی'' اللہ کے دوست کو کہتے ہیں اور دوست سے قربت صرف الفت ومحبت سے ہوتی ہے۔

*ہر عورت کو اللہ نے ذیلی تخلیق کے لئے بنایا ہے اور عورت اپنی اس ڈیوٹی کو بھرپور طریقہ پر انجام دے رہی ہے، اللہ ماں کی محبت کو اپنی محبت قرار دیتا ہے۔

بی بی زلیخاؒ

حضرت نظام الدینؒ کی والدہ ماجدہ کا نام زلیخاؒ ہے۔ حضرت نظام الدینؒ فرماتے ہیں:

''میری والدہ کو اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق تھا جب انہیں کوئی ضرورت پیش آتی تھی تو خواب میں دیکھ لیتی تھیں۔ میری حالت یہ ہے کہ مجھے جب کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو میں اپنی اماں کے مزار پر جا کر عرض کر دیتا ہوں، میرا کام تقریباً ایک ہفتے کے اندر ہو جاتا ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کسی کام کو پورا ہونے میں ایک مہینہ لگ جائے۔ میری والدہ کو جب کوئی ضرورت ہوتی ہے تو وہ پانچ سو بار درود شریف پڑھ کر اپنا دامن پھیلا کر دعا مانگتیں اور جو مانگتیں تھیں مل جاتا تھا۔

ایک روز گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا تو اماں نے کہا:

''آج ہم اللہ کے مہمان ہیں۔''

اچانک ایک آدمی آیا اور ایک اشرفی قیمت کا اناج ہمارے گھر ڈال گیا۔ یہ اناج اتنے دنوں تک چلا کہ طبیعت گھبرا گئی کہ اناج ختم کیوں نہیں ہوتا؟

حضرت نظام الدینؒ جب رشد و ہدایت اور خانقاہی امور میں زیادہ مصروف ہو گئے تو آپؒ نے والدہ سے ملاقات کے لئے ہر ماہ کی چودہ تاریخ مقرر کی۔ ایک مرتبہ فرمایا:

''نظام! آنے والے مہینے میں کس کے قدموں پر سر رکھو گے؟''

نظام الدینؒ سمجھ گئے، روتے ہوئے عرض کیا:

''اماں جان! آپ مجھ غریب لاچار کو تنہا چھوڑ کر جا رہی ہیں؟''

بی بی زلیخاؒ نے کہا:

''کل صبح بات ہوگی آج رات شیخ نجیب الدینؒ متوکل کے گھر آرام کرو۔''

صبح صادق کے وقت ملازم نے آکر کہا کہ بی بی صاحبہؒ بلارہی ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ ماں کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے فرمایا:

''کل تم نے کچھ پوچھا تھا میں اب تمہیں بتاتی ہوں۔''

اور حضرت نظام الدینؒ کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

''اے اللہ! اسے میں نے تیرے حوالے کیا۔''

اور ہمیشہ کیلئے آنکھیں بند کرلیں۔

قطب الدین بن علاؤالدین خلجیؒ نے جامع مسجد تیار کرائی اور حکم دیا کہ لوگ نماز جمعہ جامع مسجد میں ادا کریں لیکن شیخ نظام الدینؒ نے جامع مسجد میں جانے سے انکار کردیا اور فرمایا:

''ہمارے قریب کی مسجد زیادہ مستحق ہے۔''

دوسرا مسئلہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے حکم جاری کردیا کہ ہر ماہ کی چاندرات کو تمام مشائخ، علماء اور رؤسائے چاند کی مبارک باد پیش کرنے کے لئے بادشاہ کے حضور حاضر ہوں۔

حضرت نظام الدینؒ خود ان تقاریب میں نہیں گئے بلکہ اپنے کسی نمائندے کو بھیج دیا۔ حاسدوں نے اس بات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور اسے بادشاہ کی توہین قرار دیا۔ بادشاہ نے جلال کے عالم میں حکم دیا کہ آئندہ ماہ کی پہلی تاریخ کو جو شخص حاضر نہیں ہوگا اسے سخت سزا دی جائے گی۔ یہ بات جب شیخ نظام الدینؒ کو معلوم ہوئی تو کچھ کہے بغیر والدہ بی بی زلیخاؒ کی قبر پر گئے اور عرض کیا:

''بادشاہ مجھے تکلیف دینا چاہتا ہے اور اگر وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوگیا تو میں آپ کی زیارت کے لئے نہیں آسکوں گا۔''

اگلے ماہ کی پہلی تاریخ کو عجیب واقعہ پیش آیا کہ بادشاہ کے مقرب خرد خان نے بادشاہ کو قتل کرکے اس کی لاش محل سے باہر پھینک دی۔

حکمت و دانائی

* علم لدنی اس بندے کو عطا ہوتا ہے جو رسول پاک ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کر کے رسول اللہ ﷺ کی طرز فکر حاصل کرے۔

* بہترین رفیق وہ ہے جس کا رفیق اللہ ہو۔

* فقیر ایک دریا ہے جس سے تین نہریں جاری رہتی ہیں سخاوت، لوگوں پر شفقت اور سب سے بے نیازی اور حق تعالیٰ کے ساتھ نیاز مندی۔

* خدا کی دوستی اس شخص کے دل میں داخل نہیں ہوتی جو مخلوق پر مہربان نہ ہو۔

بی بی قرسم خاتونؒ

شیخ العالم بابافرید الدین مسعود گنج شکرؒ کی والدہ بی بی قرسم خاتونؒ نے بیٹے کی تربیت اس طرح کی کہ بیٹا ولی اور خداشناس ہو گیا۔

بی بی قرسم خاتونؒ پوری رات عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔ایک رات بی بی قرسم خاتونؒ تہجد کی نماز پڑھ رہی تھیں کہ ایک چور گھر میں گھس آیا۔بی بی صاحبہؒ نے نظر ڈالی تو چور اندھا ہو گیا، چور نے روتے ہوئے کہا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ چوری نہیں کرونگا۔اسی وقت بصارت لوٹ آئی۔اس نے بی بی صاحبہ کے قدموں میں گر کر معافی مانگی۔اگلی صبح وہ اپنی بیوی بچوں کو لے کر بی بی قرسم خاتونؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اہل و عیال سمیت مسلمان ہو گیا۔آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔اللہ تعالیٰ نے عبداللہ کی عبادت وریاضت کو قبول فرما کر اس کو مرتبہ ولایت عطا فرما دیا۔

بابافرید گنج شکرؒ کی کمسنی میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا تھا اور ان کی نگہداشت اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ان کی والدہ بی بی قرسم خاتونؒ پر آگئی۔بی بی صاحبہ نے نہایت توجہ اور محنت سے اپنے صاحبزادے کی پرورش کی۔ بابافریدؒ ابھی بچے تھے کہ ان کی والدہ عبادت کی ترغیب کے لئے روزانہ ان کی جائے نماز کے نیچے شکر کی ایک پڑیا رکھ دیتی تھیں اور کہتی تھیں:

''بیٹا جو بچے دل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں انہیں روزانہ جائے نماز کے نیچے سے شکر ملتی ہے۔''

ایک دن والدہ صاحبہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں۔جب انہیں خیال آیا تو بابافریدؒ نماز پڑھ چکے تھے۔انہوں نے دریافت کیا:

''بیٹا تم نے نماز ادا کرلی؟''

بابافریدؒ نے ادب سے فرمایا:

''جی اماں جان! میں نے نماز ادا کرلی ہے اور شکر بھی کھالی۔''

یہ حال دیکھ کر وہ سمجھ گئیں کہ بچے کے اندر یقین کا نور پیدا ہو گیا ہے اور اللہ کی بارگاہ سے لطف و اکرام بھی حاصل ہے۔اس دن سے انہوں نے اپنے بیٹے کو مسعود گنج شکرؒ کہنا شروع کر دیا۔

بابافریدالدین مشعود گنج شکرؒ پاک پٹن میں تشریف فرماتھے۔ایک دن شیخ نجیب الدین متوکل کو بلایااور یہ فرئضہ سونپا کہ وہ والدہ صاحبہ کو پاک پٹن لے آئیں۔ شیخ نجیب الدین بی بی قرسم خاتونؒ کو ساتھ لے کر پاک پٹن کی طرف عازم سفر ہوئے دوران سفر آرام کی غرض سے ایک درخت کے نیچے ٹھہرے، شیخ نجیب الدین پانی لینے کیلئے قریبی علاقے میں چلے گئے۔واپس آئے تو بی بی صاحبہ کو موجود نہ پایا حیرانی اور اضطراب کے عالم میں ادھر ادھر تلاش کیا لیکن کہیں پتہ نہ چلا۔جب کوشش ناکام ہوگئی تو بابافریدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گمشدگی کا واقعہ عرض کیا۔

بابافریدؒ نے فرمایا:

''کھاناتیار کرواور غریبوں میں تقسیم کردو۔''

ایک مدت گزرنے کے بعد شیخ نجیب الدین متوکلؒ کا گزر پھر اس علاقے سے ہوا جہاں بی بی قرسمؒ لاپتہ ہوگئی تھیں۔ایک جگہ شیخ نجیب کو چندانسانی ہڈیاں دکھائی دیں بعض قرائن سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے بی بی قرسم خاتونؒ کو کسی درندے نے حملہ کر کے ہلاک کردیا ہے۔یہ خیال آتے ہی انہوں نے ہڈیاں جمع کیں اور ایک تھیلے میں رکھ کر بابافریدؒ کے پاس پہنچے اور تمام حال بیان کیا۔بابا فریدؒ نے جب تھیلی کو کھولا تو اس میں سے رنگ برنگے پھول برآمد ہوئے بابافریدؒ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔

حکمت ودانائی

*دنیادار دنیاکے پیچھے دوڑرہے ہیں اور دنیااہل اللہ کے پیچھے بھاگ رہی ہے۔

*وہ شخص نہایت بدقسمت ہے جس کے دل میں رحم کا جذبہ نہ ہو۔

*بےادب خالق ومخلوق دونوں کا معتوب ہوجاتاہے۔

*اللہ کے نزدیک بہترین صفت پرہیزگاری ہے۔

*بچوں سے پیار کرنااللہ کی رحمت کی نشانی ہے۔

*سچی عبادت سے بری عادتیں ختم ہوجاتی ہیں۔

*موت کو یادرکھنا تمام بیماریوں کا علاج ہے۔

*فقر کی ابتدا اس وقت ہوتی ہے جب لینے سے دینا اچھا لگتا ہے۔

*صدر دروازے کو پکڑ لو باقی تمام دروازے کھل جائیں گے۔

حضرت ہاجرہ بی بیؒ

حضرت علی احمد کلیریؒ کی والدہ حضرت ہاجرہ بی بیؒ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے۔انہوں نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تجھے صاحب عظمت فرزند عطا کرے گا،اس کا نام علی رکھنا۔"

دوسرے دن خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔فرمایا:

"ہاجرہ تو اپنے ہونے والے لڑکے کا نام احمد رکھنا۔"

ان بشارتوں کے بعد ہاجرہ بی بیؒ کے ہاں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی۔جس کا نام انہوں نے علی احمد رکھا،پانچ سال کی عمر میں علی احمد کے والد انتقال ہوگیا۔ایک مرتبہ دونوں ماں بیٹے بھوکے تھے۔ہاجرہ بی بیؒ میں کسی سے سوال کرنے کی ہمت نہیں تھی۔فجر کی نماز کے بعد بیٹے نے کہا:

"اماں بھوک لگ رہی ہے۔"

ماں دوپہر تک مختلف حیلوں بہانوں سے اسے ٹالتی رہیں کہ اللہ تعالیٰ کہیں سے بندوبست کردے گا۔ظہر کی نماز کے بعد علی احمد نے دوبارہ کچھ کھانے کو مانگا،ہاجرہ بی بیؒ نے دیگچی میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھ دیا اور کہا۔کھانا پک رہا ہے اس طرح مغرب ہوگئی۔

مغرب کے بعد بیٹے نے کہا کہ مجھے بھوک لگ رہی ہے اور دیگچی کا ڈھکن اٹھادیا۔عمدہ قسم کے پکے چاولوں سے دیگچی بھری ہوئی تھی۔ہاجرہ بی بیؒ نے بیٹے کو کھانا دیا اور خود سجدے میں گر گئیں اور دیر تک اللہ کا شکر کرتی رہیں،سجدہ سے سر اٹھایا تو چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا اور خوشی سے دمک رہا تھا۔ایک مرتبہ بیٹے سے فرمانے لگیں:

"بیٹا! بڑائی صرف اس کو زیب دیتی ہے جو اپنے اندر ٹھاٹھیں مارتے ہوئے اللہ کی صفات کے سمندر کا عرفان رکھتا ہو،جو اللہ کی مخلوق کے کام آئے اور کسی کو اس کی ذات سے تکلیف نہ ہو۔"

حضرت غوث الاعظمؒ کے زمانے میں ایک شخص آپؒ سے بغض رکھتا تھا۔ایک مرتبہ ہاجرہ بی بیؒ کے شوہر اپنے سید عبدالرحیم کے سامنے حضرت غوث الاعظمؒ کی شان میں گستاخی کرنے لگا۔آپ وہاں سے اٹھ کر گھر آگئے۔بی بی ہاجرہؒ نے آپ کو اداس دیکھا تو پوچھا:

''خیر تو ہے آپ غمگین نظر آرہے ہیں؟''

آپ نے سارا قصہ سنایابی بی ہاجرہؒ مسکرائیں کہنے لگیں:

''آپ مغموم نہ ہوں،غیب سے انتظام ہو گیا ہے۔''

رات خواب میں حضرت غوث الاعظم تشریف لائے اور فرمایا:

''میرا نام غوث الاعظم ہے میں تجھ کو بشارت دیتا ہوں کہ تیرے ہاں جو فرزند پیدا ہو گا وہ جلالی شان کا حامل ہو گا۔خدا کا دشمن صابر کے پیدا ہوتے ہی ہلاک ہو جائے گا۔''

چنانچہ جس وقت حضرت صابرؒ صاحب پیدا ہوئے حاسد شخص پر آسمانی بجلی گری اور وہ واصل جہنم ہو گیا۔

حکمت ودانائی

*نیک روحوں کی آمد کی بشارت پہلے سے دے دی جاتی ہے۔

*منتخب بندوں کو عالم ارواح میں ہی نسبت منتقل ہو جاتی ہے۔

*اللہ کی صفات کے سمندر کا عرف ہی متقی ہے۔

بی بی سارہؒ

بی بی سارہؒ شیخ نظام الدین ابوالمؤید کی والدہ تھیں، خواجہ قطب الدین کاکیؒ انہیں اپنی بہن کہتے تھے۔ آپؒ عارفہ اور کاملہ تھیں۔ ایک مرتبہ خشک سالی کی وجہ سے دہلی میں قحط پڑ گیا۔ غلہ انتہائی مہنگا ہو گیا، روٹی غریبوں کی پہنچ سے باہر ہو گئی، دہلی کے بہت سے لوگ جمع ہو کر شیخ نظام الدینؒ ابوالمؤید کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ بارش کے لئے بارگاہ الٰہی میں عرض کریں۔

شیخ نظام منبر پر کھڑے ہوئے اپنی آستین سے کپڑے کا ایک رومال نکالا۔ اسے آسمان کی طرف کر کے دعا کی:

"یااللہ! یہ کپڑے کا رومال اس بزرگ خاتون کا ہے جس نے پوری عمر کسی سے زیادتی نہیں کی۔ یااللہ! اس نیک دل خاتون کے طفیل اور اس کے جذبہ عبودیت کے واسطے ہمارے حال پر رحم فرما اور باران رحمت برسا دے۔ تیری مخلوق بھوک، پیاس سے بے حال ہے۔"

تھوڑی دیر بعد آسمان پر بادل چھا گئے اور اس قدر بارش ہوئی کہ جل تھل ہو گیا۔ لوگوں نے شیخ نظام الدینؒ سے پوچھا۔ حضرت یہ رومال کس کا تھا؟ جس کے وسیلے سے آپؒ کی دعا قبول ہوئی۔ شیخؒ نے فرمایا:

"یہ وہ رومال ہے جو میری والدہ بی بی سارہؒ عبادت کے وقت اپنے سر باندھتی تھیں۔ انہیں یہ رومال خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے دیا تھا۔

حکمت ودانائی

* بزرگوں کے پہنے ہوئے لباس یا استعمال کی ہوئی چیزوں میں ان کے انوار و برکات ذخیرہ ہو جاتے ہیں اور ان انوار و برکات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کے وسیلے سے مانگی ہوئی دعاؤں کو قبول کرتے ہیں۔

حضرت اُم محمدؒ

حضرت ام محمدؒ شیخ ابو عبداللہ خفیفؒ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ بیٹے کے ساتھ سمندری راستے سے حج کو گئیں۔ شیخ ابو عبداللہؒ رمضان کے آخری عشرے میں بیداری کرتے اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔ حضرت اُم محمد گھر کے ایک کونے میں معتکف تھیں، دفعتاً

شب قدر کے انوار و تجلیات آپؒ پر ظاہر ہوئے۔ آپؒ نے بیٹے کو آواز دی:

''اے محمد! جو تم وہاں طلب کر رہے ہو یہاں موجود ہے۔''

شیخ عبداللہؒ تجلیات الٰہی سے معمور کمرے میں داخل ہوئے اور والدہ کے قدموں میں گر گئے۔

حکمت ودانائی

*نیک ماں انوار و تجلیات کا عکس ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔

*والدین کی شکر گزاری اور احسان مند ہونا سعادت اور نیک ہونے کی علامت ہے۔

بی بی اُم علیؒ

بی بی ام علیؒ تیسری صدی ہجری میں بہت بڑی عارفہ گزری ہیں، مشہور ولی اللہ شیخ احمد خضرویہؒ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ان کے والدین بہت مالدار تھے اور انہوں نے اپنی بیٹی کے لئے بے شمار دولت چھوڑی لیکن متوکل بیٹی نے اپنے عابد وزاہد شوہر کے ساتھ قناعت کی زندگی اختیار کی۔آپؒ کے در سے کوئی سوالی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا تھا۔آپ فرماتی تھیں:

’’کامرانی کے مستحق وہی لوگ جو بخیلی اور تنگ دلی جیسے جذبات سے اپنے دل کو پاک رکھتے ہیں۔اس بات کا شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا ہاتھ دینے والا بنایا ہے اور تم ان لوگوں میں شریک نہیں ہو جو محتاج اور نادار ہیں۔‘‘

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

’’قیامت کے دن جب کہیں سایہ نہیں ہوگا۔خدا اپنے اس بندے کو عرش کے نیچے رکھے گا جس نے انتہائی مخفی طریقوں سے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوگا، یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوگی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔‘‘

بی بی ام علیؒ حضرت بایزید بسطامیؒ اور شیخ ابو حفصؒ کی ہم عصر تھیں۔حضرت بایزیدؒ فرمایا کرتے تھے:

’’جو شخص تصوف کے میدان میں قدم رکھنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ اپنے اندر ام علیؒ جیسی صفات پیدا کرے۔‘‘

شیخ ابو حفصؒ کہتے ہیں کہ:

’’میں عورتوں کو حقیر سمجھتا تھا مگر جب ام علیؒ کی باتیں سنیں تو مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنی معرفت سے جسے چاہتا ہے نواز دیتا ہے۔اس میں مرد اور عورت کی کوئی تخصیص نہیں۔

حکمت ودانائی

*حاجت کا پورا نہ ہونا بے عزت ہونے سے بہتر ہے۔

*اللہ تعالیٰ نے بندوں پر انعامات کی بارش کی لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔

*جب بندے پر تکلیف یا پریشانی آتی ہے تو وہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دعائیں قبول کرتے ہیں، انہیں آرام پہنچاتے ہیں لیکن بندے یہی کہتے ہیں کہ یہ کام تو ہم نے اپنی عقل سے کیا ہے، پھر تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے اوپر پھر رحم فرماتا ہے اور بندے پھر بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ کام ہم نے اپنی محنت اور عقل سے کیا ہے۔

مریم بی اماںؒ

مریم بی اماںؒ نے باباتاج الدین اولیاءؒ سے بے پایاں فیض پایا ہے۔ باباتاج الدینؒ کے دربار میں آپؒ کو خصوصی مقام حاصل تھا۔ بابا تاج الدینؒ آپ کو اماں کہہ کر پکارتے اور نہایت شفقت و عنایت فرماتے تھے۔

مریم بی اماں صاحبہؒ جب پہلی بار باباتاج الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو بابا صاحبؒ کھڑے ہو گئے اور قریب آ کر فرمایا:

''ہم بہت دنوں سے تیرا انتظار کر رہے تھے۔''

یہ کہہ کر مریم بی اماںؒ کے دونوں ہاتھوں کی چوڑیاں توڑ دیں اور کہا:

''روزانہ آیا کر۔ غیر حاضری ہمیں منظور نہیں ہے۔''

ان دنوں باباتاج الدینؒ پاگل خانے میں تھے۔ مریم بی اماںؒ روزانہ حاضر ہوتیں اور پاگل خانے کے دروازے پر ایک مخصوص جگہ کھڑی ہو جاتیں۔ رفتہ رفتہ اماں پر اتنی محویت اور استغراق طاری ہوا کہ کھانے پینے اور وقت کا احساس ختم ہو گیا۔ اس حاضری میں ایک سال گزر گیا اور پھر باباتاج الدینؒ شکر درہ سے واکی تشریف لے گئے۔ مریم بی اماںؒ بھی واکی تشریف لے گئیں اور پاٹن وانگی میں قیام کیا۔ یہاں بھی روزانہ حاضری آپؒ کا معمول تھا۔ تقریباً ایک سال تک اسی طرح مریم بی اماںؒ کی تربیت ہوتی رہی بعد ازاں مریم بی اماںؒ کے لئے ایک جگہ مقرر کر دی گئی جہاں آپؒ رونق افروز ہوتیں۔ اس طرح واکی شریف میں ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن ہو گیا۔ اور باباتاج الدین کا فیض مریم بی اماںؒ کے ذریعہ جاری ہو گیا۔ باباصاحبؒ لوگوں کو مریم بی اماںؒ کے پاس جانے کا حکم دیتے اور لوگ بامراد لوٹتے تھے۔ لوگوں کا کہنا ہے جو بات حضرت باباتاج الدین اولیاءؒ فرماتے تھے وہی بات بی اماںؒ فرماتی تھیں۔ مریم بی اماںؒ کی قدر و منزلت کا یہ عالم تھا کہ باباتاج الدینؒ نے حکم دیا تھا کہ یہاں آنے سے پہلے اماں صاحبہ کی خدمت میں حاضری دی جائے۔ لاشمار لوگوں نے یہ عجیب بات بتائی کہ مریم اماںؒ کوئی ہدایت یا نسخہ لکھ کر دیتی تھیں تو وہ باباتاج الدینؒ کی تحریر سے مشابہ ہوتی تھی۔

مریم بی اماںؒ فرماتی ہیں کہ

''مرشد کریم نے برسوں کا راستہ دنوں میں طے کروادیا ہے اور سالہا سال مشقت کا کام آسان کر کر کے مجھ پر ولایت کا باب کھول دیا ہے۔''

ایک روز باباتاج الدینؒ نے مریم اماںؒ کو اپنے ساتھ لیا اور کنہاں ندی کے اطراف میں پہنچے۔ ایک ویران جگہ جو جنگلی جانوروں کی گزر گاہ تھی۔ وہاں آپؒ رک گئے اور مریم بی اماں کو حکم دیا یہاں بیٹھ جاؤ اور بلا اجازت نہ اٹھنا۔ مریم بی اماںؒ کچھ کہے سنے بغیر وہاں بیٹھ گئیں اور باباتاج الدینؒ واپس چلے گئے۔

مریم بی اماںؒ کو وہاں بیٹھے ہوئے ایک ہفتہ گزر گیا ادھر باباتاج الدینؒ کے خدام اور حاضرین یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ باباصاحبؒ نے ایک ہفتہ نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا۔ مریم بی اماںؒ کے ساتھ آپ بھی بھوکے پیاسے رہے۔

باباتاج الدینؒ کے حکم سے عوام اپنے مسائل کے لئے مریم اماں سے رجوع کرتے تھے۔ سورج نکلنے سے پہلے آنے والوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا اور رات گئے تک جاری رہتا تھا۔ مریم بی اماںؒ ہر آنے والے کا مسئلہ نہایت توجہ اور محبت کے ساتھ سنتیں اور مسئلے کا حل بتادیتی تھیں۔ حاضرین میں لاعلاج مریض بھی ہوتے تھے۔

ایک بار لوگ کسی مریضہ کو لائے جس کے ہاتھ پیر نیلے پڑ گئے تھے اور ہاتھ پیروں کی جان نکل گئی تھی۔ مریم اماںؒ نے مریضہ کو دیکھتے ہی فرمایا:

''بچی کے گردے ختم ہو گئے ہیں۔''

یہ کہہ کر انہوں نے اپنا انگوٹھا دونوں گردوں کے بیچ میں رکھ کر چابی کی طرح گھمایا اس عمل سے گردوں کا عمل دوبارہ شروع ہو گیا۔ مریضہ کے ٹھنڈے ہاتھ پیروں میں حرارت دوڑ گئی۔

کچھ ہندو ایک مریض کو چارپائی پر ڈال کر باباتاج الدینؒ کی خدمت میں لائے لیکن باباصاحبؒ اس وقت موجود نہ تھے۔ مریض کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جارہی تھی۔ کسی نے کہا۔ مریم اماںؒ کے پاس لے جاؤ۔ مریم اماںؒ کو بتایا گیا کہ مریض کو خون کا سرطان ہے۔ بمبئی کے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے۔ یہ سن کر آپؒ انہیں اور موت اور زیست کی کشمکش میں گرفتار مریض کے قریب پہنچ گئیں۔ مریض کی ماں نے آپؒ کو دیکھ کر دہائی دی، بھگوان کے لئے کرپا کرو میرا ایک ہی بچہ ہے۔ مریم بی اماںؒ نے اسے دلاسا دیا اور فضا میں ہاتھ بلند کرتے ہوئے کہا کہ سے نہیں تجربات سے سیکھتا ہے۔

حکمت و دانائی

*اگر دل کو یقین کا مقام حاصل ہو جائے تو اللہ مل جاتا ہے۔

*مقام حاصل کرنے کے لئے آزمائش ضرور ہوتی ہے، بالکل اس طرح جیسے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچتے وقت ٹیلوں سے گزرنا پڑتا ہے۔

*راہ سلوک کے سارے مسافروں کو ہوا کی طرح رہنا چاہئے، جو پھولوں میں سے گزرتی ہے اور جو کانٹوں سے بھی گزر جاتی ہے۔

*کائنات کی تمام حرکات اللہ کے حکم سے قائم ہے۔

*جو بندہ خالق کو جان لیتا ہے دنیا سے اس کی توقعات ختم ہو جاتی ہیں۔

*سب سے ترقی یافتہ دور نبی کریم ﷺ کا دور ہے۔

*بچوں اور بچیوں پر لازم ہے کہ وہ روحانی تعلیم کے ساتھ دنیاوی فنون میں بھی مہارت حاصل کریں۔

*عورت کو خالق کائنات اللہ نے تخلیق کا وسیلہ بنایا ہے۔

*ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر علم سیکھنا فرض ہے۔

*اپنے بچوں کو اچھے اساتذہ سے تعلیم دلوائیں۔

*بچپن میں ہی بچوں کی ذہنی صلاحیت اور افتاد طبیعت کا اندازہ لگا لینا چاہئے۔

بی اماں صاحبہؒ

بی اماں صاحبہؒ تاج اولیاء باباتاج الدین ناگپوریؒ کی فیض یافتہ تھیں۔ آپؒ کے والد مسجد کے پیش امام تھے، ان کی کوئی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ ان کی بیوی نے منت مانی کہ اگر اولاد زندہ رہ گئی تو وہ اسے تربیت کے لئے باباتاج الدینؒ کی خدمت میں پیش کر دیں گی۔ بی اماںؒ زندہ رہیں، کم عمری میں انہیں باباتاج الدینؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو باباصاحبؒ نے آپؒ کی پرورش اپنے ماموں عبدالرحمان صاحب کے سپرد کی۔ اماں صاحبہؒ بڑی ہوئیں تو ان کے رشتہ دار واپس چاندہ لے گئے اور شادی کر دی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد اماں صاحبہؒ پر جذب کی کیفیت طاری رہنے لگی۔ ان کی حالت دیکھتے ہوئے باباتاج الدینؒ کی خدمت میں دوبارہ پیش کیا گیا کچھ عرصہ بابا تاج الدینؒ کی خدمت میں رہیں تو جذب ختم ہو گیا۔

بی اماںؒ صاحبہ نے راجورہ میں قیام کیا اور اسی مقام سے آپؒ کا فیض جاری ہوا۔

ایک بار سلسلہ چشتیہ کے بزرگ جو اماں صاحبہؒ سے فیض یافتہ تھے۔ باباتاج الدینؒ کی خدمت میں آئے اور اپنا ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا:

”میں نے دیکھا نور کا ایک ہالہ ہے جس کے درمیان بی اماں صاحبہؒ استغراق کے عالم میں سر جھکائے بیٹھی ہیں اور ان کی پیشانی سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔“

باباتاج الدینؒ نے ارشاد فرمایا:

”بی اماںؒ پر اللہ کا خصوصی کرم ہے، ہم اس مائی کو عبدالرحمٰن کا لقب دیتے ہیں۔ اس کے ذریعے رحمانی طرز فکر کا فیض جاری ہو گا۔“

ایک بار اماں صاحبہؒ نے بلند آواز میں فرمایا:

”میں ہوں تیری بہن، میں آرہی ہوں۔“

یہ جملے آپ نے تین بار دہرائے اور جنگل کی طرف چل پڑیں۔ آپؒ کو جاتا دیکھ کر عقیدت مند بھی ساتھ ہو گئے۔ رات کو وقت تھا ہر طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ شہر کے باہر ایک جگہ آپؒ لمحہ بھر کے لئے رکیں اور پھر ایک طرف چلنے لگیں۔ ایک جگہ پہنچ کر

رک گئیں جہاں ایک کوڑھ زدہ مریض پڑا تھا۔ پھوڑوں سے ناقابل برداشت بو اٹھ رہی تھی۔ رشتہ دار تنگ آکر اسے ویرانے میں چھوڑ آئے تھے۔ بی اماں صاحبہؒ نے مریض کے قریب پہنچ کر کہا:

''میں آگئی ہوں تیری بہن۔ تو میرا بھائی ہے۔''

یہ کہہ کر آپؒ نے اپنا دوپٹہ اس کے اوپر ڈال دیا اور کہا کہ اسے اتار نامت۔ کچھ دیر کے بعد مریض سو گیا۔ اماں صاحبہؒ اس کے سرہانے بیٹھی رہیں، حضرت فرید الدین تاجیؒ جو اس وقت وہاں موجود تھے کہتے ہیں کہ

''صبح سویرے اماں جیؒ نے اپنا دوپٹہ کھینچا تو ہم نے دیکھا کہ

کوڑھ کا مرض ختم ہو چکا تھا۔''

بی اماں صاحبہؒ کو باغبانی کا بہت شوق تھا۔ اس لئے آپ کے عقیدت مند نایاب پھولوں کے گلدستے پیش کرتے تھے۔ ان گلدستوں کو اماں صاحبہؒ نہایت محبت سے ہاتھ میں لے کر پھولوں کو پیار کرتی تھیں جیسے کہ کوئی ماں بچہ کو پیار کرتی ہے۔ کمرے میں رکھے ہوئے گلدستے کئی مہینوں تک تروتازہ رہتے تھے اور ان سے بھینی بھینی خوشبو آتی رہتی تھی۔ اس کی وجہ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا:

''میری توجہ حیات بن کر ان کے اندر گردش کرتی ہے اور کبھی کبھی تو یہ پھول خوش ہو کر اتنی کلکاریاں مارتے ہیں کہ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ بس اب خاموش ہو جاؤ۔''

حکمت و دانائی

*دوسروں کے کام آنا اور ان کی مدد کرنا انسانیت کی معراج ہے۔

*اللہ کی مخلوق کی خدمت کا سچا اور مخلصانہ جذبہ انسان کے اندر محبت، اخوت اور مساوات کو جنم دیتا ہے۔

*جھکنے میں عظمت ہے۔

*سکون کے لئے ضروری ہے کہ انسان کے اندر استغنا ہو۔

*تسخیر کائنات اور جنت کی زندگی نوع انسانی کا ورثہ ہے۔

*فعل و عمل میں اپنی ذات کو اولیت دینے سے جو خول وجود میں آتا ہے وہ انسان کا رشتہ لازمانیت اور لامکانیت سے منقطع کر دیتا ہے۔

*قوت ارادی سے دنیا انسان کے سامنے سرنگوں ہو جاتی ہے۔

*مردہ آدمی اکڑتا ہے زندہ آدمی جھکتا ہے۔

*جھکنا عبادت ہے اور اکڑنا موت ہے۔

سکّو بائیؒ

جس زمانے میں حضرت باباتاج الدین ناگپوریؒ شکر درہ میں رونق افروز تھے۔ ان کی خدمت میں گلاب نامی ایک بنجارہ آیا اور عرض کیا حضرت میں دونوں آنکھوں سے معذور ہو گیا، کوئی کام نہیں کر سکتا، سخت مشکل میں ہوں۔

باباتاج الدینؒ نے فرمایا:

''تیرے گاؤں میں چراغ ہے اور تو روشنی کے لئے یہاں آیا ہے۔''

گلاب اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اسے اپنی آنکھوں پر کسی کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا لگتا تھا کہ کوئی اس کی آنکھوں پر انگلیاں پھیر رہا ہے، اندھی آنکھ روشن ہو گئی، دیکھا کہ سکو بائیؒ سامنے کھڑی ہیں۔

سکو بائیؒ کے پیدائش کے وقت خزاں کا موسم تھا لیکن لوگوں نے دیکھا کہ درختوں میں نئی کونپلیں پھوٹ رہی ہیں۔ ان کونپلوں کی خوشبو سے آنگن مہکنے لگا اور نہایت خوبصورت اور خوش الحان پرندے آکر درختوں پر بیٹھنے لگے، ان کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد یہ سلسلہ ختم ہو گیا اور موسم بہار پھر موسم خزاں میں تبدیل ہو گیا۔

جب سکو بائیؒ چالیس سال کی ہوئیں تو باباتاج الدینؒ نے ان کو ہندوستان کے شہر وردھا میں قیام کا حکم دیا، تعمیل حکم میں آپؒ مختصر سامان لے کر ریل میں بیٹھ کر وردھا پہنچ گئیں۔ دوران سفر انہوں نے دیکھا کہ ہر طرف سبزہ ہے، خوبصورت درخت اور پھولوں سے لدی ہوئی بیلیں ہیں، رنگ برنگے پھولوں میں سے رنگ رنگ روشنیاں پھوٹ رہی ہیں، ستاروں سے جگ مگ کرتے آسمان پر نور کا جھماکا ہوا اس نورانی فضا میں سے آواز آئی:

''کیا میں تیرا رب نہیں ہوں؟''

سکو بائیؒ پر لرزہ طاری ہو گیا، روتے ہوئے سجدہ میں گر گئیں اور کہا:

''بے شک آپ ہی میرے رب ہیں۔''

آواز آئی:

"اے سعادت ازلی سے سرفراز روح! میں تجھ سے راضی ہوں، جس طرح میں اپنی مخلوق پر مہربان ہوں تو بھی ان کے دکھوں کا علاج کر،ان کے زخم پر محبت کا مرہم لگا۔"

ایک صاحب انتہائی پریشانی کے عالم میں آپؒ کے پاس آئے اور عرض کیا۔ میری بیوی امید سے ہے۔ڈاکٹر کہتے ہیں کہ زچہ بچہ کی زندگی خطرے میں ہے، سکو بائی یہ سنتے ہی جلال میں آگئیں اور فرمایا۔

"اللہ کی قسم اللہ تیری بیوی کو بھی زندہ رکھے گا اور تیرا بچہ بھی زندہ رہے گا، جوان ہو کر لائق فائق ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی اور بخیر وعافیت نارمل ڈلیوری ہوئی، جوان ہو کر بچہ لائق فائق ہوا۔

شہر وردھا سخت خشک سالی کی لپیٹ میں آگیا۔ کھلیان ویران ہو گئے، مویشی مرنے لگے، جو بچ گئے وہ ہڈیوں کا پنجر بن گئے، غلہ کی کم یابی سے بھوک نے ڈیرے جما لئے، جب کوئی تدبیر کامیاب نہ ہوئی تو پریشان حال لوگ سکو بائیؒ کے پاس حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی، سکو بائیؒ نے فرمایا:

"ہاں۔ پانی کم ہے لیکن اللہ رحیم وکریم ہے۔"

یہ کہہ کر انہوں نے اپنے پیالے سے چلو میں پانی لیا اور زمین پر چھڑک دیا اور کہا:

"یہ بارش ہے۔"

اور پھر کچھ دیر کے لئے آنکھیں بند کر لیں، زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ بھیگی ہواؤں کے جھونکے آنے لگے، آسمان پر بادل چھا گئے، گھن گرج کے ساتھ ایسی موسلا دھار بارش ہوئی کہ جل تھل ایک ہو گئے۔

حکمت ودانائی

*امیدیں اتنی رکھنی چاہئیں جو آسانی سے پوری ہو جائیں۔

*پیدل چلنا بقائے صحت کا راز ہے۔

*اتنا غصہ نہ کرو کہ وہ تمہیں کھا جائے۔

*شرافت پگڑی میں نہیں سیرت میں ہے۔

*آرائشی لباس سے آرام دہ لباس بہتر ہے۔

*بھوکے کو کھانا کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا انسانی صفت ہے۔

*جو نصیحت نہیں سنتا وہ ملامت سننے کا عادی ہو جاتا ہے۔

*توبہ کرنا کمال نہیں، توبہ پر قائم رہنا کمال ہے۔

*گناہوں سے پاک انسان بہادر ہوتے ہیں۔

*کم بولنا عقل مند ہونے کی علامت ہے۔

*فقیر کی بخشش سب پر عام ہوتی ہے۔

*دنیا میں سب سے قیمتی چیز عزت ہے۔

*لالچ ایک جال ہے جس میں آدمی پھنس جاتا ہے۔

*لالچ ایک جال ہے جس میں آدمی پھنس جاتا ہے۔

*پہاڑ سے گر کر آدمی اٹھ سکتا ہے لیکن ذلت میں گرا ہوا انسان زمین میں دھنستا چلا جاتا ہے۔

*جو بات پوری نہیں کر سکتے اسے زبان پر نہ لاؤ۔

*گزرگاہوں پر نہ بیٹھو یہ غیر اخلاقی بات ہے۔

*بہترین کام وہ ہے جو اعتدال میں کیا جائے۔

*جاہل اپنی خامیاں خود بیان کرتا ہے اور دانش منداسے آخری موقع تک چھپائے رکھتا ہے۔

*سلام کرنے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

عاقل بی بیؒ

قصبہ پاکپتن کے قریب ایک بستی خوئرہ میں عاقل بی بیؒ رہتی تھیں ان کے والد میاں کمال کھیتی باڑی کرتے تھے۔بی بی عاقلؒ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ وہ ایک روز اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیت میں کھیل رہی تھیں۔ایک گدڑی پوش فقیر وہاں سے گزرے بی بی صاحبہؒ کو دیکھتے ہی رک گئے اور دیر تک سبحان اللہ، سبحان اللہ کہتے رہے۔

حضرت شیخ فتح دریاؒ ایک صاحب کمال بزرگ تھے۔ایک دفعہ وہ بستی خوئرہ سے گزرے شیخ کمال کے ہاں مہمان ٹھہرے۔انہوں نے جب بی بی عاقلؒ کو دیکھا تو دیر تک گم سم رہے اور جب محویت ٹوٹی تو فرمایا:

''یہ اللہ کی دوست اور فقیر ہے اور اس کے پہلو سے ایک سعید روح دنیا میں آئے گی۔''

حضرت بی بی عاقلؒ کو ایک مرتبہ خواب میں ماضی کے مناظر نظر آئے۔جوانی، لڑکپن، بچپن اور پھر شکم مادر میں خود کو دیکھا۔ بی بی عاقلؒ کی شادی ہندال خاندان کے ایک رئیس سے ہوئی، ہندال خاندان کا شجرہ نسب ایران کے بادشاہ نوشیرواں عادل سے ملتا ہے۔ہندال خاندان میں ایک بہادر اور خدا ترس آدمی گڈن تھا۔

علاقہ بیکانیر کے ایک غیر مسلم تشدد پسند گروہ نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا۔یہ گروہ لوٹ مار اور قتل وغارت کر کے روپوش ہو جاتا تھا۔اس گروہ کو روکنے والا کوئی بھی نہیں تھا۔ایک دن تباہ حال بستیوں کے لوگ رئیس گڈن کے پاس پہنچے اور روتے ہوئے اپنی تباہی کی داستان سنائی۔گڈن نے لوگوں کو جمع کر کے ایک لشکر تیار کیا اور انہیں تلوار اور نیزے فراہم کئے۔گڈن نے خود لشکر کی قیادت کی اور ظالم گروہ پر حملہ کر دیا۔سخت لڑائی ہوئی۔گڈن نے کمال شجاعت کا مظاہرہ کیا۔دوران لڑائی تلوار کا ایک وار گڈن کی گردن پر پڑا اور سر تن سے جدا ہو گیا۔لیکن لوگوں نے انتہائی حیرت سے یہ منظر دیکھا کہ بغیر سر کا دھڑ بہت دور تک دشمنوں کا پیچھا کرتا رہا۔آخر دور جا کر ایک جگہ زمین بوس ہو گیا۔امیر لشکر کی بہادری سے بالآخر مسلمان فتح یاب ہوئے۔لوگوں نے جائے شہادت پر گڈن کا مزار تعمیر کیا جو آج بھی مرجع خلائق ہے۔بی بی عاقل اسی خاندان کے فرد بندل خان سے رشتہ ازدواج سے منسلک ہوئیں۔شادی کے کچھ عرصے بعد کمالیہ کے ایک زبرگ میاں احمد عاقل بی بیؒ کے گھر تشریف لائے۔بی بی صاحبہؒ سلام کے لئے حاضر ہوئیں تو میاں احمد تعظیماً کھڑے ہوئے۔حاضرین سخت متعجب ہوئے۔بی بی صاحبہؒ نے کہا:

''آپ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اس عاجز بندی کو کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔''

میاں احمد صاحب نے فرمایا:

''بیٹی میں تو اس مہر منور کی تعظیم میں کھڑا ہوں جس کا نور تمہارے اندر چمک رہا ہے جو زمانے کا قطب ہو گا۔ کچھ عرصے کے بعد لوگوں کو یہ خوشخبری ملی کہ اللہ نے عاقل بی بی کو ایک فرزند عطا فرمایا ہے۔''

حکمت و دانائی

*آدمی صرف اس وقت مغلوب ہوتا ہے جب وہ خود کو شکست خوردہ سمجھ لیتا ہے۔

*اصل عزت وہی ہے جو اپنی ہمت و کوشش سے حاصل ہو۔

*راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دینا نیکی ہے۔

*نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے۔

*مخاطب کو اچھی طرح بلانا بھی محبت ہے۔

*تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے اور بری گفتار سے روح گھائل ہو جاتی ہے۔

*بے ہودہ بات میں ہاں میں ہاں ملانا منافقت ہے۔

*اچھے اعمال سے عقل میں نکھار پیدا ہو جاتا ہے۔

*کم گو آدمی زیادہ اچھی باتیں کرتا ہے۔

*الفاظ کی بہ نسبت لہجے کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

*عیاری چھوٹی چادر کی طرح ہے سر چھپاؤ تو پیر ننگے ہو جاتے ہیں۔

*دوستی کو اگر مضبوط بنانا ہے تو تحائف کا تبادلہ کیجئے۔

*تمام رات عبادت کرنے سے اگر پڑوسی تنگ ہوتا ہے تو یہ عبادت نہیں ہے۔

*حکمت عملی قوت بازو سے زیادہ کام آتی ہے۔

*علم کی روشنی میں رات نہیں ہوتی۔

*بروں کی ہم نشینی سے تنہائی بہتر ہے۔

*قبر کو روشن رکھنے کے لئے حضور اکرم ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجئے۔

*فقراء کی خدمت بہت بڑی سعادت ہے۔

بی بی تاریؒ

بی بی تاریؒ کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لطف و عنایت کا سلسلہ شروع ہوا تو ادب و احترام میں آپؒ سیدھی نہیں لیٹتی تھیں۔ ٹانگیں سمیٹ کر سوتی تھیں۔ غذا بہت کم استعمال کرتی تھیں تاکہ نفس موٹانہ ہو، حاجت مندوں کی مدد کرتی تھیں۔

دونوں ہاتھ فضا میں بلند کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کرتی تھیں:

"یاالٰہی! یہ سب تیری مخلوق ہیں، سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور بخش دے تو، تو سب سے بڑا معاف کرنے والا ہے۔"
مستجاب الدعوات ولیہ تھیں۔

حکمت و دانائی

*نیکی ایک چراغ ہے جس سے انسانیت روشن ہوتی ہے۔

*امیروں، سرداروں، وڈیروں اور بادشاہوں کی قربت آنکھوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

*روحانی علوم سیکھ کر حقائق کا ادراک ہو جاتا ہے۔

*اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی تقدیر پر راضی رہنا ہزاروں مقبول کاموں سے افضل ہے۔

*والدین کی خدمت عبادت ہے۔

*توبہ کے وقت اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کے آنسو بے حد پسند ہیں۔

*ہر انسان کے اندر دو دو حواس کام کرتے ہیں۔ ظاہری حواس۔ باطنی حواس۔ تصوف ایک مکتبہ فکر ہے جس میں داخل ہو کر انسان باطنی حواس سے واقف ہو جاتا ہے۔

مائی نوریؒ

مائی نوریؒ غیر مسلم خاتون تھیں، حضرت بو علی شاہ قلندرؒ کی بڑی عقیدت مند تھیں۔ آپؒ نے عشق میں گھر بار، عزیز وا قارب کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کر لیا۔ اکثر خواب میں حضرت بو علی شاہ قلندرؒ کی زیارت ہوتی تھی۔ جب عشق اور لگن بڑھی تو خواہش ہوئی کہ قلندر صاحب خواب کے بجائے بیداری میں نظر آئیں۔ قلندر صاحب نے بشارت دی کہ ناگپور چلی آؤ۔

مائی صاحبہؒ ناگپور پہنچ گئیں۔ حضرت باباتاج الدینؒ نے مائی نوری کے پہنچنے سے پہلے حاضرین سے فرمایا:

"چلو رے ہماری جوگن آرہی ہے۔"

حضرت باباتاج الدینؒ اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے اور کچھ فاصلے پر رک گئے۔ مائی صاحبہؒ اسٹیشن سے روانہ ہوئیں۔ جیسے ہی باباتاج الدینؒ پر نظر پڑی وہیں سے جھکتی ہوئی خدمت میں پہنچی، مائی نوریؒ بالکل نورانی ہو گئی تھیں اور سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھیں۔

وصال کے بعد مائی نوریؒ کو کراچی کے ایک بہت بڑے بزرگ حضرت عبداللہ شاہ غازیؒ کے قریب جگہ ملی۔

حکمت ودانائی

*ہر انسان اپنی سیرت سے پہچانا جاتا ہے، سیرت کی جڑیں اخلاقی قدروں سے نشوونما پاتی ہیں۔

*انسان کے دل میں شخصی تعمیر کا عزم ہو تو عمارت خود بخود کھڑی ہو جاتی ہے۔

*جب انسان باطنی حواس کا ادراک کر لیتا ہے تو خواب اور بیداری دونوں حالتیں اس کے لئے یکساں ہو جاتی ہیں۔

*اللہ والے یا اللہ والی کی پہچان یہ ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے سے دل اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

بی بی معروفہؒ

بی بی معروفہؒ کا دل دنیا سے اچاٹ ہوا تو جنگل میں نکل گئیں، شیر اور دوسرے خطرناک جانور آپؒ کی خدمت میں حاضر باش رہتے تھے۔ایک مرتبہ ایک شخص آپؒ کی خدمت میں آیا اور سانپ کو دیکھ کر ڈر گیا۔آپؒ نے فرمایا:

’’کوئی شخص حقیقت کے آسمان تک نہیں پہنچتا جب تک زمین کی کسی بھی چیز سے ڈرتا ہے۔‘‘

پھر فرمایا:

’’حالت درست کرنے کے لئے چار چیزیں درکار ہیں۔بھوک پر کنٹرول، درویشی کی صفات، قناعت اور عزت و ذلت دینے کا مالک اللہ کو سمجھنا۔‘‘

ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ آسمان پر آپ کی ملاقات حضرت اسماءؓ اور دیگر معزز خواتین سے ہوئی۔اذان کی آواز سن کر سب نے نماز قائم کی۔امامت حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کرائی۔نماز ادا کرنے کے بعد کھانا کھلایا اور پھر ایک باغ میں چلی گئیں۔ایک خاتون نہایت سریلی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں، پھر آسمان سے ایک خاتون آئیں اور انہیں عرش معلیٰ پر لے گئیں۔

ضعیف ہونے کی وجہ سے عصا لے کر چلتی تھیں۔ایک شخص نے دیکھا کہ ایک ضعیف خاتون ہاتھ میں لاٹھی لئے ہوئے ہیں،اس کو خیال آیا کہ شاید یہ خاتون قافلے سے پیچھے رہ گئی ہیں۔اس نے کچھ دینے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا، آپ نے اس کا ہاتھ ہوا میں اچھال دیا، مٹھی بند کر کے ہاتھ کھولا تو ہتھیلی پر سونے کا سکہ رکھا تھا،فرمایا:

’’تم جیب سے لیتے ہو میں غیب سے لیتی ہوں۔‘‘

پھر فرمایا:

’’خدا کے سوا کوئی مددگار نہیں، رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی رہبر نہیں۔تقویٰ کے سوا کوئی زادِ راہ نہیں۔‘‘

اور یہ آیت پڑھی:

"ان اللہ مع الصابرین"

حکمت ودانائی

*شکم سیری آفتوں کی جڑ ہے۔

*خدا کے سوا کوئی مددگار نہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سوا کوئی رہبر نہیں۔ تقویٰ کے سوا کوئی زادراہ نہیں، صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہے۔

*دنیادار جیب سے لیتا ہے۔ اللہ کا فقیر غیب سے لیتا ہے۔

*اللہ کے دوست آسمانوں کی سیر کرتے ہیں اور عرش پر اللہ کا دیدار کرتے ہیں۔

بی بی دمنؒ

بی بی دمنؒ پابند صوم وصلوٰۃ، نیک سیرت وبلند کردار خاتون تھیں۔ بار گاہ ایزدی میں ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔

ایک مرتبہ کنویں میں بچہ گر گیا۔ گھر میں کوئی نکالنے والا نہیں تھا۔ اس کی ماں آپؒ کے پاس آئی اور روتے ہوئے کہا۔

''میرے بچے کو بچا لیجئے۔''

آپؒ نے کہا:

''اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھو وہی پالن ہار ہے۔''

کافی دیر بعد بچے کو کنویں سے باہر نکالا گیا، پیٹ سے پانی نکالا گیا تو اس کی طبیعت سنبھل گئی۔ بچے کو جب ہوش آیا تو اس سے پوچھا کہ تم کنویں میں کیسے گرے تھے؟

بچے نے کہا۔ یہ تو مجھے یاد نہیں لیکن کنویں میں ایک اماں جی مجھے گود میں لئے بیٹھی رہیں۔

ماں جب بچے کو لے کر بی بی دمنؒ کے پاس پہنچی تو بچہ زور زور سے کہنے لگا۔

''یہی وہ اماں جی ہیں۔''

حکمت و دانائی

*اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کو اپنا مقصد بنالیں اور جس طرح بھی ممکن ہو آدم و حوا کے رشتے سے اپنے بہن بھائیوں کی خدمت کریں۔

*روحانی ترقی اور اللہ کی محبت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ مخلوق کی خدمت ہے۔

بی بی حفصہؒ

بی بی حفصہؒ کے چہرے کو عبادت و ریاضت نے پر کشش اور پر نور بنا دیا تھا۔ درویشوں اور ولیوں کی بڑی عقیدت مند تھیں۔ مرشد کامل کی تلاش میں برسوں سر گرداں پھریں، مطالعہ کی شوقین تھیں، تصوف اور مذہب پر کتابوں کا مطالعہ کرتی تھیں۔ اولیاءاللہ کے تذکرے اور قدسی نفس حضرات و خواتین کے قصے تسکین کا باعث ہوتے تھے۔

مرشد کامل کی تلاش کامیاب رہی اور آخر کار انہیں ایک درویش مل گئے، آپؒ کو ان سے بڑی عقیدت ہو گئی اور درویش بھی آپؒ کا بے حد خیال رکھتے تھے۔ آپؒ فرماتی تھیں:

''وسائل کی کمی، جنگ و جدل، ظلم و ستم، فتنہ و فساد، بربریت، قدرتی عذاب دنیا سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جانے کی ہیبت یا روز روز کے بڑھتے ہوئے سماجی اور سیاسی مسائل اس لئے ہیں کہ انسان کا عقیدہ کمزور ہے۔ اللہ سے وہ تعلق قائم نہیں رہا۔ جو فی الحقیقت ہونا چاہئے۔ تعلق باللہ ہی صراط مستقیم ہے جو یقیناً کامیابی کی راہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اور تم پر جو مصائب آتے ہیں وہ تمہارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہیں اور اللہ تو بہت خطاؤں سے در گزر کرتا ہے۔'' (سورۃ الشوریٰ)

''اور تم سب مل کر خدا کی طرف پلٹو۔ اے مومنو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

اپنے اعمال کی ہیبت ناک دلدل اور اپنے ہی ہاتھوں سے بنائے ہوئے شکنجوں میں جب قوم یا فرد گرفتار ہو جاتا ہے تو مصائب و آلام سے نگل لیتے ہیں اور جب وہ نادم ہو کر اپنی خطاؤں کا اعتراف کرتا ہے اور اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے تو اللہ میاں خوش ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف پلٹنے کو قرآن پاک کی زبان میں ''توجہ'' کہا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا در اصل متوجہ ہونا ہے، یہی عمل تمام مصائب کا حل ہے اور ہر قسم کے خوف و غم سے محفوظ رہنے کا حقیقی علاج ہے۔

حکمت و دانائی

*اپنی زندگی کو عشق و وفا کی چلتی پھرتی تصویر اور نمونہ بنا دو بلاشبہ ایسے افراد کو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کی صف میں شامل کر لیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے ان مخصوص بندوں کا ایک سلسلہ ہے جس میں شامل ہونے کے بعد انسان کا دل، دماغ اور نفس مطمئن ہو جاتا ہے،اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں پر اپنے فضل و کرم سے اپنی رحمتوں، برکتوں اور انوار و تجلیات کی بارش برساتا ہے۔

*جب بندہ اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی توفیق طلب کرتا ہے تو اسے بھلائی کی توفیق مل جاتی ہے۔

*عبادت سے چہرہ پر کشش اور پر نور ہو جاتا ہے۔

*اپنی زندگی کو دوسروں کے لئے عشق وفا کی تصویر بنا دینا ہی اخلاص ہے۔

*اللہ ہر قسم کے احتیاج سے مبرا ہے اور مخلوق ہر حال میں اللہ کی محتاج ہے۔

*نیکی کا ڈھنڈورا نہ پیٹو بری باتوں سے بچنے کی تدبیر کرو۔

*چھوٹے بچوں کو غور سے دیکھو روشنی نظر آئے گی۔

*بڑے جب بچوں کو دیکھتے ہیں تو بچوں میں ان کو اپنا بچپن نظر آتا ہے۔

*ہر عمر رسیدہ آدمی ماضی کی دستاویز ہے۔

بی بی حفصہؒ بنت شریں

بی بی حفصہؒ حضرت خواجہ محمد شیریںؒ کی ہمشیرہ تھیں جس طرح خواجہ محمد شیریںؒ کا شمار اپنے دور کے مشہور اولیاءاللہ میں ہوتا ہے اسی طرح بی بی حفصہؒ بھی اپنے زمانے کی عارفات کاملہ میں شمار ہوتی ہیں۔ نہایت عابدہ اور زاہدہ تھیں۔ آپؒ فرماتی تھیں:

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ ربط قائم ہو جانے سے انسان کا دل مطمئن ہو جاتا ہے اور اس کے اوپر سکون کی بارش برستی رہتی ہے، روحانیت میں قیام صلوٰۃ کا مفہوم یہ ہے کہ ہر حال میں اور ہر قال میں اللہ سے تعلق قائم رکھا جائے۔ بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ اس کے حضور سجدہ کرتا ہے۔''

ایک مرتبہ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی:

''میں اپنے شوہر کو بہت چاہتی ہوں اس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتی ہوں مگر وہ مجھ سے ہمیشہ بدگمان رہتا ہے۔''

آپ نے ایک الائچی پر کچھ پڑھ کر دم کیا اور کہا:

''یہ الائچی اپنے شوہر کو کھلا دو۔''

الائچی کھانے کے بعد شوہر بیوی کا زن مرید ہو گیا۔

بتایا جاتا ہے کہ رات کو جب چراغ بجھ جاتا تھا تب بھی گھر میں روشنی رہتی تھی۔

حکمت و دانائی

*ماں کی گود بچوں کی صحیح تربیت گاہ ہے۔

*ماں کے دل میں اگر اللہ کی عظمت ہو تو بچوں کا خود بخود اللہ سے تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

*سائل کو کبھی جھڑکو نہیں، گھر میں مسافر آجائے تو اسے عزت و احترام سے کھانا کھلانا چاہئے۔

*کھانے پینے کی چیزیں رات کے وقت خاص طور پر ڈھانپ کر رکھنی چاہیئے۔

*کھانا ہمیشہ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھ کر کھانا چاہیئے۔

*اچھی بیوی گھر کو جنت بنا دیتی ہے۔

*ماں کی دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔

بی بی غریب نوازؒ (مائی لاڈو)

آپؒ کا نام لاڈو تھا۔ عوام انہیں بی بی غریب نوازؒ کہتے تھے۔ مولانا سعید الدین رضوی کی صاحبزادی تھیں جن کا شجرہ نسب حضرت امام موسیٰ رضا تک پہنچتا ہے۔

رہائش دہلی میں تھی بعد میں بریلی تشریف لے گئیں۔ بی بی غریب نوازؒ سلسلہ قادریہ میں شیخ محی الدین ریاسنائیؒ سے بیعت تھیں۔ آپؒ کی رسائی حضرت فاطمہؓ کے دربار میں تھی۔ اسی نسبت سے آپؒ نے بحالت مراقبہ اپنے بیٹے شاہ نیاز بے نیاز کو چار ماہ کی عمر میں جناب سیدہؓ کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضرت فاطمہ زہرہؓ نے حضرت نیاز بے نیازؒ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا:

"یہ ہمارا بچہ ہے۔"

حضرت نیاز بے نیازؒ فرماتے ہیں:

"ایک روز بی بی غریب نوازؒ نے مجھے طلب فرمایا۔ جب میں حاضر ہوا تو اپنا ہاتھ میرے سامنے کرتے ہوئے فرمایا۔ "دیکھ یہ کیا ہے؟"

میں نے عرض کیا:

"آپ کا ہاتھ ہے۔"

آپؒ نے پھر کہا:

"دیکھ یہ کیا ہے؟"

میں نے وہی جواب دہرایا۔ تیسری مرتبہ نہایت تیز لہجے میں فرمایا:

"غور سے دیکھ یہ کیا ہے؟"

میں نے دیکھا کہ بی بی غریب نوازؒ کے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں مشعل کی طرح روشن ہیں۔

ایک روز بی بی غریب نوازؒ مراقبہ میں تھیں کہ ایک کالا سانپ نکل آیا۔ شور ہونے پر بی بی صاحبہؒ نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو سانپ رک گیا۔ آپؒ نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''لا الہ الا اللہ'' سانپ نے سر اٹھایا اور پھر زمین پر رکھ دیا۔ بی بی صاحبہؒ نے انگلی کی جنبش سے اتنی ضربیں لگائیں کہ سانپ میں ہلنے کی طاقت نہیں رہی۔ ایک خادمہ نے سانپ کو اٹھا کر دروازے کے باہر رکھ دیا اور کہا کہ خبردار آئندہ گھر میں نہ آنا۔ عرصہ تک بارش نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ لوگوں نے یہ بتائی کہ دریا کے کنارے ایک مجذوب شکستہ جھونپڑی میں رہتے ہیں۔ جب آسمان پر ابر اٹھتا ہے تو وہ ڈنڈا لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بادشاہ وقت نے کئی بزرگوں سے رجوع کیا۔ انہوں نے باری باری مجذوب کو سمجھایا لیکن وہ ہر دفعہ یہی کہتے تھے کہ ہم نہیں برسنے دینگے، ہماری جھونپڑی بہہ جائے گی۔

لوگوں نے بی بی سے درخواست کی کہ وہ مجذوب کو سمجھائیں، بی بی نے کہا کہ جب اس نے مردوں کا کہنا نہیں مانا تو مجھ عورت کے کہنے کا اس پر کیا اثر ہو گا؟ بالآخر انہوں نے اپنی دوست بی بی نورن کو بلایا اور کہا کہ تم مجذوب کے پاس جا کر عاجزی سے کہو کہ مخلوق خدا پریشان ہو رہی ہے۔ آپ ایسا نہ کریں۔ بی بی نورین نے کہا۔ اگر انہوں نے میری بات نہ مانی تو پھر بی بی غریب نوازؒ نے کہا کہ تم ان کے قدموں میں سر رکھ کر التجا کرنا۔ بی بی نورن چند قدم چلیں اور واپس آکر کہا کہ اگر اس پر بھی وہ نہ مانے تو کیا کروں؟ بی بی غریب نوازؒ نے کہا کہ ان سے کہنا کہ اگر کسی دوسرے نے برسا دیا تو ان کی بات کچی ہو جائے گی۔ اگر وہ پھر بھی نہ مانیں تو بارش برسا دینا میری دعائیں تیرے ساتھ ہیں۔

بی بی نورن مجذوب کی خدمت میں پہنچیں اور جس طرح بی بی غریب نوازؒ نے حکم دیا تھا اس کے مطابق درخواست کی لیکن مجذوب نہ مانے۔ انہوں نے مجذوب کے قدموں میں سر رکھ دیا لیکن مجذوب پھر بھی نہ مانے آخر میں بی بی نورن نے کہا کہ اگر کسی اور نے برسا دیا تو آپ کی کیا بات رہے گی؟

مجذوب نے غصے میں کہا کہ تو پھر تو برسا دے۔ یہ سن کر بی بی نورن ڈولی میں سوار ہو کر جمنا کے کنارے پہنچیں اور لوگوں سے کہا:

''میری چادر شامیانے کی طرح تانو۔''

جب چادر شامیانہ بن گیا تو وہ ڈولی سے اتر کر نیچے مراقبہ میں بیٹھ گئیں۔ آدھے گھنٹے کے بعد آسمان پر بادل چھانے شروع ہو گئے۔ مجذوب نے ڈنڈا اٹھا کر گھمایا، لیکن ڈنڈا گھمانے کے باوجود بادل قائم رہے۔ یہاں تک کہ آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھک گیا اور پانی برسنے لگا۔ اتنی بارش ہوئی کہ دریائے جمنا میں طغیانی آگئی۔ بی بی نورن ڈولی میں سوار ہو کر مجذوب صاحب کے پاس گئیں جب ڈولی

مجذوب کی جھونپڑی کے پاس پہنچیں تو لوگوں نے دیکھا کہ بارش کا کوئی قطرہ مجذوب کی جھونپڑی پر نہیں گراتھا۔آس پاس کی زمین خشک تھی۔بی بی نورن نے مجذوب صاحب سے معذرت کی اور گھر چلی گئیں۔

حکمت ودانائی

*اللہ کے کام نرالے ہیں جس سے جو چاہے کام لے لیتے ہیں۔

*غیر معمولی طاقت اس کو ملتی ہے جو اس کا موزوں استعمال جانتا ہے۔

*اللہ کے دوست ہمیشہ خوش رہتے ہیں اور دوسروں کو خوش رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

*حقیقت ایک ہوتی ہے ہزاروں لاکھوں نہیں۔

*حقیقت میں تغیر نہیں ہوتا۔

*اللہ کے علاوہ ہر چیز فانی ہے۔

بی بی یمامہ بتولؒ

حضرت بی بی بتولؒ حافظ قرآن تھیں گھر میں بچیوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتی تھیں۔ معنی و مفہوم پر خود بھی تفکر کرتیں اور بچیوں کو بھی قرآن کا مفہوم سمجھاتی تھیں۔ بچوں سے بہت زیادہ پیار کرتی تھیں۔

ایک رات خواب میں بی بی بتولؒ کو رسول ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی، دیکھا کہ ایک بہت بڑے میدان میں جس کے چاروں طرف سبزہ زار اور کھیت تھے۔ آپ ﷺ نے باجماعت نماز پڑھائی۔ مقتدی سب کی سب خواتین تھیں۔ ہی سب سے پچھلی صف کے وسط میں کھڑی تھیں۔ جب سیدنا حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو سجدہ کی حالت میں یمامہ بتولؒ رینگتی ہوئی آپ ﷺ سے ایک قدم پیچھے پہنچ گئیں۔ حضور ﷺ جب سجدہ سے اٹھے تو یمامہؒ بالکل آپ ﷺ کے پیچھے کھڑی تھیں۔ آپ ﷺ نے سلام پھیرا اور دعا فرمائی، انہوں نے آمین کہا اور پھر آپ ﷺ نے ۳۳ دانوں والی سبز رنگ کی تسبیح انہیں عطا فرمائی اور خود اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ کھیتوں کی طرف تشریف لے گئے۔

یمامہ بتولؒ نہایت مہمان نواز، سخی اور فیاض تھیں۔ ان کے ارد گرد خواتین کا ہجوم رہتا تھا۔ ایک دفعہ خواتین کو درس دیتے ہوئے فرمایا:

”روئے زمین پر انسان کو ہدایت صرف اللہ کی کتاب قرآن پاک سے مل سکتی ہے۔ قرآن پاک تسخیری فارمولوں کا خزانہ ہے، جتنی ذہنی توجہ اور اخلاص سے ہم ان کو تلاش کریں گے اتنے ہی خزانے ہم پر منکشف ہو جائیں گے، قرآن کریم کو عزم، ولولہ اور ہمت کے ساتھ پڑھئے کہ اس کی نورانی کرنوں سے ہماری زندگی سنور جائے۔ قرآن آئینہ کی طرح آپ کے اندر ہر داغ اور ہر دھبہ نمایاں کر کے دکھاتا ہے، قرآن ایک ایسی انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی بات وصفات کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے۔

سیدنا ﷺ نے یہ بشارت دی ہے کہ

''قرآن پاک پڑھنے والوں سے قیامت کے روز کہا جائے گا کہ جس ٹھہراؤ اور خوش الحانی سے تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پڑھا کرتے تھے اسی طرح قرآن پاک کی تلاوت کرو اور ہر آیت کے صلہ میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ تمہارا ٹھکانہ تمہاری تلاوت کی آخری آیت کے قریب ہے۔''

حکمت و دانائی

* جو قوم قرآن سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہے قرآن اس کی رہنمائی کرتا ہے اور جو قوم قرآن سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتی۔ قرآن اس کی رہنمائی نہیں کرتا اور ایسی قوم کو اللہ اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔

بی بی میمونہ حفیظؒ

بی بی میمونہؒ نے اپنے روحانی استاد کی نگرانی میں سلوک کا راستہ طے کیا اور اللہ نے انہیں عارفہ بنادیا۔ان کی ذات سے اللہ کی مخلوق کو فیض پہنچا،نہایت توجہ سے سب کے مسائل سنتیں اور تسلی و تشفی دیتیں۔ پوشیدہ طریقے سے ضرورت مندوں کی مدد کرتی تھیں۔ انہیں کئی بار نیک اولاد کی بشارت دی گئی۔

ایک دفعہ تہجد کے وقت دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کا دربار لگا ہوا ہے اور آپ ﷺ سامنے تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے کچھ فاصلہ پر حضرت عائشہ صدیقہؓ اور سیدہ فاطمہؓ بیٹھی ہوئی ہیں۔ پھر حضرت عائشہؓ حضور ﷺ کے پاس آئیں ان کے ہاتھ میں کچے چاولوں کی ایک تھیلی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

'عائشہ چاول پکا کر میمونہ کو کھلا دو۔''

یہ سن کر بی بی میمونہ نے حضرت عائشہؓ کے ہاتھ سے چاولوں کی تھیلی لے لی اور ان کے قدموں میں گر کر عرض کیا:

''میں خود پکالوں گی۔''

خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ ایک حوض کے کنارے کھڑے ہیں اور بی بی میمونہؒ کچھ دور دروازے پر کھڑی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میں تم سے خوش ہوں۔''

ایک مرتبہ خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں کہ آسمان پر تیز بجلی چمکی اور بل کھاتی ہوئی ان کے اندر داخل ہوگئی۔

اس کے ساتھ ہی ہوا میں معلق ایک تصویر سامنے آئی جو ایک کمزور بچے کی تھی۔ آواز آئی اس بچے کا نام دنیا اور آسمانوں میں روشن ہو گا۔

بی بی میمونہؒ نے محسوس کیا کہ یہ لڑکا ان کا بیٹا ہے، ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ بچہ اتنا کمزور ہے بھلا یہ کیا کام کرے گا؟ پھر آواز آئی:

''خداایساہی کرے گا۔''

یہ بشارت پوری ہوئی اور آپؒ کاایک بیٹاولی اللہ کے درجے پر فائز ہوا۔

حکمت ودانائی

*اللہ کے جو بندے روحانی آگاہی کے ناپیدا کنار سمندر میں اتر جاتے ہیں ان کے اوپر سے ٹائم اور اسپیس کی گرفت ٹوٹ جاتی ہے۔

*موت انسان کی سب سے بڑی محافظ ہے۔

احساس برتری انسان کے لئے ایسی ہلاکت ہے جس میں ابلیس مبتلا ہے۔

*موت کافرشتہ عزرائیل انسان کی خود حفاظت کرتا ہے۔

بی بی مریم فاطمہؒ

بی بی مریم فاطمہؒ کو بارگاہ اقدس ﷺ سے خصوصی فیض نصیب ہوا۔ اللہ کی بے شمار مخلوق اس فیض سے سیراب ہوئی، پریشان حال لوگوں نے آپ ﷺ سے سکھ چین پایا، بے اولاد خواتین کو اولاد کی نعمت عطا ہوئی، آپؒ استغراق کی کیفیت میں جو بات کہہ دیتی تھیں وہ حرف بہ حرف پوری ہو جاتی تھی۔ دم، دعا، درود کے لئے دور دور سے لوگ آتے تھے۔ خدمت خلق کے علاوہ آپؒ گوشہ نشین ہو کر اللہ سے راز و نیاز میں مصروف رہتیں، کئی دفعہ حالت بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔ شب بیدار، زندہ دل خاتون تھیں۔

ایک دل گرفتہ خاتون ان کے پاس آئیں جو بے اولاد تھیں۔ کوئی اندرونی بیماری تھی اس کی وجہ سے حمل نہیں ٹھہرتا تھا۔ ہر حکیم، طبیب کا علاج کرا چکی تھیں۔ خاتون پر امید ہو کر بی بی مریمؒ کے پاس آئیں۔ بی بی صاحبہؒ نے مراقبہ کیا اور خاتون کی اولاد کی بشارت دی۔ بی بی مریمؒ کی بشارت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جڑواں بچیاں عطا فرمائیں۔

خدمت خلق کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ لوگ اپنی ضروریات کے لئے بڑی تعداد میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ اپنے پاس آنے والے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات بھی سناتے ہیں۔ اس طرح دعا کے ساتھ ساتھ ان کی تعلیم و تربیت کا بھی از خود اہتمام ہو جاتا ہے۔

ولی اللہ خاتون مریمؒ نے فرمایا:

"ماں باپ اگر دونوں اسلامی اخلاق سے آراستہ ہونگے۔ گھر تعلیم و تربیت کا پہلا اسکول بن جائے گا، مرد کے اوپر فرض ہے کہ بیوی اور بچوں کی تمام ضروریات پوری کرے۔ عورت کے اوپر فرض ہے کہ ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنائے رکھے۔ دونوں کو چاہئے کہ اپنے قول و عمل اور انداز و اطوار سے ایک دوسرے کو خوش رکھنے کی کوشش کریں۔ کامیاب ازدواجی زندگی کا یہی راز ہے اور خدا کو خوش رکھنے کا ذریعہ بھی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جو اولاد دیتا ہے اس کو کبھی ضائع نہ کریں۔ پیدا ہونے سے پہلے یا پیدا ہونے کے بعد اولاد کو ضائع کرنا بدترین سنگدلی، بھیانک ظلم، انتہائی بزدلی اور دونوں جہانوں کی تباہی ہے۔ ولادت کے وقت ماں بننے والی عورت کے پاس آیت الکرسی اور سورہ اعراف کی آیات ۵۵، ۵۴ پڑھیں، سورہ فلق اور سورہ الناس پڑھ کر دم کریں، ولادت کے بعد بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں۔ اذان اور اقامت کے بعد کسی نیک مرد یا نیک عورت سے کھجور چبوا کر بچے کے تالو میں لگوائیں اور بچے کے لئے خیر و برکت کی دعا کروائیں۔ ساتویں دن عقیقہ کریں۔

اولاد کو ہر وقت سخت سست اور برا نہ کہیں بچہ ڈانٹ ڈپٹ کو روزانہ کا معمول سمجھنے لگتا ہے۔ بچے نادان ہوتے ہیں ان کی کوتاہیوں پر بیزار ہونے کے بجائے یہ سوچیں کہ آپ بھی ان ہی کی طرح بچے تھے اور آپ سے بھی بے شمار کوتاہیاں سرزد ہوئی تھیں۔ نفرت کا اظہار کرنے کے بجائے حکمت، تحمل اور بردباری سے ان کو سمجھائیں۔ ان کو یہ تاثر دیں کہ آپ ان کے دوست ہیں۔ ان کے سروں پر شفقت سے ہاتھ پھیریں۔ بچے وہی کچھ کرتے ہیں جو ماں باپ کرتے ہیں۔ بچے وہی زبان بولتے ہیں جو ماں باپ بولتے ہیں۔ بچوں کے ساتھ بچے بن کر کھیلئے۔ رسول ﷺ کی پشت مبارک پر حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ سوار ہو جاتے تھے اور حضور ﷺ کی زلفیں پکڑ کر کھینچتے تھے اور حضور ﷺ سے فرمائش کرتے تھے:

"نانا! اونٹ کی آواز نکالیں۔"

حضور ﷺ خوشی خوشی بچوں کی فرمائش پوری کرتے تھے۔

بچوں کی تعلیم کا اچھا انتظام کرنا ضروری ہے تاکہ وہ معاشرے میں بہترین مقام حاصل کریں اور دین کی خدمت کریں، بزرگوں کا احترام کریں اور اپنے سے چھوٹے بچوں سے محبت کریں۔"

حکمت و دانائی

*اللہ کی طرز فکر یہ ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی خدمت کرتا ہے اور اس خدمت کا کوئی صلہ نہیں چاہتا۔

*مومن کی پوری زندگی مہم جوئی اور جدوجہد ہے۔

امت الحفیظؒ (حفیظ آپا)

حفیظ آپاؒ کو روحانی تعلیم کے دوران انبیاء کرامؑ، اولیاء کرامﷺ، ارواح مقدسہ اور سیدنا حضورﷺ کی ذات اقدس کی کئی مرتبہ زیارت ہوئی، قرآن کی کئی سورتیں خواب میں حفظ کرائی گئیں۔

ایک دن تہجد کی نماز ادا کرتے ہوئے گردو پیش سے بے خبر ہو گئیں اور خود کو کعبہ شریف کے سامنے موجود پایا کعبہ شریف کی عجیب شان تھی۔ پورا بیت اللہ نور اور روشنی تھا، غلاف بھی نور کے تانوں بانوں سے بنا ہوا تھا۔ جس پر زرد رنگ کی روشنی کے نقش و نگار نظر آرہے تھے، اسی حالت مشاہدہ میں نماز ادا کی اور دعا مانگتے ہوئے بے اختیار منہ سے نکلا:

''میں خدا کا نور دیکھوں گی۔''

یہ کہنا تھا کہ غلاف کعبہ میں حرکت ہوئی اور وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس وقت ایک ناقابل بیان نظارہ سامنے تھا، کعبہ شریف میں سے روشنی اور نور کی کرنیں تیزی سے نکل رہی تھیں۔ اس تیز اور چمکدار نورانی کرنوں کے درمیان کعبہ کے خدوخال نورانی لکیروں کی طرح نظر آرہے تھے۔ زبان پر یہ الفاظ تھے

''یا اللہ تیری ذات جمالی اور جلالی شان کا مظہر ہے اگر اس پر حجاب نہ ہوتا تو مخلوق تجلیات کو برداشت نہیں کر سکتی۔''

اس کے بعد ایک نہایت خوبصورت ہاتھ نے ان کے اوپر عطر چھڑکنا شروع کر دیا ایسا لگتا تھا کہ جھلمل جھلمل کرتی چاندنی ان پر برس رہی ہے۔ ان کا وجود کیف و سرور میں ڈوب گیا، منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ ادا ہوئے

''سبحان اللہ رسول اللہﷺ کا جلوہ بے مثال ہے اور آپﷺ کا نور بھی کیا نور ہے۔ اس کے بعد انہیں ایک فرشتہ نظر آیا۔

حکمت و دانائی

*آدم کی اولاد کو جب تک اللہ کی صفات کا علم منتقل نہیں ہوتا وہ سر تا پا شر ہے اور صفات کا علم منتقل ہونے کے بعد وہ سر تا پا خیر ہے

*ہم ان ہی وسائل سے استفادہ کرتے ہیں جو ہمارے لئے پہلے ہی سے تخلیق کر دیئے گئے ہیں۔

*غصہ نفرت کو جنم دیتا ہے اور محبت نفرت کو ختم کرتی ہے۔

*جسم روح کے تابع ہے روح جسم کے تابع نہیں ہے۔

*ہر خاتون اور ہر مرد رسول ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو سکتا ہے۔

*کثرت سے درود شریف پڑھنے سے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔

*بھرپور طریقہ سے سیرت طیبہ ﷺ کا مطالعہ کرو جو کام رسول اللہ نے کیا ہے۔اس پر صدق دل سے عمل کرو اور جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہیں کیا اسے چھوڑ دو۔

شہزادی فاطمہ خانمؒ

نہر زبیدہ کی دیکھ بھال ملکہ زبیدہ کے بعد آنے والے مسلمان حکمرانوں نے جاری رکھی لیکن تقریباً سات سو سال بعد مکہ کے تمام چشمے اور کنویں خشک ہو گئے تھے۔ نہر زبیدہ بھی پتھروں اور ریت سے بھر گئی تھی اور جگہ جگہ سے ٹوٹ گئی تھی۔ اس میں پانی بھی کم رہ گیا تھا۔ ایک بار پھر مکہ میں پانی کی قلت ہو گئی اور مکہ کے حالات بالکل ویسے ہو گئے جیسے نہر زبیدہ بننے سے پہلے تھے۔ ان حالات کی خبر ایک نیک دل ترک شہزادی فاطمہ خانم کو پہنچی تو وہ بے چین ہو گئی۔ فاطمہ خانم ترکی کی فرمانروا سلطان سلیم کی بیٹی تھیں۔ انہوں نے تہیہ کر لیا کہ وہ ایسا انتظام کریں گی جس سے مکہ کے ہر گھر میں پانی پہنچ جائے اور حاجیوں کو بھی ضرورت کے مطابق پانی ملتا رہے۔ اس نے اپنے ایک معتمد ملازم ابراہیم بن تکرین کو پچاس ہزار اشرفیاں دے کر حکم دیا کہ مکہ جا کر پہلے نہر کی صفائی اور مرمت کراؤ اور پھر اس کو ''چاہ زبیدہ'' سے مکہ معظمہ تک پہنچانے کا انتظام کرو۔

ابراہیم بن تکرین نے مکہ معظمہ جا کر مصر، شام اور یمن سے تجربہ کار انجینئروں اور کاریگروں کو جمع کیا اور انہیں سینکڑوں مزدور دے کر نہر کی صفائی پر لگا دیا۔ ان لوگوں نے سخت جانفشانی کے ساتھ نہر کی صفائی اور مرمت کی۔ بعد میں نہر کو ''چاہ زبیدہ'' سے مکہ معظمہ کی طرف بڑھانے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ آگے ایک بہت بڑی چٹان ہے جو دو ہزار فٹ دور تک چلی گئی ہے اس کی موٹائی پچاس فٹ اور چوڑائی کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ اس چٹان کو توڑنا ناممکن نظر آتا تھا۔ ابراہیم ہمت ہار بیٹھا اور فاطمہ خانم کو اطلاع دی کہ چٹانوں کی وجہ سے نہر کو چاہ زبیدہ سے آگے بڑھانا ممکن نہیں ہے۔ شہزادی بڑی حوصلہ مند اور باہمت تھی۔ اس نے ابراہیم کو حکم دیا کہ اس چٹان کو ہر قیمت پر کاٹ کر نہر کو مکہ معظمہ تک پہنچاؤ، چنانچہ سینکڑوں مزدور اس چٹان کو کاٹنے میں مصروف ہو گئے۔ اس زمانے میں نہ ڈائنامیٹ ایجاد ہوا تھا اور نہ ایسی مشینیں تھیں جن سے آج کل پہاڑ کاٹنے کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ لوگ پتھروں پر مسلسل آگ جلاتے رہتے تھے وہ کچھ نرم ہو جاتے تو تیز دھار آلات سے کاٹتے تھے۔ دس سال لگاتار اسی طرح محنت کرتے رہے۔ شہزادی ان کو دل کھول کر مزدوری دیتی رہی۔ آخر وہ مبارک دن آ گیا جب چٹان ٹوٹ گئی اور نہر مکہ معظمہ تک پہنچ گئی۔ اس دن اہل مکہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ انہوں نے دعوتیں کیں اور غریبوں اور محتاجوں کو دل کھول کر خیرات دی۔ حکومت کی طرف سے بھی انجینئروں اور مزدوروں کو نقد رقم اور قیمتی تحائف دیئے گئے اس نیک کام کی وجہ سے شہزادی فاطمہ خانم کو ''ملکہ زبیدہ ثانی'' کہا جاتا ہے۔

بی بی مائی فاطمہؒ

بی بی مائی فاطمہؒ کا تعلق وادی مہران کے ایک شہر سیہون شریف سے تھا۔ یہ اپنے والد قاضی ساون فاروقیؒ کی روحانی تربیت اور اللہ کے فضل و کرم سے ولایت کے مرتبہ پر فائز تھیں۔ ایک مرتبہ تہجد پڑھنے اٹھیں، کمرے کی کھڑکی سے دیکھا کہ چور گھوڑے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ آپ نے گھوڑے کی طرف نظر کی تو وہ غائب ہو گیا۔ چوروں کی گھگی بندھ گئی۔ وہ سخت خوفزدہ ہو کر وہاں سے بھاگ گئے۔ بی بی فاطمہؒ مسکرائیں۔ گھوڑے پر دوسری نظر ڈالی تو گھوڑا اپنی جگہ موجود تھا۔

ایک دفعہ بی بی فاطمہؒ اور ان کے شوہر قاضی سائیں ڈنو نے اللہ سے دعا مانگی کہ ہمیں ایک بچہ مرحمت فرما جو تجھے محبوب رکھے اور تیرا سچا بندہ بنے اور جسے تو پسند کرے، میاں بیوی نے یہ دعا اتنے خشوع و خضوع سے مانگی کہ ہاتف غیبی سے آواز آئی:

''اپنے نیک فرزند کا انتظار کرو۔''

دو سال بعد میاں میر محمد پیدا ہوئے۔ بی بی فاطمہؒ نے ان کی اعلیٰ تربیت کی۔ شوہر کی وفات کے بعد بچے کو روحانی تعلیم و تربیت کے لئے سیہون سے چودہ کوس دور ایک آبادی میں علامہ موسیٰ باغبانی کے پاس بھیجنا چاہا لیکن چودہ سال کے بچے کا روزا تنی دور آنا جانا مشکل تھا۔ بی بی فاطمہؒ نے دعا مانگی کہ اس مشکل کا کوئی حل نکل آئے۔ ایک رات خواب میں اپنے والد قاضی ساونؒ اور شوہر کو دیکھا۔ قاضی صاحبؒ نے فرمایا:

''بیٹی! پریشان نہ ہو۔ تمہارا فرزند علامہ موسیٰ ہی سے علم و فضل حاصل کرے گا۔ کل موسیٰ باغبانی تمہارے پاس آئے گا۔ بچے کو اس کے سپرد کر دینا۔''

بی بی فاطمہؒ نے حیران ہو کر پوچھا:

''باباجان! اتنی لمبی مسافت بچہ روزانہ کیسے طے کرے گا؟''

انہوں نے کہا:

"اس کا انتظام ہو گیا ہے تم کو دروازے پر ایک گھوڑا ملے گا جو روزانہ لے جایا کرے گا اور واپس بھی لے آیا کرے گا۔ اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔"

علامہ موسیٰ باغبانی بی بی فاطمہؒ کے اعلیٰ مرتبہ سے واقف تھے۔ یہ ایک کھلی کرامت تھی کہ روز بچہ فجر کے ایک گھنٹہ کے بعد ان کے پاس پہنچ جاتا تھا۔ جب تین سال میں تعلیم مکمل ہو گئی تو علامہ موسیٰ کو پتلا چلا کہ جو مشکی گھوڑا بچے کو لاتا لے جاتا تھا وہ قاضی ساونؒ کے مرید کا "جن" گھوڑا تھا۔

میاں میر محمد کے اوپر جب یہ راز منکشف ہوا تو انہوں نے ماں سے وضاحت چاہی۔ بی بی فاطمہؒ نے فرمایا:

"میرے پیارے بیٹے! تم نے علم ظاہر کی تعلیم حاصل کر لی ہے مگر یہ تکمیل علم کی تکمیل نہیں بلکہ تم اب علم کے دروازے میں داخل ہوئے ہو اور آج سے تم علم باطن سیکھو گے علم باطن کا پہلا سبق عقیدہ توحید ہے اور اس علم کو حاصل کرنے کی سب سے بڑی شرط اللہ کی محبت ہے، دل محبت الٰہی سے معمور ہونا چاہئے اس میں کسی اور کی محبت داخل نہ ہو۔ جب طلب حق دل میں جاگزیں ہو جاتی ہے تو کوئی خواہش باقی نہیں رہتی۔ یہ ایسی آگ ہے جو سب خواہشات کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے، یاد رکھو نفس کی نفی حق کا اقرار ہے اور اقرار حق ہی تزکیہ نفس ہے، جب دل کو تزکیہ نفس سے جلا ملتی ہے تو قلب مصفی ہو جاتا ہے اور قلب پر حق کی تجلیات کی بارش شروع ہو جاتی ہے، تمام حواس اللہ کے ترجمان ہو جاتے ہیں، بندے کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ اور بندے کی زبان اللہ کی زبان بن جاتی ہے، کشف، خرق عادت، کرامت تسخیر اپنی ذات کی نفی کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ میں یہ علم تمہیں خود سکھاؤں گی۔ انشاءاللہ تمہارا دل محبت الٰہی سے پر نور ہو جائے گا۔ مگر یہ علم میں تمہیں منتقل نہیں کر سکتی کیونکہ تمہارا حصہ میرے پاس نہیں ہے۔

بی بی فاطمہؒ نے میاں میر محمد کو اسم ذات سکھایا یا چھ ماہ انہوں نے ذکر خفی کیا۔ اس کے بعد انہوں نے بلند آواز میں اسم ذات کا ذکر شروع کر دیا۔ دوسری ہی صبح بی بی فاطمہؒ نے بیٹے سے پوچھا:

"اگر تم بلند آواز سے ذکر نہ کرتے تو کیا برائی تھی؟"

پھر مسکراتے ہوئے فرمایا:

"اچھے معلم کو پتا ہوتا ہے کہ شاگرد کا اگلا سبق کیا ہو گا۔"

دوسری صبح ماں نے بیٹے کو بغیر کسی زادراہ کے گھر سے انجانی منزل کی طرف رخصت کر دیا اور کہا

"اب تم کسی جنگل یا ویرانے کو اپنا مسکن بناؤ اور ذکر جلی جس قدر جوش سے کر سکتے ہو کرو، اللہ تمہارا حافظ و ناصر ہے۔"

میاں میر محمد کو سندھ کی وادیوں میں ایک ولی اللہ شیخ خضر نے بیعت کیا اور دو سال تربیت کی۔ خرقہ خلافت پہنانے کے بعد شیخ خضر نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے سپرد کیا۔ تربیت کے بعد انہوں نے میاں میر کو حکم دیا۔ اب مخلوق کی خدمت کرو، پہلے جا کر اپنی والدہ کی قدم بوسی کرو۔ میں سلام کرتا ہوں ایسی قابل فخر ماں کو جس نے ایسا بے نظیر ہیرا تراشا ہے، اعلیٰ تربیت کر کے کندن بنا دیا ہے۔

گھر سے گئے ہوئے میاں میر محمد کو آٹھ سال ہو چکے تھے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ بی بی فاطمہؒ بستر پر دراز ہیں۔ سلام کیا تو جواب اس طرح ملا کہ جیسے وہ پاس ہی ہوں۔ بی بی فاطمہ نے کہا:

''بیٹا! شروع وقت سے میں نے اس دن کی پیشن گوئی کی تھی جب اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت و بصارت کو تابع کر دے۔ فاصلے تمہارے قدموں میں سمٹ آئیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے مخفی راز ہیں اب تم جلدی گھر آ جاؤ۔''

گھر پہنچے تو بی بی فاطمہؒ کا آخری وقت تھا۔ میاں میر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور فرمایا:

''آٹھ سال میں ایک پل بھی تم میری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئے۔ پہلے تم چلے گئے تھے اب میں جا رہی ہوں۔ اب بھی ہم ایک دوسرے کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئے۔''

یہ کہہ کر بی بی فاطمہؒ نے اپنے چار بیٹوں اور دو بیٹیوں کو حکم دیا کہ وہ میاں میر محمد کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ جب سب نے بیعت کر لی تو کہا کہ

''کلمہ طیبہ کا ورد کرو۔''

خود بھی کلمہ طیبہ پڑھتے اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حکمت و دانائی

*دل میں صرف اللہ کی محبت ہونی چاہئے۔

*جب دل میں حق ہوتا ہے تو کسی اور کا خیال نہیں آتا۔

*نفس کی نفی حق کا اقرار ہے۔

*جب اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت اور بصارت کو تمہاری مرضی کے تابع کر دے گا تو فاصلے تمہارے قدموں میں سمٹ آئیں گے۔

*انسان اللہ کی مشیت و حکمت کا خزانہ ہے۔

*تزکیۂ نفس سے قلب مصفّٰی ہو جاتا ہے اور مجلّی دل پر تجلیات کی بارش برستی ہے۔

*آدمی اپنی ذات کی نفی کے بعد غیب کی دنیا میں داخل ہوتا ہے۔

بی بی راستیؒ

بی بی راستیؒ فرغانہ کی شہزادی تھیں۔ حسن و جمال میں یکتا تھیں۔ حسن کا شہرہ سن کر آس پاس کی ریاستوں کے شہزادے، امراء شہزادی سے شادی کے خواہشمند تھے لیکن شہزادی کو کسی سے دلچسپی نہیں تھی۔ بی بی راستیؒ عام شہزادیوں سے بہت مختلف تھیں۔

انتہائی پرہیز گار اور عبادت گزار تھیں، اپنی عبادت و ریاضت کے باعث وہ عالم ناسوت سے عالم ملکوت میں داخل ہو چکی تھیں۔

شہزادی کے والد سلطان جمال الدینؒ بھی ایک درویش صفت بزرگ تھے۔ ان کی دلی خواہش تھی کہ جلد از جلد بیٹی کے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔

ایک دن سلطان نے بیٹی سے شادی کے لئے بات کی تو شہزادی نے سر جھکا کر آہستہ سے کہا:

''بابا حضور! جب اللہ کی مرضی ہو گی یہ کام بھی ہو جائے گا۔ آپ کیوں فکر مند ہوتے ہیں؟ ہمیں خدا کے حکم کا انتظار کرنا چاہئے۔''

بی بی راستیؒ اکثر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جاتی رہتی تھیں۔ قیام کے دوران خانہ کعبہ میں روزانہ عبادت کرتی تھیں۔ حسب معمول یک دفعہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں کہ ایک خوبصورت شخص کو دیکھا۔

نوجوان شخص کی پشت سے شعاعیں منعکس ہو رہی تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ نور کا سیلاب ہو۔ شہزادی اس شخص کو غور سے دیکھتی رہیں۔ طواف ختم ہونے کے بعد نوجوان سے مخاطب ہوئیں:

''کیا میں پوچھ سکتی ہوں آپ کا نام کیا ہے؟ اور آپ کہاں سے آئے ہیں؟''

نوجوان نے کہا:

''میرا نام صدر الدین ہے اور میں ملتان شہر کا رہنے والا ہوں۔''

ہزادی نے پوچھا:

''آپ بہاؤالدین ذکریاؒ کے شہر سے تشریف لائے ہیں؟''

''جی ہاں۔ میں ان کا بیٹا ہوں۔''

''کیا آپ شادی شدہ ہیں؟''

نوجوان نے کہا۔ ''نہیں۔''

شہزادی نے کسی قدر جھجکتے ہوئے کہا:

''اگر آپ شادی کے خواہشمند ہوں تو میں ایک ایسے رشتے تک آپ کی رہنمائی کر سکتی ہوں جو آپ کے لئے مناسب رہے گا۔''

صدرالدین نے کہا:

''جہاں تک شادی کا تعلق ہے میرے والد صاحب ہی فیصلہ کرینگے۔

شہزادی نے فوراً فرغانہ کا سفر شروع کر دیا اور فرغانہ پہنچ کر اپنے والد کو پورا واقعہ سنایا۔ والد سن کر خوش ہوئے کہ شہزادی کو کوئی تو پسند آیا۔ چنانچہ انہوں نے فوراً ملتان کے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ ملتان پہنچنے پر حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ نے شاہی مہمانوں کا شاندار استقبال کیا۔ دوسرے دن دوران ملاقات سلطان جمال الدین نے حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ سے دلی خواہش ظاہر کی کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی کسی مخدوم صاحبزادے سے کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت بہاؤالدین نے فرمایا:

''میرے بیٹے آپ کے سامنے بیٹھے ہیں۔ آپ جسے چاہیں اپنی فرزندگی میں لے لیں۔''

سلطان جمال الدین نے سلطان صدرالدین کی طرف دیکھا اور بہاؤالدین ذکریاؒ سے کہا:

''حضور میں صدرالدین کے لئے اتنی مسافت طے کر کے ملتان آیا ہوں۔''

حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ نے اس رشتے کو قبول کر لیا اور اس طرح دونوں کی شادی ہو گئی۔

ہر مہینے کی چاند کی پہلی تاریخ کو حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ اپنی بہو بیٹیوں سے ملاقات کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حسب معمول حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ کے تمام بہوئیں اور بیٹے حجرے میں داخل ہوئے اور سلام کر کے ایک طرف بیٹھ گئے۔ جب شہزادی راستیؒ کی باری آئی تو حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ ایک دم کھڑے ہو گئے اور تعظیماً تھوڑا سا جھک گئے۔ یہ دیکھ کر شہزادی راستیؒ نہایت شرمندہ ہوئیں اور نہایت عاجزی سے عرض کیا:

''بابا! میں شرمندہ ہوں میں اس تعظیم کے قابل نہیں ہوں، میں تو آپ کی خادمہ ہوں۔''

حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ نے فرمایا:

''بیٹی یہ تعظیم ہم نے اس وجود کو دی ہے جو تمہارے بطن میں پروان چڑھ رہا ہے۔ ہم اپنے دور کے قطب الاقطاب کی تعظیم میں کھڑے ہوئے ہیں۔''

یہ سن کر راستی بی بیؒ نے خوشی سے اپنا سارا اثاثہ حاجت مندوں میں خیرات کر دیا۔

آخر ۹ رمضان ۶۴۹ بروز جمعہ حضرت رکن الدین عالمؒ پیدا ہوئے جن کے لئے بی بی راستیؒ نے برسوں سے امید لگار کھی تھی اور جس کے لئے انہوں نے تخت و تاج چھوڑ دیا تھا۔

بی بی راستیؒ حضرت شاہ رکن الدین عالمؒ کو دودھ پلانے سے بسمہ اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھتی تھیں چونکہ خود حافظ قرآن تھیں اس لئے لوری کے بجائے قرآن پاک کی تلاوت کرتی تھیں۔ بتایا جاتا ہے کہ رکن الدین عالمؒ نے پہلا لفظ ''اللہ'' بولا تھا۔

حکمت و دانائی

*صادق وہی ہے جس کا صدق اقوال و احوال میں قائم رہے۔

*پھول بن جاؤ جسے مسل بھی دیں تب بھی اپنا رنگ اور خوشبو چھوڑ جاتا ہے۔

*دھول نہ بنو خود بھی آنکھیں ملو گے اور دوسرے بھی پریشان ہوں گے۔

*علم سیکھو جہاں سے بھی علم حاصل ہو۔

*مرشد سے غیر معمولی عقیدت مرید کو مرشد کا عکس بنا دیتی ہے۔

بی بی پاک صابرہؒ

بی بی پاک صابرہؒ سلسلہ چشتیہ کے بزرگ بابا محمد دین شاہ کی والدہ تھیں۔ حضرت خواجہ عبدالشکور سے فیض یافتہ تھیں۔بی بی صاحبہ کے اندر صفات جمالیہ کا غلبہ تھا۔ کسی نے آپؒ کو تیز لہجے میں یاغصے میں گفتگو کرتے نہیں دیکھا۔ حضرت خواجہ عبدالشکور قلندر چشتیؒ آپ پر بہت شفقت وعنایت فرماتے تھے۔ محبت وشفقت میں احترام کا پہلو نمایاں تھا۔

ایک دن مراقبہ میں دیکھا کہ شیخ غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تشریف لائے اور گلاب کا ایک پھول عنایت کیا ہے۔ یہ مشاہدہ اس طرح ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹا عطا کیا۔بی بی صاحبہ کے مرشد کریم نے اس بیٹے کی خصوصی دیکھ بھال اور توجہ کی ہدایت کی اور خود بھی اس بچے پر توجہ فرمائی۔ یہ صاحبزادے خواجہ بابادین محمد شاہ تھے۔

بابادین محمد شاہ نے سلسلہ چشتیہ میں بڑا مقام حاصل کیا اور کثیر تعداد میں لوگوں نے ان سے فیض پایا۔ بابادین محمد فرماتے ہیں:

''میرے مرشد شیخ عبدالشکور اکثر فرمایا کرتے تھے 'بابوجی آپ کی والدہ بہت صابرہ ہیں اور اللہ ہمیشہ صبر کرنے والے کو نوازتا ہے۔''

خواجہ دین محمد شاہ کم عمر تھے کہ والد محترم حضرت یعقوب شاہ انتقال فرماگئے۔ان کی وفات کے بعد اپنے مرشد کے خصوصی حکم پر اپنی پوری ظاہری و باطنی توجہ بیٹے پر مبذول رکھی اور اس طرح تربیت دی کہ بابادین محمد شاہ لوگوں میں ممتاز و باوقار ہو گئے۔ بہت سے لوگوں نے بی بی صاحبہؒ کی پیشانی سے روشن شعاعیں نکلتی دیکھیں جس سے آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔

حکمت ودانائی

*تم اللہ سے اللہ کو طلب کرو جب وہ تمہارا ہو جائے گا تو سب چیزیں تمہاری ہو جائیں گی۔

*سچے انسان کی دو نشانیاں ہیں، اطاعت کو مخفی رکھتا ہے اور تنہائی کو پسند کرتا ہے۔

*بھوک رکھ کر کھانا صادقین کا شیوہ ہے۔

*ماں کو بچوں کی تربیت اس طرح کرنی چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں سرخروئی حاصل ہو جائے۔

بی بی جمال خاتونؒ

بی بی جمال خاتونؒ حضرت میاں میرؒ کی بہن تھیں۔بی بی جمال خاتونؒ کو سلسلہ قادریہ سے فیض حاصل ہوا، انہیں رابعہ ثانی کہا جاتا ہے۔

زہد و تقویٰ اور روحانی ذہن ورثہ میں ملا۔ان کی والدہ بھی روحانیت میں بڑے درجہ پر فائز تھیں۔ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہنا ان کا معمول تھا۔بی بی جمال خاتونؒ نے اپنی والدہ کا ذہن قبول کیا اس لئے ان کے اوپر روحانی راستے جلد کھل گئے۔ان کے بھائی میاں میرؒ نے بھی بھرپور توجہ دی، روحانی اسباق تعلیم کئے جس سے آپؒ کا روحانی سفر تیزی سے طے ہوا، بی بی جمالؒ کی طبیعت میں گوشہ نشینی تھی۔ کبھی سیوستان سے باہر نہیں گئیں۔

بی بی صاحبہ لوگوں کو کھانا کھلا کر بہت خوش ہوتی تھیں۔لنگر کا اہتمام رہتا تھا اور کثیر تعداد میں لوگ کھانا کھاتے تھے۔جب کھانا تیار ہو جاتا تھا تو خود اپنے ہاتھ سے نکال کر ابتدا کرتی تھیں اور ساتھ یہ بھی فرماتی تھیں کہ

''جو بھی آئے اسے کھلایا جائے، کوئی بھوکا نہ جائے، انشاءاللہ سب کے لئے پورا ہو جائے گا۔''

چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا اور لوگ سیر ہو کر کھاتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ نے دو من گیہوں اپنے ہاتھ سے مٹکوں میں رکھے۔روزانہ ان میں سے گیہوں نکال کر حاجت مندوں میں تقسیم کرتی تھیں۔ایک سال گزرنے کے بعد بھی مٹکے خالی نہیں ہوئے۔

ایک دن بی بی صاحبہ پر خاص کیفیت طاری تھی اس دوران ایک خشک مچھلی آپ کے سامنے لائی گئی۔آپ نے مچھلی کو دیکھتے ہی فرمایا
''اس مچھلی کو سنبھال کر رکھو اس مچھلی میں برکت ہے۔''

لوگوں نے اس خشک مچھلی کو سنبھال کر رکھ لیا جب تک یہ مچھلی موجود رہی خوب برکت ہوئی۔

حکمت و دانائی

*موقع کی مناسبت سے آگے آنے والے لوگ کامیاب رہتے ہیں۔

*توکل یہ ہے کہ خوشی اور پریشانی دونوں میں انسان اللہ کا شکر ادا کرے۔

*نور فراست سے سوچنے والا بندہ اللہ کا دیدار کر لیتا ہے۔

*چالاک طبیعت انسان ریشم کے کیڑے کی طرح اپنے خول میں بند ہو جاتا ہے۔

*نیک خواہشات رکھنا سخاوت ہے۔

*شکر یہ ہے کہ ہر حال میں خوش رہے۔

*جہاں تک ممکن ہو اللہ سے دنیا کم مانگو اور آخرت کی فکر کرو۔

*کسی سے غرض نہ رکھو سب میں ممتاز ہو جاؤ گے۔

پیٹ بھر کر کھانے والا عبادت سے دور ہو جاتا ہے۔

اللہ کی محبت خشوع سے پیدا ہوتی ہے۔

*کم گوئی خود حفاظتی کے لئے ایک قلعہ ہے۔

سر کو جھکنے اور دل کو سوچنے کی عادت ڈالو۔

بی بی فاطمہ خاتونؒ

لاہور میں مقیم فاطمہ خاتونؒ سلسلہ قادریہ سے منسلک تھیں، عصر کا وقت تھا، بیری کے درخت کی چوٹی پر دھوپ تھی۔ بی بی صاحبہ نے اپنی چادر دھوپ میں ڈال دی اور درخت سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے درخت ذرا اپنی ٹہنیاں تو جھکا دے تاکہ میں اپنی چادر سکھالوں۔''

ٹہنیاں جھک کر نیچے آ گئیں پھر واپس اپنی جگہ چلی گئیں۔ کچھ دیر بعد حضرت موج دریاؒ وہاں تشریف لائے اور چادر کو درخت کے اوپر پھیلا دیکھ کر پہلے حیران پھر خوش ہوئے۔ بی بی صاحبہ سے دریافت کیا کہ

''یہ چادر درخت کے اوپر کس طرح پہنچی؟''

بی بی صاحبہ نے فرمایا:

''میں نے درخت سے کہا کہ شاخیں نیچے کر دے اور میں نے چادر ڈال دی۔ شاخیں اوپر ہوئیں تو چادر بھی اوپر چلی گئی۔''

حضرت موج دریاؒ نے فرمایا:

''تو پھر اسی طرح چادر اتار لو۔''

بی بی فاطمہ نے درخت سے کہا:

''اے درخت اپنا سر جھکا دے کہ میں اپنی چادر اتار لوں۔''

شاخیں نیچے آ گئیں اور بی بی فاطمہ نے اپنی چادر اتار لی۔

نیک عورت کے اوصاب بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

''دیانت دار عورت اپنے ایمان، سیرت اور اخلاق کے باعث پورے خاندان کے لئے رحمت ہے۔ اس کی ذات سے کوئی ایسی سعید روح وجود میں آسکتی ہے جو ایک عالم کے لئے مشعل راہ بن جائے، اچھی اور نیک خصلت بیوی مرد کی اصلاح حال کے لئے ایک موثر ذریعہ ہے۔ ہو سکتا ہے اللہ اس کے ذریعے مرد کو ایسی بھلائیوں سے نواز دے جس تک مرد کی پہنچ نہ ہو، بیوی خاوند کو جنت کے قریب کر دیتی ہے اس کی قسمت سے دنیا میں خدا مرد کو رزق اور خوشحالی سے نوازتا ہے۔

اس لئے خواتین کو چاہئے کہ وہ دین کے احکام اور تہذیب سیکھیں، اخلاق حسنہ سے آراستہ ہوں، ہر ممکن کوشش کریں کہ وہ اچھی بیوی اور اچھی ماں ثابت ہو، خدا کی فرمانبردار بندی بن کر اپنے فرائض حسن وخوبی سے انجام دیں۔''

حکمت ودانائی

*استاد کا حق کبھی فراموش نہ کرو۔

*انسان کی زبان اس کے دل کی ترجمان ہوتی ہے۔

*ہر نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا مومن کی پہچان ہے۔

*جو مخلوق پر شفقت کرتا ہے، خالق کائنات اس پر شفقت فرماتا ہے۔

کوئل

محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے عاشقوں میں ایک عاشق زنخا "کوئل" بھی تھا۔ گاؤں میں اس کا کچا گھر تھا۔ آپؒ کی یاد میں گم رہتا تھا اور کبھی کبھی پیروں میں گھنگرو باندھ کر ناچنے اور گانے لگتا تھا، اس کی جادو بھری آواز فضا کو مسحور کر دیتی تھی۔ سریلی آواز کی وجہ سے لوگ اسے کوئل پکارتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک پیر صاحب اپنے بہت سارے مریدوں کے ساتھ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے مزار پر حاضری کے لئے جا رہے تھے، پیر صاحب کی سواری گاؤں سے گزری تو ایک کچے مکان سے گانے کی آواز آئی، مکان کے قریب پہنچے تو دروازہ کھلا ہوا تھا اور صحن میں کوئل رقص طاؤس میں محو تھا، گانے میں اتنا سحر تھا کہ پیر صاحب صحن میں جا کر گانا سننے لگے، کچھ دیر کے بعد خیال آیا کہ گانا سننا ناجائز ہے، ان کی پیشانی شکن آلود ہو گئی اور واپس ہونے لگے تو کوئل ان کے قریب آیا اور بہت ادب سے عرض کیا:

"اے ہے میاں! مجھ گنہگار کی ایسی قسمت کہاں کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں۔"

پیر صاحب نے غصے سے کہا:

"خاموش! ہم محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضری دینے جا رہے ہیں، یہاں گانے کی آواز سن کر ہم دیکھنے کے لئے رک گئے کہ کون گا رہا ہے۔"

پیر صاحب نے سوچا کہ کچھ دیئے بغیر چلے جانا وضع داری کے خلاف ہے چنانچہ انہوں نے ایک روپے کا سکہ نکال کر کوئل کی طرف بڑھا دیا۔ کوئل نے روپیہ لے کر دوبارہ پیر صاحب کی طرف بڑھا دیا اور کہا:

"میاں جی! یہ ایک روپیہ خواجہ محبوب الٰہی کی نذر کر دینا، مزار شریف پر جا کر کہنا تمہاری کوئل نے نذرانہ بھیجا ہے، مزار شریف سے ہاتھ باہر آئے تو نذر دینا ورنہ کہیں اور خرچ کر دینا۔"

پیر صاحب کو روپیہ لینے میں ہچکچاہٹ ہوئی، کوئل نے کہا:

”میاں جی! پریشان نہ ہوں یہ روپیہ آپ کی پاک کمائی ہے، لے لیں مجھ نگوڑی کے پاس کیا رکھا ہے۔“

پیر صاحب نے روپیہ رکھ لیا۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مزار پر حاضری کے بعد انہیں کوئل کی نذر کا خیال آیا۔ پہلے شش وپنج میں رہے کہ نذر پیش کریں یا نہ کریں لیکن پھر روپیہ نکال کر کہا:

”حضور یہ کوئل کی نذر ہے۔“

سی وقت مزار میں سے ہاتھ باہر نکلا۔ پیر صاحب نے روپیہ ہتھیلی پر رکھ دیا، مٹھی بند ہوئی اور جس طرح قبر سے ہاتھ باہر آیا تھا اسی طرح قبر کے اندر غائب ہو گیا۔

ہ منظر دیکھ کر پیر صاحب پر اضطراب طاری ہو گیا اور بے تحاشہ رونے لگے۔ حضرت محبوب الٰہی کی نظروں میں کوئل کا مقام دیکھ کر وہ سخت نادم و پشیماں ہوئے۔ اسی کیفیت میں تھے کہ ان پر غنودگی طاری ہو گئی، انہوں نے دیکھا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، حضرت بابا فرید گنج شکرؒ، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، خواجہ غریب نوازؒ اور سلطان الہند حضرت معین الدین چشتیؒ سفید چاندنی پر بیٹھے ہوئے ہیں اور درمیان میں کوئل رقص کرتا ہوا نغمہ سرا ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے خوش ہو کر حضرت غریب نوازؒ سے فرمایا:

”حضور! آپ نے ہماری کوئل کو دیکھا؟“

حضرت خواجہ غریب نواز مسکرائے اور خوشنودی کا اظہار کیا۔

یر صاحب کی آنکھ کھل گئی، ظاہر بینی کا خول ان پر سے اتر چکا تھا وہ فوراً اٹھے اور گرتے پڑتے کوئل کے گھر پہنچے۔ اپنی دستار پھینک دی اور کوئل کے پیر پکڑ لئے، کوئل نے پیر کھینچتے ہوئے کہا:

”اے میاں جی! کیا کرتے ہو مجھ گندگی سے کیوں اپنے ہاتھ ناپاک کرتے ہو۔“

کوئل کے بہت کہنے سننے کے باوجود بھی پیر صاحب نے اس کے پیر نہ چھوڑے۔ کوئل کے پوچھنے پر انہوں نے سارا واقعہ بتایا تو کوئل کی عجیب حالت ہو گئی۔ وہ دیوانہ وار اٹھا اور رقص کرتے ہوئے گانے لگا، وہ جھوم جھوم کر گاتے گاتے ایک دم فرش پر گرا، پیر صاحب قریب پہنچے تو کوئل کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

مائی رابوؒ

دیپال پور حجرہ شاہ مقیم میں ایک گاؤں ''مائی رابوؒ'' کے نام سے مشہور ہے۔ گاؤں کے ساتھ ساتھ واقع قبرستان میں مائی رابوؒ صاحبہ کا مزار ہے، برابر میں آپؒ کے مرشد حضرت صادقؒ شاہ کا مزار ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ پہلے یہاں ایک بڑا شہر آباد تھا۔ اس شہر سے باہر جہاں قبرستان ہے ولی اللہ صادق شاہ صاحب نے اپنے مرشد کے حکم سے قیام کیا۔ آپ کی ذات میں ایسی کشش تھی کہ دور دراز سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔

ایک متمول گھرانے کی عورت کو اولاد کی خواہش کشاں کشاں حضرت صادق شاہ صاحب کے پاس کھینچ لائی۔ حضرت صادق صاحب نے فرمایا:

''بی بی تیرے مقدر میں اولاد نہیں ہے، پریشان ہونا چھوڑ دے۔''

یہ سن کر عورت نے کہا اگر مقدر میں اولاد ہوتی تو آپ کے پاس کیوں آتی۔ آپ اللہ کی بارگاہ میں میرے لئے دعا کریں باقی جو اللہ کو منظور ہے میں اسی میں راضی ہوں۔

حضرت صادق شاہ ظفر نے یہ سن کر اللہ کے حضور دعا کی۔ کچھ لوگوں کو عورت کی شاہ صاحب سے عقیدت پر اعتراض ہوا اور وہ عورت کو شک کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ ایک دفعہ جب وہ عورت آستانے کی صفائی میں مشغول تھی تو شہر کے کچھ لوگ وہاں آ گئے۔ انہوں نے شاہ صاحب سے کہا۔ آپ ایک نوجوان عورت کو یہاں کیوں آنے دیتے ہیں؟ حضرت شاہ صادق صاحب خاموش ہو گئے۔ لوگوں کی تنگ نظری سے عورت کو بہت تکلیف پہنچی۔ صادق شاہ صاحب بھی رنجیدہ ہوئے اور جلال کے عالم میں فرمایا:
''جس نے رابو کا دل دکھایا وہ کبھی آباد نہیں رہ سکتا۔''

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک زوردار دھماکہ اس شہر میں ہوا اور زلزلے نے زمین کی تہوں کو الٹ پلٹ کر دیا۔ صادق صاحب نے اس خاتون کا نام مائی رابو رکھا اور فرمایا:

''اب یہ علاقہ تیرے نام سے مشہور ہو گیا۔''

مرشد کے انتقال کے بعد بھی مائی رابوؒ خدمت خلق میں مصروف ہو گئیں۔ بعد از وصال بھی لوگ ان کے مزار پر حاضر ہوتے اور ان کی دعا سے شاد کام واپس جاتے۔ایک صاحب بیان کرتے ہیں۔

میں نے مائی رابو کے مزار پر مراقبہ کیا کچھ دیر ہی گزری تھی کہ مائی صاحبہ جلوہ افروز ہوئیں، میں نے دیکھا کہ ان کے جسم سے روشنی نکل کر میرے اوپر پڑ رہی ہے، میں نے محسوس کیا کہ میرا جسم ہلکا ہوتا جا رہا ہے اور کشش ثقل کا احساس ختم ہو رہا ہے، یکایک آپ میری نظروں سے اوجھل ہو گئیں اور کیفیت ختم ہو گئی۔

زینب پھوپی جیؒ

بی بی زینب کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا۔اور حضرت جیون شاہ سے فیض باطنی حاصل کیا،آپ ساہیوال میں رہتی تھیں۔

زینب پھوپی کی بہت سی کرامات بیان کی جاتی ہیں۔ایک بار سلسلہ قادریہ کے ایک رکن شہزاد خالد صاحب نے ایک صاحب نور محمد کو بی بی صاحبہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کرتے دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ مجھے ان بی بی صاحبہ کے بارے میں کچھ بتائیں،نور محمد صاحب نے بتایا کہ میرا بیٹا ایم اے کرنے کے بعد مزید تعلیم کے لئے بیرون ملک جانا چاہتا تھا اس نے بی بی جی کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا۔بی بی صاحبہ نے فرمایا:

''تم باہر نہ جاؤ اسی جگہ تمہاری قدر ہوگی۔''

بعد ازاں میرا بیٹا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ساہیوال ہوگیا۔

ایک صاحبہ کا بڑا بیٹا بغیر اطلاع کے گھر سے کہیں چلا گیا۔کسی طرح اس کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ماں حد درجہ پریشان اور غم زدہ تھی، زار و قطار روتے ہوئے بی بی صاحبہ کی خدمت میں حاضر ہوئی، بی بی زینب نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد فرمایا:
''وہ لاہور میں ہے۔پریشان نہ ہو چند دنوں میں آجائے گا۔''

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد بھی بیٹا گھر نہیں آیا تو دل گرفتہ ماں نے دوبارہ بی بی صاحبہ سے رجوع کیا۔بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ وہ وہاں جم گیا ہے اور ہم اسے آہستہ آہستہ اکھاڑ رہے ہیں۔انشاءاللہ آجائے گا۔

دو دنوں کے بعد ماں خوشی خوشی یہ خبر لے کر آتی کہ لڑکا ساہیوال میں رشتے داروں کے گھر آگیا ہے اور میں اسے لینے جا رہی ہوں۔
ایک بچے کو سوکھے کی بیماری ہوگئی ہر قسم کا علاج کرانے کے بعد بھی افاقہ نہ ہوا تو باپ بچے کو لے کر زینب پھوپی کے پاس آیا۔آپ نے بچے کی حالت دیکھ کر جلال کے عالم میں کہا:

''کیوں رے! کرالیا علاج۔''

پھر بچے کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا، مختلف درختوں کے پتے منگوائے اور اپنے سامنے پسوا کر ایک برتن میں پانی ڈلوا کر گرم کروایا اور نیم گرم پانی میں بچے کو گردن تک ڈبو دیا اور بچے کے باپ سے کہا کہ سوا مہینے تک یہ عمل کرنا۔ اللہ کریم نے بچے کو تندرست کر دیا۔

ایک بے سہارا اور غریب عورت بے اولاد تھی ہر طرف سے مایوس ہو کر زینب پھوپی کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دعا کی درخواست کی۔ زینب بی بی نے دعا کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھے نیک اولاد سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور عورت نے بیٹے کا نام انوار الحق رکھا۔ کافی عمر گزر جانے کے بعد بھی انوار الحق کو بات کرنے میں دشواری ہوتی تھی اور الفاظ صحیح طور پر ادا نہیں ہوتے تھے۔ وہ خاتون بیٹے کو ساتھ لے کر دوبارہ بی بی کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ بی بی زینب نے لڑکے کو سامنے بٹھا کر دم کیا اور تعویذ لکھ کر دیا۔ کچھ ہی عرصے میں زبان کی لکنت ختم ہوگئی۔

حکمت و دانائی

*خدمت خلق کو اپنا شعار بنالو یہی اصل زندگی ہے۔

*حلال روزی چاہے کم ہو اس پر قناعت کرو رفتہ رفتہ وسائل میں اضافہ ہو جائے گا۔

*اللہ کو جسمانی ٹانگوں پر چل کر نہ ڈھونڈو وہ اس وقت سامنے آتا ہے جب دل کے قدموں سے چل کر اس کے پاس پہنچو گے۔

*بندہ اپنے نفس سے جتنا واقف ہوتا ہے خدا اس سے اتنا ہی قریب ہو جاتا ہے۔

بی بی میراں ماںؒ

حضرت میراں ماںؒ کی آخری آرام گاہ کراچی میں ہے۔ آپ کا آبائی وطن لاڑکانہ ہے۔ آپ نے سلسلہ قادریہ سے فیض پایا۔ بی بی میراں ماںؒ جب حج کے ارادے سے کراچی تشریف لائیں تو آپ کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ آپ نے فرمایا:

''دیکھو! میرے چلے جانے کے بعد تم لوگ الگ الگ نہ ہو جانا اور میں نے جو کچھ تم لوگوں کو سکھایا اور بتایا ہے اسے ہمیشہ دوسروں تک پہنچاتے رہنا، قانون کی پاسداری کرو، حاکم اپنے فداکاروں اور اپنی اطاعت کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، اگر تم اللہ کے پھیلائے ہوئے وسائل کو صبر و شکر کے ساتھ خوش ہو کر استعمال کرو گے تو اللہ خوش ہوگا اس نے یہ سارے وسائل تمہارے ہی لئے پیدا کئے ہیں۔

رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرو، بے جا خرچ نہ کرو کہ سولت اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور تم جانتے ہو کہ شیطان اللہ کا باغی ہے، تم کنجوس نہ بنو اور نہ اتنے فضول خرچ بنو کہ کل کے دن نادم ہونا پڑے۔ وعدوں کو پورا کرو۔ تول میں ترازو صحیح رکھو۔ زمین پر اکڑ کر نہ چلو کہ تم نہ تو زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ بلندی میں پہاڑ کے برابر ہو سکتے ہو۔

ایک صاحب انیس الرحمٰن بی بی میراں کے مزار پر اکثر حاضر ہوتے تھے۔ ایک بار ان کے نومولود بچے کے پیر میں پھوڑا نکل آیا، انیس الرحمٰن بچے کی تکلیف سے سخت پریشان تھے۔ ایک رات جب مزار پر حاضر ہوئے تو بی بی صاحبہ کی خدمت میں مسئلہ پیش کیا۔ نیند کا غلبہ ہوا تو دیکھا کہ میراں ماں صاحبہ خواب میں تشریف لائیں اور کہا:

''سو کوؤں کو کھانا کھلا دے۔''

انیس الرحمٰن صاحب نے بازار سے بیس سیر گوشت خرید کر کوؤں کے لئے ڈال دیا یا اللہ تعالیٰ نے بچے کو شفاعطا فرمائی۔

حکمت و دانائی

*راضی بہ رضا رہنا اس بات کی نشاندہی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے خوش ہے۔

*منافق اللہ کا دوست نہیں ہوتا۔

*تقویٰ اور تواضع اعلیٰ ترین صفات ہیں۔

*سیرت نبی ﷺ پر ثابت قدم رہنے سے ایمان وایقان مضبوط ہوتا ہے۔

*توکل انسان کو غلامی سے آزاد کر دیتا ہے۔

*ہر ظاہر کا وجود اس بات کی علامت ہے کہ اس کا باطن بھی ہے۔

*جو کوشش کرتا ہے وہ پاتا ہے۔

*حضرت علیؓ نے فرمایا ہے:

مومن کسی کا حق مارتا نہیں اور اپنا حق چھوڑتا نہیں ہے۔

*بزرگوں کی غلطیاں ڈھونڈنا خود بڑی غلطی ہے۔

بی بی رانیؒ

بی بی رانیؒ ٹھٹھہ کی رہنے والی تھیں۔ ان کا شمار صاحب عرفان خواتین میں ہوتا تھا، ولایت کے جلیل القدر مرتبے پر فائز ہونے کے باوجود خود کو ظاہر ہونے نہیں دیا، کوئی بھی ان کے متعلق یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ولی اللہ ہیں۔

ان کا پڑوسی بیمار ہو گیا۔ کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی۔ بزرگ مراقبے میں چلے گئے اور فرمایا:

''تم نے کسی کا دل دکھایا ہے جس کی وجہ سے تم اس مرض میں مبتلا ہو، تمہارا علاج میرے پاس نہیں ہے لیکن تمہارے پڑوس میں ایک صاحب دل خاتون رہتی ہیں، ان کی دعا سے انشاءاللہ تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔''

ہ شخص بی بی رانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تکلیف بیان کی، بی بی رانی نے کہا:

'پریشان نہ ہو انشاءاللہ اچھے ہو جاؤ گے۔''

ھر فرمایا:

''میں گوشۂ تنہائی میں اپنی زندگی گزارتی تھی اور کوئی مجھ سے واقف نہیں تھا۔ اب جب کہ لوگوں کو پتہ چل گیا ہے زندگی میں لطف نہیں رہا، دنیا سے اب اٹھ جانا ہی بہتر ہے۔ چند روز گزرے تھے کہ بی بی صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔

حکمت و دانائی

*انسانیت کی خدمت اللہ کی خدمت ہے۔

*مخلوق کی خدمت بندے کو اللہ سے قریب کر دیتی ہے۔

بی بی حاجیانیؒ

اصل نام فاطمہ تھا۔ حافظ قرآن تھیں۔ جب حج کے لئے تشریف لے گئیں تو دوران سفر رات دن میں ایک قرآن شریف ختم کرتی تھیں اور اس کا ثواب رسول اللہ ﷺ کو بخشتی تھیں۔

آپ مستجاب الدعوات ولیہ تھیں۔ حج کر کے واپس آ رہی تھیں تو سمندر میں طوفان آ گیا، تمام مسافر زندگی سے مایوس ہو گئے اور آپ سے دعا کی درخواست کی، بی بی حاجیانی نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور نہایت خشوع و خضوع سے دعا مانگی۔ الٰہی میں تیری رضا میں راضی ہوں اور تیرے سپرد اپنی جان کرتی ہوں لیکن یہ تیرے عاجز بندے ہیں ان کے حال پر رحم کر، ان کی مصیبت کو آسان فرمادے، یکایک طوفان رک گیا اور جہاز کے مسافروں کو اللہ نے بچا لیا۔

آپ نے سجدہ شکر ادا کیا اور حاضرین سے فرمایا:

"اللہ کی امید سے ہمیشہ پر امید رہیں اور یہ یقین رکھیں کہ گناہ خواہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں اللہ تعالیٰ کی رحمت اس سے بہت زیادہ وسیع ہے۔ سمندر کے جھاگ سے زیادہ گناہ ہوں تب بھی اللہ معاف کر دیتا ہے لیکن اگر پھر خطا ہو جائے تو دوبارہ اللہ کی رحمت میں پناہ لے لیں۔ یاد رکھو اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھنے کے مترادف ہے۔

حکمت و دانائی

*توبہ کر کے توبہ پر قائم رہنے کی کوشش کریں۔

*دوبارہ گناہ ہو جائے تو پھر توبہ کر لیں۔

*اللہ اپنے ہر بندے، ہر بندی اور ہر مخلوق سے محبت کرتا ہے۔ وہ اپنی مخلوق کو خوش دیکھنا چاہتا ہے۔

*اللہ کا دربار ناامید ہونے کا دربار نہیں ایک لاکھ مرتبہ بھی اگر توبہ ٹوٹ جائے تو پھر بھی اللہ سے رجوع کرو۔

*اللہ عیبوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔

*اللہ کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف کرتا ہے۔

اماں جیؒ

آپ بڑی عبادت گزار، پرہیز گار، صوم و صلوٰۃ کی پابند اور تہجد گزار تھیں، رمضان کے علاوہ نفلی روزے کثرت سے رکھتی تھیں، درود شریف کثرت سے پڑھا کرتی تھیں۔

جب ان کا بیٹا فوت ہو گیا تو بہت اداس رہنے لگی تھیں۔ خواب میں سیدنا حضورﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپﷺ نے

رمایا:

''رنجیدہ نہ ہو اللہ تمہیں سعادت مند بیٹا عطا فرمائے گا۔''

جب بیٹے کی ولادت ہوئی تو آپ نے اس کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ بیٹے کو شوق ہوا کہ آپﷺ کا دیدار کرے، بیٹے نے ماں سے اس قلبی خواہش کا اظہار کیا۔ اماں بی نے پڑھنے کے لئے ایک دعا بتادی۔ کہتے ہیں کہ بیٹے نے جمعرات کی شب خواب میں دیکھا کہ والدہ فرما رہی ہیں کہ میں تمہارے انتظار میں ہوں، آؤ تم کو خدمت اقدسﷺ میں پیش کروں، میرا ہاتھ پکڑ کر آنحضرتﷺ کی خدمت میں لے گئیں، میں نے دیکھا کہ چاروں طرف لوگ کھڑے ہیں اور رسولﷺ کچھ لکھوا رہے ہیں اور وہ لوگ لکھ کر اطراف عالم میں بھیج رہے ہیں۔

میری والدہ نے حضورﷺ کی خدمت میں حاضر کیا کہ یا رسول اللہﷺ یہ میرا وہی بیٹا ہے جس کی آپ نے بشارت دی تھی، رسول اللہﷺ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا:

''ہاں یہ وہی لڑکا ہے۔''

حکمت و دانائی

*دوسروں کی اصلاح کے لئے اس وقت کچھ کیا جا سکتا ہے جب آدمی خود صاحب عمل اور صاحب کردار ہو۔

بی بی حورؒ

حضور ﷺ اور اہل بیت کی محبت سے آپ کا قلب سرشار رہتا تھا۔ عشق رسول ﷺ کی یہ کیفیت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سن کر دیر تک روتی رہتی تھیں، لوگ انہیں سیرت طیبہ ﷺ پر درس کے لئے اپنے گھر بلاتے تھے، خواتین کی کثیر تعداد آپ کا درس سنتی تھی، حضور ﷺ کے عشق نے آپ کو مستجاب الدعوات بنا دیا تھا۔

ایک مرتبہ ایک عورت آپ کے پاس روتی ہوئی آئی۔ آپ نے نہایت شفقت سے پوچھا کہ

"کیا بات ہے؟"

ورت نے کہا:

"شادی کو پانچ سال ہو چکے ہیں مگر ابھی تک اولاد نہیں ہوئی۔"

آپ کچھ دیر خاموش رہیں پھر فرمایا:

"تیرے گھر اولاد ہو گی، بیٹے کا نام عبدالصمد رکھنا۔"

کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت آپ کے پاس خوشی خوشی آئی۔ اس نے کہا۔ اللہ نے مجھے خوشی کی بشارت دی ہے۔ بی بی حورؒ نے نہایت شفقت سے خاتون کے سر پر ہاتھ رکھا اور اسے مبارک باد دی۔

خاتون نے عرض کیا۔ آپ نے میرے ہونے والے بیٹے کا نام عبدالصمد رکھ دیا ہے۔ مجھے یہ نام بہت پسند ہے۔ آپ نے یہ نام کیوں تجویز کیا ہے؟ اس کے پیچھے کیا مصلحت ہے؟

حضرت بی بی حورؒ نے فرمایا:

"حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے بچوں کے نام ایسے رکھو جو خوبصورت ہوں اور کانوں کو اچھے لگیں۔"

نام کا ٹھپہ دراصل پیدائش سے بڑھاپے تک ایک دستاویز ہے۔ سب کچھ بدل جاتا ہے لیکن نام نہیں بدلتا، نام کسی فرد کی تشخیص کا واحد ذریعہ ہے۔

جب کسی بچے کا نام رکھا جاتا ہے تو اس کے دماغ میں معنی کے اعتبار سے ایک پیٹرن (PATTERN) بن جاتا ہے۔ یہی پیٹرن شعوری زندگی کے لئے مشعل راہ بن جاتا ہے۔

سیدنا حضور ﷺ کا ارشاد عالی مقام ہے:

"بچوں کے نام خوبصورت، خوش پسند اور بامعنی رکھو تاکہ نام کی معنویت اور نام کے اثرات بچے کی آئندہ زندگی کو کامیابی اور کامرانی سے ہم کنار کر دیں۔"

نام کے انتخاب میں پاکباز اور باکردار بزرگوں کی اعانت اس لئے حاصل کی جاتی ہے کہ نام کے ساتھ نام رکھنے والے کا ذہن بھی منتقل ہوتا ہے۔

بی بی حورؒ ایک مرتبہ حج کرنے گئیں۔ روضۂ رسول ﷺ پر سلام عرض کیا۔ وہاں موجود تمام لوگوں نے سنا کہ حضور ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا ہے۔

حکم ودانائی

کچھ گھاس کے پتوں میں اگی ہے مٹی

کچھ باغ کے پودوں میں ڈھلی ہے مٹی

کچھ رنگ برنگ پھول ہوئی ہے مٹی

کچھ تتلیاں بن بن کے اڑی ہے مٹی

(قلندر بابا اولیاءؒ)

مائی حمیدہؒ

آپ کی طبیعت سیلانی تھی، چلتی پھرتی رہتی تھیں۔ جہاں بیٹھ جاتی تھیں وہاں کے لوگ خوشی سے بے حال ہو جاتے تھے، جنگل میں آگ کی طرح خبر پھیل جاتی تھی کہ مائی حمیدہ فلاں جگہ پر بیٹھ گئی ہیں۔ لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے تھے جو الفاظ منہ سے نکل جاتا لوگ اسے اپنی مراد پوری ہونے کا پروانہ جانتے اور خوشی خوشی پیچھے ہٹ جاتے تھے۔

کسی بستی میں آکر بیٹھ گئیں تو ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ مائی صاحبہ میرا کاروبار بند ہو گیا ہے آپ دعا کر دیں آپ کی دعا سے سوئے ہوئے نصیب جاگ جاتے ہیں۔

بھرپور نظر سے اسے دیکھا اور فرمایا:

''کاروبار میں حسن اخلاق کامیابی کی ضمانت ہے، دکاندار کی حیثیت سے سوداگر کے اوپر بہت ساری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، خریداروں کو اچھی چیزیں فروخت کرے، جس مال پر خود اعتماد نہ ہو وہ فروخت نہ کرے۔ خریدار دکاندار پر اعتماد کرتا ہے اسے بے اعتماد نہ کرے۔ دکان صحیح وقت پر کھولی جائے، صبر کے ساتھ دکان پر جم کر بیٹھے، صبح بہت جلد بیدار ہو کر فرائض انجام دینے کے بعد رزق کی تلاش میں نکل جانا خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ ملازمین کاروبار کے فروغ میں سوداگر کے ہاتھ پیر ہیں ہمیشہ ان کے ساتھ پیار و محبت اور نرمی کا سلوک کرنا چاہئے۔

پھر آپ نے اس کے لئے دعا کی اور اللہ نے کاروبار میں بہت برکت دی۔ عرصہ تک نظر نہیں آتی تھیں تو چہ میگوئیاں شروع ہو جاتی تھیں کہ ضرور کہیں عبادت و ریاضت میں مشغول ہونگی۔ بہت سے خدارسیدہ لوگ ان سے ملاقات کرنا سعادت سمجھتے تھے۔

فرماتی تھیں:

''اس دنیا کی طرح اور بھی بے شمار دنیائیں ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل و کرم سے دکھا دیتا ہے۔''

کسی نے پوچھا:

''جنات کو دیکھا ہے؟''

آپ نے فرمایا:

''ہاں! میں نے جنات کو دیکھا ہے۔ کئی جن خواتین میری دوست ہیں۔''

حکمت و دانائی

*قرض اتنا دو کہ کوئی واپس نہ دے تو بھول سکو۔

*اپنی بیویوں سے نرم خوئی کے ساتھ بات کرو اللہ نے مردوں کو عورت کا سرپرست بنایا ہے۔

*بیٹے اور بیٹی کو پیار کرو بچوں کے دل میں یہ خواہش بار بار ابھرتی ہے کہ ابا اماں ہمیں پیار کریں۔

*ہمیشہ بچوں کا حوصلہ بڑھاؤ اس عمل سے بچوں کا دماغ بڑا ہوتا ہے۔

*بچوں کو بہترین لباس پہنانا، عمدہ قسم کے کھانے کھلانا اور اعلیٰ تعلیم دلوانا والدین کی ذمہ داری ہے۔

*بیوی کو چاہئے کہ وہ مصیبت اور پریشانی کے وقت شوہر کی دلجوئی کرے اور اس کا حوصہ بڑھائے۔

*شوہر کو چاہئے کہ وہ اپنی بیوی پر اعتماد کرے۔ بے اعتمادی گھر کا ماحول خراب کر دیتی ہے۔

*بچوں کو اولیاءاللہ کے قصے سنانا چاہئیں اس عمل سے ان کے اندر اللہ کے دوستوں کی محبت بڑھتی ہے۔

لل ماجیؒ

آٹھویں صدی ہجری میں وادی کشمیر میں للہ عارفہ ایک عجیب وغریب شخصیت گزری ہیں۔ ہندو کہتے ہیں کہ یہ خاتون ہندو تھیں اور ان کا نام لل ایشوری تھا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ مسلمان تھیں انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ کشمیر کے مسلمان کو احتراما ''لل ماجی'' کہتے ہیں۔ (''لل ماجی'' کا مطلب ہے ''بزرگ خاتون'')

صوفیائے کشمیر کے تذکروں میں ان کو مسلم اولیاءاللہ میں شمار کیا گیا ہے عام طور پر لل ہی کے نام سے مشہور ہیں جو کشمیری زبان میں پیار کا لفظ سمجھا جاتا ہے۔

لل عارفہ کشمیر کے ایک گاؤں پنڈریتھن (جو سری نگر کے قریب ہے) میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والدین متوسط درجہ کے ہندو زمیندار تھے، انہوں نے نومولود بچی کا نام لل ایشوری رکھا، وہ ابھی کمسن ہی تھیں کہ ان کے والدین نے ان کی شادی ایک برہمن زادے سے کر دی، وہ گھر کا سارا کام کاج بڑی محنت سے کرتی تھیں لیکن ان کی ساس ان پر بہت ظلم ڈھاتی تھی اور اپنے بیٹے سے بہو کو پٹواتی تھی۔ دکھ سہتے سہتے وہ اکثر گم سم رہنے لگیں اور نفس کشی میں لذت محسوس کرنے لگیں ان کی لو اللہ سے لگ گئی اور خرق عادات کا ظہور ہونے لگا، لوگوں نے انہیں دیوی کا درجہ دے دیا اور دور دور سے عورتیں ان کے درشن کو آنے لگیں، ہجوم سے گھبرا کر آخر ایک دن وہ گھر سے نکل گئیں اور دشت نوردی اختیار کر لی، جنگلوں، ویرانوں کو اٹھکانا بنالیا۔

مشہور ولی اللہ سید سمنانی تانیؒ جب کشمیر میں آئے تو لل ان کے دست حق پرست پر مسلمان ہو گئیں اور پھر ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر وقت کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی میں گزار دیا۔

ایک روایت کے مطابق اس سے پہلے سہروردیہ کے شہرہ آفاق بزرگ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کشمیر تشریف لائے تو لل نے بھی کسب فیض کیا، مشہور ولی اللہ اور مبلغ اسلام امیر کبیر سید علی ہمدانی کشمیر تشریف لائے تو ان سے بھی فیوض و برکات کی سعادت نصیب ہوئی۔

وہ اپنے بیگانوں سب کو برابر سمجھتی تھیں اور رشتۂ انسانیت کو سب سے افضل قرار دیتی تھیں، رنگ و نسل، وطن اور رسوم و رواج سے آزاد تھیں، بت پرستی کی شدید مخالف تھیں اور فلسفہ ہمہ اوست (وحدت الوجود) کی زبردست مبلغ تھیں۔

کشمیر کے نامور صوفی شیخ نورالدین ولی لل عارفہ کے رضاعی فرزند اور عقیدت مند تھے۔ اپنی ایک مناجات میں انہوں نے ''لل'' کو اولیاءاللہ خواتین میں شمار کیا ہے اور خدا سے دعا کی ہے کہ وہ انہیں لل ماجی جیسا بنا دے۔

لل کشمیری زبان کی خوش گو شاعرہ بھی تھیں۔ کشمیر کے اہل ذوق حضرات نے ان کو کشمیری شاعری کا بانی بھی قرار دیا۔ ان کی شاعری کے مجموعے چھپ چکے ہیں۔

ایک بار لل کسی جنگل میں سجدہ ریز تھیں کہ ایک بھوکے شیر نے انہیں دیکھا اور ان پر جھپٹا لیکن جب قریب آیا تو اس کی درندگی ختم ہو گئی اور ''لل'' کے پاس بیٹھ کر دم ہلانے لگا۔

حکمت و دانائی

*عورت اور مرد کا وجود بذات خود کچھ نہیں وہ صرف روح کے مظاہر ہیں۔

*کامیابی بے لوث اور بہادر لوگوں کے لئے ہے۔

*چوب خشک اور شمع کا جلنا یکساں نہیں۔

*مکھی کو پروانے کا عشق نصیب نہیں ہوتا۔

*جب میں نے فکر و آلام کی دنیا کو خیر باد کہا تو اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں دیکھا۔

ایک بزرگ کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر چیز پاک ہے لوگ اس رمز کو سمجھتے نہیں تھے اس لئے ان کو طرح طرح سے پریشان کرتے تھے، ایک دولت مند شخص نے دعوت کا اہتمام کیا اور اس میں معززین شہر کو مدعو کیا، دستر خوان بچھا کر برتنوں میں کھانا رکھ کر اوپر پلیٹ ڈھک دی، ان بزرگ کے سامنے پلیٹ میں ''پاخانہ'' رکھ دیا۔ جب مہمان جمع ہو گئے تو میزبان نے کہا بسم اللہ کھانا شروع کریں۔

بزرگ نے پلیٹ کو ذرا ہٹایا تو اس میں فضلہ دیکھ کر پلیٹ ڈھک کر کھڑے ہو گئے اور گھر میں موجود سوئمنگ پول میں کود گئے۔

تھوڑی دیر میں تالاب میں سے ایک خنزیر نکلا اور پلیٹ میں سے فضلہ کھا کر دوبارہ سوئمنگ پول میں کود گیا اور حضرت تالاب میں سے نکل کر دستر خوان پر آ بیٹھے۔

میزبان نے شرمندگی سے پوچھا:

''حضرت یہ کیا ماجرا ہے۔آپ تو کہتے تھے کہ ہر چیز پاک ہے۔''

بزرگ نے فرمایا:

''جس کے لئے کھانا پاک تھا وہ کھا گیا۔''

حضرت ''للی'' کی عارفانہ شاعری

''تحفہ''

تو آسمان ہے

تو زمین ہے

تو ہوا ہے

تو دن اور رات ہے

تو چاند ہے

تو پھول ہے

ہر شئے تجھی سے ہے

میں تیری عبادت کے لئے کون سا تحفہ لاؤں۔

''منزل''

خدا تیرے دل میں قیام فرما ہے

اسے دیکھ اور پہچان

تیرتھ یاتراؤں میں رہنے

گنگا میں نہانے، ٹونے ٹوٹکے کرنے سے

وہ نہیں ملتا۔

"جاگو"

کچھ ایسے ہیں جو سوئے ہوئے ہیں

لیکن اصل میں جاگ رہے ہیں

کچھ لوگ ایسے ہیں جو جاگ رہے ہیں

لیکن اصل میں سوئے ہوئے ہیں

کوئی نہانے کے باوجود ناپاک رہتا ہے

اور کوئی نہائے بغیر پاک رہتا ہے۔

بی بی سائرہؒ

قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی پوری پوری کوشش کرتی تھیں۔ اتنی پاکیزہ اور منور تھیں کہ جب بھی آپ کو خاندان والوں کی طرف سے تکلیف پہنچی آپ نے انہیں اللہ کے لئے معاف کر دیا۔

چودہ سال کی عمر میں سورہ رحمٰن کی تلاوت کے دوران روشن اور چمکتا ہوا ستارہ نظر آیا، ان کی نظر ستارے پر گئی تو ستارہ اپنی جگہ سے ہٹتے ہٹتے بادل کے ایک ٹکڑے کے پاس چلا گیا، پھر یہ ستارہ ان کی پیشانی پر چمکنے لگا اور بی بی سائرہؒ حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

''تم نے دنیا میں آکر اپنا وعدہ پورا کیا، میں وعدہ کرتا ہوں کہ روز محشر تمہاری شفاعت کرونگا۔''

بی بی سائرہؒ کو حضور ﷺ سے والہانہ محبت اور عقیدت تھی، کثرت سے درود شریف پڑھتی تھیں۔ حج کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئیں اور روضۂ اطہر پر حاضری دی تو دیکھا کہ حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور ایک ہاتھ میں تھالی ہے جس میں سفید گلاب کے پھول ہیں اور بڑی بڑی کھجوریں ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا

''خدا دین و دنیا میں تیرا بھلا کرے۔''

آپ نہایت کم گو تھیں اور زیادہ تر مراقبے میں مشغول رہتیں تھیں۔

بی بی سائرہؒ نے اپنا ایک مراقبہ لکھا ہے۔

''میں نے مراقبہ میں دیکھا کہ کوئی مجھے آسمان کی طرف لے جارہا ہے اور میں ساتویں آسمان پر پہنچ گئی ہوں وہاں میں نے ایک سریلی آواز سنی ''آسمان پر رہنے والے تم سے خوش ہیں اور میں بھی تم سے خوش ہوں۔'' ساتھ ہی سفید رنگ کی روشنی سے فضا معمور ہو گئی۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ آواز اللہ کی آواز ہے۔''

حکمت و دانائی

*بندے کے اوپر یہ فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کر لے۔

*یقین تلاش میں سر گرداں رہتا ہے تو حقیقت عیاں ہو جاتی ہے۔

*متقی سے مراد وہ انسان ہے جو سمجھنے میں بڑی احتیاط سے کام لیتا ہے۔ ساتھ ہی دل میں بدگمانی کو راہ نہیں دیتا۔

*قرآن آئینہ کی طرح ہے جو آپ کے اندر ہر ہر داغ اور دھبے کو نمایاں کر کے پیش کرتا ہے۔

*حضرت سائرہؒ کو یہ فضیلت عطا ہوئی کہ انہوں نے اللہ کی آواز سنی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مسلمانوں کے عیبوں کے پیچھے نہ پڑو جو شخص اپنے مسلمان بھائیوں کے پوشیدہ عیبوں کے درپے ہوتا ہے۔ اللہ اس کے چھپے ہوئے عیبوں کو طشت از بام کر دیتا ہے اور جس کے عیب افشاں کرنے پر اللہ متوجہ ہو جائے تو پھر اس کو رسوا کر کے ہی چھوڑتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر گھس کر بیٹھ جائے۔

مائی صاحبہؒ

سرو قد، لالہ رخسار، غزال چشم، غنچہ دہن، کتابی چہرہ، صراحی گردن، بال ایسے جیسے چاندی کے تار، مائی صاحبہؒ ہر وقت گھومتی پھرتی رہتی تھیں۔ ان کا معمول تھا کہ کبھی کسی کے گھر چلی گئیں اور کبھی کسی کے گھر۔ جس کے گھر جاتی تھیں اس کے گھر خیر و برکت ہو جاتی تھی لوگ ان کی بہت عزت کرتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ وہ زیادہ دن ان کے گھر مہمان ٹھہریں۔ ایک دن معطر معطر خراماں خراماں مائی صاحبہ تشریف لائیں۔ کمرے میں قدم رکھا تو جھماکہ ہوا اور آنکھوں کے سامنے قوس و قزح کے رنگ بکھر گئے، مائی صاحبہ نے مخمور نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولیں:

''بیٹا! تجھے دیکھنے کی تمنا تھی سو پوری ہو گئی۔''

حیرت زدہ آنکھوں اور کھوئے ہوئے دماغ سے میں نے پوچھا کون ہیں آپ اور کہاں سے آئی ہیں؟ آپ کا نام کیا ہے؟

ملکوتی تبسم کے ساتھ گویا ہوئیں میرے دو نام ہیں ایک نام مفروضہ اور فکشن ہے اور دوسرا نام مفروضہ اور فکشن کی الٹ ہے۔ میں نے نام کی تعریف ایسی کبھی نہیں سنی تھی حیرت اور استعجاب سے پوچھا:

''کیا نام بھی غیر حقیقی ہوتے ہیں؟ نام تو پہچان کا ذریعہ ہے۔''

مائی صاحبہؒ عجیب انداز میں خلاء میں گھورتے ہوئے بولیں:

''بیٹا تمہارا نام کب رکھا گیا تھا؟''

میں نے مودبانہ جواب دیا۔ ''جب میں پیدا ہوا تھا۔''

ہنستے ہوئے کہا۔ ''تم وہی ہو جو پیدا ہوئے تھے؟ کیا تمہارا ایک ایک عضو بدل نہیں گیا؟ کیا تم پنگوڑے سے زمین پر آ کر دندناتے نہیں پھرتے؟ جب تم پیدا ہوئے تو کیا تمہارے ہاتھ اتنے ہی بڑے تھے جتنے اب ہیں؟ اور اپنے قد کاٹھ کے بارے میں تمہاری کیا رائے

ہے؟"

خفت اور ندامت کے ساتھ میں خاموش ہو گیا۔ تجسس نے مجبور کیا تو پھر پوچھا۔"آپ کون ہیں؟"

کہنے لگیں۔"میرے دو وجود ہیں ایک وجود پر ہر لمحہ موت وارد رہتی ہے جس لمحے موت وارد ہوتی ہے اس لمحہ ایک اور وجود تشکیل پاجاتا ہے۔ میرا یہ وجود لمحہ بہ لمحہ موت اور لمحہ بہ لمحہ حیات ہے، میرا دوسرا وجود وہ ہے جس پر لمحات، گھنٹے، دن اور ماہ و سال اثر انداز نہیں ہوتے، نہ تو وہ پیدا ہوتا ہے اور نہ وہ مرتا ہے۔

مائی صاحبہ کی زبانی اسرار و رموز کی یہ باتیں سن کر ذہن میں خیال آیا کہ یہ کوئی بڑی عالم فاضل عورت ہیں۔ دماغ میں جیسے ہی یہ خیال وارد ہوا مائی صاحبہ بولیں:

"نہیں بیٹا نہیں۔ میں عالم فاضل نہیں ہوں۔ مجھے تو خط بھی لکھنا نہیں آتا، ہاں میں خواجہ غریب نوازؒ کی داسی ضرور ہوں۔"

"آپ خواجہ غریب نوازؒ کی داسی ہیں۔ آپ کا قیام کہاں ہے؟"

فرمایا:

"قیام مقام سے ہوتا ہے، میرے دو مقام ہیں ایک مقام ٹائم اور اسپیس میں بند ہے میں اسی مقام میں خود کو پابند اور مقید محسوس کرتی ہوں، چند میل اگر سفر کرنا پڑے تو وسائل کی محتاجی ہے، میرا دوسرا مقام وہ ہے جہاں میں وسائل کی محتاج نہیں ہوں، وسائل میرے پابند ہیں۔"

قیام اور مقام کی یہ فکر انگیز گفتگو سن کر میری کیفیت ایسی ہو گئی جیسے کسی ساٹھ سالہ کسان کے سامنے ایٹمی فارمولا بیان کیا جا رہا ہو۔ مائی صاحبہؒ نے جب دیکھا کہ میں نروس ہو گیا ہوں تو دو قدم آگے بڑھیں اور شفقت سے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، ابھی ان کا شفقت بھرا ہاتھ میرے سر پر ہی تھا کہ بچوں نے شور مچا دیا۔ دادی آ گئیں۔ دادی آ گئیں۔ دادی نے بھی اپنے معصوم پوتے اور پوتیوں کو کلیجے سے لگا لیا اور ڈھیروں دعائیں دیں۔

بڑی بیٹی نے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا۔ دادی کچھ اپنی زندگی کے بارے میں بتائیں؟ مائی صاحبہ کچھ دیر کے لئے خاموش ہو گئیں۔

نکھوں سے آنسو بہنے لگے اور انہوں نے اپنی آپ بیتی اس طرح بیان کی۔

"میرا نام جیاتی تھا، عمر ہو گی کچھ چودہ سال۔ ماں باپ نے پھیرے کروا دیئے، ابھی دلہن کے خواب پورے بھی نہ ہوئے تھے کہ پتی روٹھ گیا، سسرال والوں نے مجھے ستی کرنے کے مشورے شروع کر دیئے۔ میرے کانوں میں بھنک پڑ گئی۔ میں گھپ اندھیری رات میں سسرال سے میکے پہنچی۔ ماتا جی نے مجھے سینے سے لگایا، لیکن میرا باپ مذہبی آدمی تھا اس نے اس طرح گھر آنا پسند نہیں

کیا۔ جب تین پہر رات ڈھل گئی تو ماں نے مجھے پچھلے دروازے سے باہر کر دیا۔ میں دوڑتی رہی دوڑتی رہی یہاں تک کہ افق سے سورج نمودار ہوا۔ درختوں کے ایک جھنڈ میں دن بھر پڑی روتی رہی سسکتی رہی اور اپنے مقدر کو کوستی رہی۔ سورج نے جیسے ہی رات کے پردے میں اپنا چہرہ چھپایا میں منزل کا تعین کئے بغیر پھر دوڑنے لگی۔ لہولہان پیروں سے نحیف و نزار جسم اور خشک حلق کے ساتھ نہیں معلوم کس طرح خواجہ غریب نوازؒ کے دربار میں جا پہنچی۔ ڈر اور خوف کا غلبہ اتنا تھا کہ مزار کے اندر جا کر میں نے اندر سے کنڈی لگا لی اور خواجہ صاحب کی لحد سے لپٹ کر لیٹ گئی۔ سکون ملا۔ لگتا تھا کہ میں دو چار سال کی بچی ہوں اور خواجہ غریبؒ کی قبر ماں کی گود ہے۔ ادھر میں سرور کی کیفیت میں سرشار تھی، باہر کہرام مچ گیا، کوئی دیوانی اندر گھس گئی ہے، لوگ چیختے رہے، چلاتے رہے، دروازہ پیٹتے رہے مگر میں سکون کی وادی میں تھی مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ بالآخر میں نے دروازہ کھول دیا اور وہاں جھاڑو دینے کی خدمت میں معمور کر دی گئی۔ پاکستان بنا تو اپنی ہی جیسی ایک عورت پر عاشق ہو گئی اور اس خاتون کے ساتھ پاکستان آ گئی۔

چھوٹی بیٹی نے پوچھا دادی اماں ہمارے گھر کا پتا آپ کو کس نے بتایا ہے؟

مائی صاحبہ نے بہت زور کا قہقہ لگایا اور فرمایا:

''بیٹی! جس بندے کو اپنے اصل مالک کا پتہ مل جاتا ہے اس کے لئے کوئی پتہ، کوئی ٹھکانہ، کوئی مقام ڈھونڈنا مشکل نہیں ہوتا۔''

سبحان اللہ کیا سعید دن تھا کہ پورے دن انوار کی بارش برستی رہی، در و دیوار سے روشنیاں پھوٹتی رہیں، ایسا سماں تھا کہ جس کو صرف محسوس کیا جا سکتا ہے، بیان نہیں کیا جا سکتا۔ رات کو رخصت ہوتے وقت میں نے مائی صاحبہ کی قدم بوسی کی ان کے نرم اور جھاگ سے ملائم ہاتھوں کو چوما۔ آنکھوں سے چھوا اور بے قرار دل کے ساتھ کہا:

''مائی صاحبہ کوئی نصیحت کریں۔''

مائی صاحبہ ایک دم آسمان کی طرف دیکھنے لگیں اس طرح کہ پلکوں کا ارتعاش رک گیا، ڈھیلوں کی حرکت ساکت ہو گئی، لگتا تھا کہ ذہن و دماغ دونوں کسی نادیدہ نقطے پر مرکوز ہیں۔ ہم سب نے خود اماں کے استغراق اور تجلی سے معمور چہرے کو تکتے رہے۔ ایک بلند آواز گونجی:

''بیٹا!''
انگشت شہادت کھلی ہاتھ آسمان کی طرف بلند ہوا اور زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

''رب راضی، سب راضی۔''

حکمت و دانائی

*رب راضی سب راضی۔

*وجود لمحہ بہ لمحہ موت اور لمحہ بہ لمحہ حیات ہے۔

*ہر لمحہ، ہر آن موت وارد رہتی ہے۔ جس لمحے موت وارد ہوتی ہے اسی لمحے ایک نیا وجود تشکیل پا جاتا ہے۔

*جس بندے کو اپنے اصل مالک کا پتہ چل جاتا ہے وسائل اس کے پابند ہو جاتے ہیں۔

*مرشد سے طلب کرتے رہنا چاہئے، جب تک بچہ روتا نہیں ماں دودھ نہیں پلاتی۔

*کسی کو دوست کہہ دیا تو دوستی ہر حال میں نبھاؤ۔

*مرشد کا دروازہ مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو۔

*جس کا مرشد نہیں اس کا اعتبار نہیں۔

*مرشد جو کہے وہ کرو مرشد کی نقل نہ کرو۔

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نہ بود ز راہ و رسم منزلہا

حضرت بی بی پاک دامناںؒ

حضرت بی بی پاک دامناںؒ چھ بہنیں تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔بی بی حاجی، بی بی تاج، بی بی نور، بی بی گوہر اور بی بی شہناز۔ یہ بہنیں ایک خدا پرست عابد وزاہد ولی اللہ سعید احمد نوشیر کی بیٹیاں تھیں۔ یہ سب عابدہ وزاہدہ بہنیں علم دین میں کمال رکھتی تھیں۔

عبادت کے لئے ایک حجرہ مخصوص کر رکھا تھا جس میں شب بیداری کیا کرتی تھیں، گھر میں کام کرنے والے اکثر یہ منظر دیکھتے تھے کہ حجرے میں دودھیا رنگ کی روشنی پھیلی ہوئی ہے اور روشنیوں کے سائے ادھر ادھر آتے جاتے ہیں۔

ان بی بی صاحبان کی برکت سے بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جب یہ خبر لاہور کے حاکم تک پہنچی تو وہ پریشان ہو گیا اور اپنے لڑکے کو حکم دیا کہ ان کے پاس جا کر کہے کہ میرے ملک سے نکل جائیں۔ جب لڑکا ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ بھی ان کا مرید ہو گیا۔بی بی حاجی صاحبہ نے اس کا نام شیخ جمال رکھا۔ شیخ جمال ان کے پاس ہی ٹھہر گیا۔

جب پنجاب میں لشکر کشی ہوئی تو شہر لاہور کو بھی تاراج کر دیا۔ان بیبیوں نے خدا سے التجا کی کہ ہمیں نامحرموں کی دست برد سے محفوظ رکھ، ہمیں زمین میں پیوند کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا زمین پھٹ گئی اور یہ چھ بیبیاں زمین میں سما گئیں۔ان بیبیوں کے مزار آج بھی لاہور میں موجود ہیں۔

بی بی الکنزہ تبریزؒ

بی بی الکنزہ تبریزؒ نے ایک عیسائی گھرانے میں آنکھ کھولی، غریب قبیلے سے تعلق تھا۔ آپ کے والد توحید پرست تھے اور اکثر ان کو بشارتیں ہوتی تھیں۔ باپ کی یہ صفت بی بی الکنزہ تبریزؒ میں بھی منتقل ہوئی۔

بی بی الکنزہ تبریزؒ راتوں کو عبادت میں مصروف رہتی تھیں۔ ان کی شکل پر نور برستا تھا۔ آہستہ آہستہ باپ اور بیٹی دونوں کی بزرگی کے چرچے عام ہوگئے، پریشان حال مخلوق ان کی جھونپڑی کے قریب جمع ہونے لگی۔ بی بی الکنزہ تبریزؒ ان لوگوں کے لئے دعا کرتی تھیں اور اللہ تعالیٰ لوگوں کی مرادیں پوری کر دیتے تھے۔

چند بانجھ عورتیں ان کے پاس آئیں اور گریہ زاری کرنے لگیں کہ ان کے شوہر سوکن لے آئیں گے۔ بی بی الکنزہ تبریزؒ پر خواتین کی آہ وزاری کا بہت اثر ہوا رات کو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اچانک ان پر غنودگی طاری ہوگئی سارا ماحول نورانی ہوگیا، نہایت معطر بھینی بھینی خوشبو پھیل گئی اور ایک جلیل القدر خاتون نظر آئیں، خاتون نے نہایت دل آویز مسکراہٹ سے کہا:

”کنزہ! میں بنت رسول ﷺ ہوں، تمہاری اللہ پرستی اور مخلوق خدا کی بھلائی ہمیں پسند آئی، تمہارے عمل میں اخلاص ہے۔ بے اولاد اور بانجھ عورتوں کے لئے اس جنگل میں ایک بوٹی ہے جس کے ہر پودے میں پانچ شاخیں، ہر شاخ پر چودہ پتے ہیں اس بوٹی کے پتوں، جڑوں اور پھولوں کو شہد میں ملا کر بانجھ عورتوں کو کھلا دے۔“

کنزہ! نہ لوٹانا کسی سوالی کو اپنے گھر سے خالی ہاتھ واپس۔“

اگلے دن صبح بی بی الکنزہؒ تبریز جنگل میں سے بوٹی تلاش کر کے لے آئیں اور ضرورت مند خواتین کو یہ بوٹی دے دی۔ اس طرح وقت گزرتا رہا، بی بی الکنزہ تبریزؒ خلوص کے ساتھ خدا کی عبادت میں مشغول رہیں ہمیشہ یہ دعا کرتیں کہ

”اے خدا! اس جنگلی قبیلے میں میری مدد کیجئے، مجھے اپنے پسندیدہ بندوں میں شامل کیجئے اور مجھے اپنا قرب عطا فرما دیجئے۔“

اللہ نے آپ کی دعا قبول کی۔

خواب میں غیبی آواز نے حکم دیا:

" یہاں سے نکل جاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے۔"

آنکھ کھلتے ہی جھونپڑی سے نکل پڑیں۔ جنگل بیابان میں سفر کیا۔ بالآخر ایک مسلمان قبیلے میں پہنچ گئیں اور اسلام قبول کر لیا۔

خواتین جوق در جوق ان کی زیارت کو آئیں قبیلے میں جشن منایا گیا، سب لوگوں نے آپ کو خلوص اور محبت سے اپنے قبیلے میں شامل کر لیا۔ آپ نے نصیحت کی:

"اللہ ہر جگہ موجود ہے۔"

کافی عرصہ تک بستی کے لوگوں نے آپ سے فیض پایا، بالآخر ایک دن کہیں اور چلی گئیں اور پھر ان کا کہیں کوئی پتہ نہ چلا۔

بی بی عنیزہؒ

آپ کنیز تھیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتیں تھیں تو آواز میں درد بھر جاتا، مناجات کرتے ہوئے ایک رات دعا مانگی:

"اے میرے معبود! آپ کو مجھ سے محبت کی قسم مجھ پر رحم کیجئے۔"

ان کا مالک یہ سن رہا تھا وہ بولا۔

" اس طرح نہیں یوں کہہ، اے اللہ! تجھ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم۔"

بی بی کنزہؒ نے کہا:

"اللہ کی مجھ سے محبت ہی تو ہے جو میں عبادت میں مصروف ہوں۔"

پھر بولیں:

"اے اللہ! میرا اور آپ کا معاملہ اب تک چھپا رہا اب مخلوق کو خبر ہو گئی ہے اب مجھے اپنے پاس بلا لے۔"

یہ کہہ کر اللہ ہو کی ضرب لگائی اور جان، جان آفریں کے سپرد کر دی۔

حکمت و دانائی

* جہاں شک ہے وہاں سے یقین چلا جاتا ہے۔

* یہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے محبت ہی تو ہے جو میں عبادت میں مشغول ہوں۔

* وہ بندہ جو اللہ سے زیادہ دوسری چیزوں کو عزیز رکھتا ہے اللہ کا سچا بندہ اور شیدائی نہیں ہے۔

*ایک آدمی زبانی دعویٰ کرتا ہے کہ میں اپنے محبوب سے محبت کرتا ہوں لیکن جب ایثار اور قربانی کا وقت آتا ہے تو وہ اپنے قول میں سچا ثابت نہیں ہوتا، اس کی محبت قابل تسلیم نہیں ہے۔

*اللہ تعالیٰ سے جو لوگ محبت کرتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ بھی محبت کرتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو اس کا دل محبت سے معمور ہو جاتا ہے، محبت کی یہ خوشبو سماوات اور زمین پر محیط ہو جاتی ہے، زمین کی ہر مخلوق چاہے وہ انسان ہو، پرند ہو، چرند ہو، درندہ ہو، درخت ہو، پھول ہو، بادل ہو، ہوا ہو اس شخص سے محبت کرنے لگتی ہے۔

*حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''مر جاؤ مرنے سے پہلے۔''

''مر جاؤ مر جانے سے پہلے۔'' کا مفہوم یہ ہے کہ دنیاوی زندگی میں رہتے ہوئے مرنے کے بعد کی زندگی کا علم حاصل کر لو جب مرنے کے بعد کی زندگی کا علم حاصل ہو جاتا ہے تو انسان کے اوپر سے موت کا خوف ختم ہو جاتا ہے۔

بی بی بنت کعبؒ

سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں خوش الحانی سے اشعار پڑھتی تھیں۔ مخلوق کی خدمت کرناان کا نصب العین تھا۔

شدید بیماری میں لوگوں سے ملنے سے عاجز ہوگئیں تورات کو خواب میں ایک نورانی بزرگ ان کے پاس آئے، بی بی صاحبہ نے پوچھا۔" آپ کون ہیں؟"

بزرگ نے کہا۔"میں تمہارا باپ ہوں۔"

آپ کو خیال گزرا کہ حضرت علیؓ ہیں۔ کہنے لگیں۔

"اے امیر المومنین! میری حالت دیکھئے۔"

فرمایا:"میں رسول اللہ ﷺ ہوں۔"

یہ سن کرزاروقطار رونے لگیں اور عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! میری حالت پر رحم فرمایئے اور مجھے تندرست کردیجئے۔"

آپ ﷺ نے کچھ پڑھ کر دم کیا اور فرمایا:

"اللہ کے حکم سے کھڑی ہوجاؤ۔"

آپ فوراً کھڑی ہوگئیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"تم اب صحت مند ہو۔ جب آپ سوکر اٹھیں تو بیماری ختم ہوچکی تھی۔"

آپ لوگوں کو تلقین کیا کرتی تھیں کہ حق وصداقت کے پیکر معلم اخلاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات پر عمل کرو۔

دوستوں سے خوش دلی، نرم خوئی اور اخلاص سے ملو۔ کھلے دل سے ان کا استقبال کرو، ملاقات کے وقت اور دوستوں کے معاملات میں لاپروائی، بے نیازی اور روکھا پن اختیار نہ کرو۔

نبی کریم ﷺ جب کسی سے ملاقات فرماتے تھے تو پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

حکمت و دانائی

*جو جھکتا ہے وہی عظمت پاتا ہے۔

*معاف کرنے سے انسان کا ظرف سمندر جیسا بن جاتا ہے۔

*اشیاء کے بجائے اشیاء کے خالق سے دل لگاؤ۔

*مہمان نوازی انبیاء کرام کا پسندیدہ عمل ہے۔

*سخی کے مال میں برکت ہوتی ہے۔

بی بی ستارہؒ

ریاضتوں اور مجاہدوں میں کمال حاصل تھا۔ نماز تہجد سے فجر کی نماز تک مراقبہ کرتی تھیں۔ مراقبہ میں دیکھا۔مادی جسم لہروں میں تبدیل ہو کر کائنات میں پھیل گیا ہے۔ تخلیق میں روشنیوں کا عمل دخل ہے کوئی تخلیق روشنی کے تانے بانے کے بغیر نہیں ہے۔

ایک مرتبہ ان کا بیٹا پانی میں ڈوب گیا شور مچ گیا کہ لڑکا مر گیا ہے۔لوگ ان کو صبر کی تلقین کرنے لگے۔انہوں نے کہا کہ میرا بیٹا نہیں ڈوبا۔دریا کی طرف جا کے بیٹے کو آواز دی:

''اے بیٹے!''

بیٹے نے جواب دیا:

''جی اماں۔''

اور پانی سے زندہ نکل آیا۔بیٹے کو پیار کیا اور لوگوں سے کہا:

''جو مصیبت آنے والی ہوتی ہے اللہ اس کی خبر پہلے سے مجھے دے دیتا ہے، بیٹے کے ڈوبنے کی خبر نہیں دی گئی تھی اس لئے میں نے اس کے مرنے کا یقین نہیں کیا۔''

حکمت و دانائی

*ارادے میں یقین کی روشنیاں شامل ہونے سے ارادے پر عمل درآمد ہو جاتا ہے۔

شامہ بنت اسدؒ

جب آپ چھوٹی سی تھیں تو اکثر گھر سے غائب ہو جاتی تھیں۔ ڈھونڈنے سے کسی درخت کے نیچے یا ویرانے میں ملتی تھیں۔ ایک دفعہ اپنی والدہ کے ساتھ جا رہی تھیں کہ والدہ نے چلتے چلتے پیچھے مڑ کر دیکھا تو بی بی شامہ غائب تھیں۔ گھر میں جا کر دیکھا تو وہ کمرہ میں لیٹی تھیں۔ دس سال کی عمر میں تہجد پڑھتی تھیں، انہیں غیبی آوازیں آتی تھیں۔

شروع میں گھر والے فکر مند ہوئے لیکن جلد ہی انہیں یقین ہو گیا کہ شامہ اللہ والی ہیں۔ گھر والوں نے رشتہ داری میں شادی کر دی۔ شادی کے کچھ عرصہ کے بعد بیوہ ہو گئیں اس کے بعد انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ خواب میں آپ کو سیدنا حضور ﷺ نے حکم دیا کہ

"مخلوق خدا کو فیض پہنچاؤ۔"

بی بی شامہ نے لوگوں سے ملنا جلنا شروع کر دیا اور اللہ کی مخلوق کی خدمت میں مصروف ہو گئیں۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگا بی بی صاحبہ مجھ پر رزق تنگ ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

"تمہارے گھر بیٹی پیدا ہو گی اس کا نام خدیجہ رکھنا۔"

اس شخص نے خدیجہ نام رکھنے کی وجہ پوچھی۔ آپ نے فرمایا:

"خدیجہ نام رکھنے سے خوشحالی اور رزق کی فراوانی ہوتی ہے۔"

حکمت و دانائی

*اللہ کی مخلوق کو فیض پہنچاؤ۔

*اٹھو اور زمین پر گھوم پھر کر اللہ کا فضل تلاش کرو۔

*کسی کی دل آزاری نہ کرنا سب سے بڑی نیکی ہے۔

*کوئی خاتون یا کوئی مرد جب اللہ کے لئے جدوجہد کرتا ہے تو اس پر مستقبل منکشف ہونے لگتا ہے۔

*ماضی میں اللہ کی طرف سے جو نعمتیں ملی ہیں انہیں یاد کرو۔

*مستقبل کی فکر نہ کرو صرف تدبیر کرو باقی اللہ کے اوپر چھوڑ دو۔

ملّانی جیؒ

قیام پاکستان کے بعد ان کے اہل خانہ بچھڑ گئے اور یہ کراچی کے ایک علاقے میں ایک نیک دل خاتون کے گھر رہنے لگیں، ملانی جی بچوں اور بچیوں کو قرآن پاک پڑھاتی تھیں۔ نہایت خوددار اور قناعت پسند تھیں۔ کبھی کسی سے کچھ لینا پسند نہیں کیا، خاموشی سے تلاوت اور نماز میں مشغول رہتیں، بہت کم گو تھیں یہاں تک کہ بچھڑے ہوئے بچوں کا بھی ذکر نہیں کرتی تھیں، بہت پوچھنے پر کہتیں:

''اللہ کی یہی مرضی ہے۔''

روزے بہت رکھتی تھیں۔

سب لوگ ان کا بہت احترام کرتے تھے، حج کرنے کی دلی خواہش تھی۔ حج سے آنے کے بعد فرمایا:

''میری زندگی کا مقصد پورا ہوگیا۔''

بیماری کے دوران انہوں نے پڑوسیوں سے کہا:

''میری خواہش ہے کہ مجھے میری اولاد دفن کرے۔''

بظاہر اتنی طویل مدت کے بعد ان کی اولاد کا ملنا مشکل مرحلہ تھا لیکن قدرت کے اپنے طور طریقے ہیں ایک روز اچانک ان کا بیٹا پہنچ گیا۔ دو دن کے بعد ان کا انتقال ہوگیا اور ان کی خواہش کے مطابق ان کی اولاد نے ان کی تدفین کی۔

حکمت و دانائی

اللہ کی رضا میں راضی رہنا ہی زندگی ہے۔

*جس نے اللہ سے دوستی کرلی اسے سب کچھ مل گیا۔

*قناعت پسند آدمی ہر حال میں اللہ کا مشکور رہتا ہے۔

*انسان وہ ہے جو ایک آن بھی اللہ سے غافل نہ ہو۔

دیکھنے والی آنکھ دیکھتی ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے۔

*دل اللہ کا گھر ہے اس کو صاف ستھرا رکھو۔

*دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار کی۔جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی۔

*ضمیر کی راہنمائی قبول کرو ضمیر نور باطن ہے۔

بی بی نور بھریؒ

آپ پر جذب وسلوک کی کیفیت طاری رہتی تھی۔علوم ومعارف کی باتیں کرتی تھیں۔ایک مرتبہ فرمایا:

"ماں کے پیٹ میں نہ کوئی پھل دار درخت موجود ہے اور نہ وہاں کوئی دودھ یا غلہ موجود ہے، بچہ ایک قانون، ایک اصول، ایک ضابطہ ایک نظام کے تحت پیٹ کی اندرونی کوٹھری میں پرورش پاتا رہتا ہے۔ قدرت چاہتی ہے کہ ہم قدرت کی نشانیوں پر غور کر کے نیکوکاروں کی زندگی بسر کریں اس لئے کہ نیکوکاری قدرت کی حسین ترین صفت ہے۔ خالق کا عرفان حاصل کرنے کے لئے خود اپنی ذات کا عرفان ضروری ہے۔ اور اپنی ذات کا عرفان یہ ہے کہ ہم اپنے اندر موجود اللہ کے نور کا مشاہدہ کریں۔

بی بی نور بھریؒ کا زیادہ تر وقت استغراق میں گزرتا تھا، جب آپ کے پاس کوئی مہمان آتا اور گھر میں کوئی چیز نہ ہوتی تو آپ دیگچی میں پانی ڈال کر چولہے پر رکھ دیتی تھیں۔ کبھی اس ہنڈیا میں سے عمدہ قسم کے پکے ہوئے چاول نکلتے اور کبھی گوشت کی خوشبو پھیل جاتی۔

حکمت ودانائی

*جو عمل رسول کریم ﷺ نے کیا ہے اس پر عمل پیرا ہو جاؤ، جو کام رسول کریم ﷺ نے انہیں کیا اسے چھوڑ دو۔

*جب کسی بزرگ کی خدمت میں جاؤ تو کچھ نہ کچھ ہدیہ لے کر جاؤ چاہے وہ ماچس کی ایک ڈبیہ ہو۔

*بزرگوں کی مجلس میں خاموش رہ کر ان کی گفتگو سنو، ادب واحترام ملحوظ رکھ کر سوالات کرو تاکہ مجلس میں موجود لوگ بھی ان کے علم سے استفادہ کریں۔

*گونگے بہرے بن کر نہ بیٹھو اولیاءاللہ کی مجلس میں ادب کے ساتھ سوال کرو۔

*بچوں پر شفقت کرو بڑوں سے محبت کرو۔

*صبح شام ماں باپ کو سلام کرو۔

بچوں کو ادب سکھاؤ اور مناسب وقت پر انہیں تحفے دو۔

مائی جنتؒ

مائی جنتؒ خوددار بزرگ خاتون تھیں۔ جب دنیا نیند کی آغوش میں چلی جاتی تو بستر سے اٹھ جاتیں۔ دل سوز آواز میں حمد و ثناء بیان کر کے کہتیں:

"اے میرے محبوب! میں تیری راہ میں بیٹھی ہوں، تیری محبت کی روشنی میرے دل میں پھیل رہی ہے کیا اس پر بھی تو مجھے قرب عطا نہیں کرے گا، نہیں نہیں اے میرے اللہ! اے میرے محبوب ایسا نہ کرنا۔"

مائی جنتؒ ایک مرتبہ کہیں سے آرہی تھیں کہ ایک صاحب ملے پوچھا:

"کہاں سے آرہی ہو؟"

جواب دیا: "اللہ کی طرف سے۔"

صاحب نے پھر پوچھا: "کہاں جارہی ہو؟"

مائی صاحبہ نے کہا: "اللہ کی طرف۔"

صاحب نے کچھ رقم پیش کی، مائی جنتؒ نے ان کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ بولیں:

"اللہ کی جو صورت تو نے اپنے دل میں بنا رکھی ہے وہ تیری کم عقلی پر دلالت کرتی ہے، میں اللہ ہی کے لئے زندہ ہوں جس طرح میں اس کی بندگی میں کسی کو شریک نہیں کرتی اسی طرح اس کے سوا کسی سے کچھ نہیں مانگتی۔"

آپ نے خواب میں جنت دیکھی۔ صبح اس کا احوال اس طرح بیان کیا:

"میں گھوڑے پر سوار جنت میں داخل ہوئی تو سات حوروں نے میرا استقبال کیا وہ مجھے نہر پر لے گئیں، غسل کرایا اور جنت کا لباس اور زیور پہنایا۔ میں نے آئینہ دیکھا تو میرے ماتھے پر دو چاند سجے ہوئے تھے، کہا گیا کہ ایک چاند حوروں کا حسن ہے اور دوسرا

روحانیت میں کامیابی کا چاند ہے۔ایک فرشتہ ظاہر ہوااور اس نے کہا کہ میرے پروں پر سوار ہو جاؤ۔ میں فرشتے کے دائیں پر کے اوپر بیٹھ گئی۔ فرشتے نے مجھے جنت کے اعلیٰ مقام پا اتار دیا۔ یہاں کوئی نہیں تھا۔ میں کافی دیر تک گھومتی رہی۔ یکایک حضرت خواجہ غریب نوازؒ تشریف لائے۔انہوں نے مجھے فیروزہ کی انگوٹھی پہنائی پھر حضرت داتا صاحبؒ، لعل شہباز قلندرؒ اور حضرت شمس تبریزؒ تشریف لائے اور پھولوں کا ہار میرے گلے میں ڈال دیا۔اس خواب کے بعد سے آپ مائی جنتؒ کے نام سے مشہور ہو گئیں۔

حکمت ودانائی

*اے میرے محبوب! میں تیری راہ میں بیٹھی ہوں، تیری محبت کی روشنی میرے دل میں پھیل رہی ہے۔

*دل اللہ کا گھر ہے اس کو روشن رکھو۔

*معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے رسول اللہ ﷺ سے جو دل چاہا باتیں کیں اور فرمایا: ''دل نے جو دیکھا جھوٹ نہیں دیکھا۔''

*کہاں سے آرہی ہو؟''اللہ کی طرف سے۔''

کہاں جارہی ہو؟''اللہ کی طرف۔''

*آدمی نے اللہ کی جو صورت اپنے دل میں بنا رکھی ہے وہ کم عقلی پر دلالت کرتی ہے۔

*میں اللہ کے لئے زندہ رہوں اور اللہ سے ہی مانگتی ہوں۔

*ظاہری اور باطنی حسن یہ ہے کہ تکالیف پر صبر کیا جائے۔

*شکر کو اپنا شعار بنالو شکر کرنے والے بندے بہت کم ہیں۔

*ایک فرشتہ ظاہر ہوا اس نے کہا۔ میرے پروں پر سوار ہو جاؤ۔ میں فرشتے کے ایک پر کے اوپر بیٹھ گئی۔ فرشتے نے مجھے جنت کے اعلیٰ مقام پر اتار دیا۔

*حوروں نے مجھے جنت کا لباس پہنایا۔ میں نے آئینہ دیکھا کہ میرے ماتھے پر دو چاند تھے۔ایک حوروں کا حسن اور دوسرا روحانیت میں کامیابی کا چاند۔

بی بی سعیدہؒ

بی بی سعیدہؒ اپنے دور کی رابعہ بصریؒ تھیں۔ ریاضت اور مجاہدے میں ان کو کمال حاصل تھا۔ آپ فرماتی تھیں:

''دل کی آنکھ کھل جانے سے بندہ مومن کے درجے پر فائز ہو جاتا ہے۔ دل کی آنکھ سے دیکھنا حقیقت ہے اور ظاہری آنکھ سے دیکھنا فریب نظر ہے۔''

ایک سکھ عورت نے آپ سے کہا:

''میرا بیٹا بیمار ہے، مرض کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا۔ آپ میری مدد کریں۔''

بی بی سعیدہؒ نے کچھ دیر مراقبہ کر کے لڑکے کی ماں سے کہا:

''تمہارے بیٹے کی آنتوں میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہو گئے ہیں۔ طبیب کو جا کر بتاؤ کہ وہ اس مرض کا علاج کرے، علاج کے بعد لڑکا صحت یاب ہو گیا۔

بی بی سعیدہؒ اپنی روحانی صلاحیتوں سے مرض کی تشخیص میں مہارت رکھتی تھیں۔

حکمت و دانائی

دل کی آنکھ کھل جائے تو خواتین بھی مومنہ کے درجے پر فائز ہو جاتی ہیں۔

*دل کی آنکھ سے دیکھنا حقیقت اور ظاہری آنکھ سے دیکھنا فریب نظر ہے۔

بی بی وردہؒ

بی بی وردہؒ اپنے دور کی نامور عارفہ تھیں۔ جب دنیا سے دل گھبرایا تو جنگل میں نکل گئیں۔ ایک دن دیکھا کہ سیاہ رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ایک شخص کھڑا ہے جس کا قد تقریباً چار یا پانچ انچ تھا، چہرے پر کیچڑ لگی ہوئی تھی۔ خیال آیا کہ یہ شیطان ہے اس نے کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک تیز چمکدار تلوار نکالی۔ اس تلوار کا رنگ کبھی سرخ ہو جاتا اور کبھی سبز ہو جاتا۔ جب تلوار لہرانی شروع کی تو تلوار میں سے آگ نکلنے لگی۔ اس آگ سے قریب کی چیزیں جل گئیں۔ بی بی وردہؒ نے آیت الکرسی پڑھی تو ایک سفید نورانی تلوار ان کے ہاتھ میں آگئی اور انہوں نے نورانی تلوار سے شیطان کو بھگا دیا۔

ایک بزرگ ان کے پاس تشریف لائے آپ نے ان کا نام لے کر سلام کیا۔ بزرگ نے حیران ہو کر پوچھا:

"تو نے مجھے کیسے پہچانا؟"

بی بی وردہ نے کہا: "محبوب حقیقی کی معرفت سے۔"

بی بی وردہؒ نے بزرگ سے سوال کیا:

"سخاوت کیا ہے؟"

بزرگ نے جواب دیا:

"سخاوت عطا ہے۔"

پوچھا۔ "دین کی سخاوت کیا ہے؟"

جواب دیا۔ "اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے کوشش اور جدوجہد کرنا۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے جدوجہد کرتا ہے تو اللہ کی تجلی قلب پر نازل ہوتی ہے جس سے بندہ پابندی نور کے غلاف کو اپنے اوپر محیط دیکھتے ہیں اور بندہ اس وقت اللہ سے اللہ ہی کو طلب کرتا ہے۔"

حکمت و دانائی

*سخاوت عطا ہے۔

*جب بندہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے سعی کرتا ہے تو محبوب حقیقی قلب پر متجلی ہو جاتا ہے۔

*جب اللہ مل جاتا ہے تو ساری کائنات تعظیماً جھک جاتی ہے۔

*لباس سادہ اور صاف ستھرا پہنو۔

*اچھی خوشبو کا انتخاب کرو۔

*آپس میں تحائف کا تبادلہ کرو۔

بی بی عائشہ علیؒ

بی بی عائشہؒ کا تعلق دینی گھرانے سے تھا۔ سخی اور خدا ترس تھیں۔ ضرورت مندوں کی مدد کر کے خوش ہوتی تھیں۔ معنی و مفہوم پر غور کرنا محبوب مشغلہ تھا۔ کم گوئی نے آپ کو اللہ سے بہت قریب کر دیا تھا۔

بی بی عائشہؒ کو سیدنا حضورﷺ سے عشق تھا۔ ہر نماز کے بعد درود شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرتی تھیں۔ جمعرات کو شب بیداری کرتیں اور پوری رات نوافل اور درود شریف کثرت سے پڑھتی رہتی تھیں۔ جمعہ کو چپ کا روزہ رکھنا معمول تھا۔ آپ خواب میں کئی مرتبہ حضورﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئیں۔ حج بیت اللہ کے بعد مسجد نبویﷺ میں نماز کے بعد فخر کائنات، محبوب سبحانی، نور یزدانی حضورﷺ کو کھلی آنکھوں جلوہ گر دیکھا۔

حکمت و دانائی

*قرآن میں غور و فکر اگر شعار بن جائے تو روح نور ہدایت سے معمور ہو جاتی ہے۔

قرآن میں تفکر سے نئے نئے انکشافات ہوتے ہیں۔

*قرآن میں تسخیر کائنات کے فارمولے بیان کر دیئے گئے ہیں۔

*اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ہم نے قرآن کو سمجھنا آسان کر دیا ہے۔ ہے کوئی سمجھنے والا؟''

*محبت کی لطیف لہریں مصائب و مشکلات اور پیچیدہ بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہیں۔

*غصہ کی کثیف لہریں بیماری کو جنم دیتی ہیں۔

*ذکر الٰہی سے سکون ملتا ہے سکون سے چہرہ خوبصورت ہوتا ہے۔

*قرآن شفا ہے قرآن راہ ہدایت ہے۔

*قرآن دین و دنیا میں سر خرو ہونے کا ذریعہ ہے۔

*قرآن علم اسماء کی تشریح ہے۔

*اللہ آسمانوں اور زمین کی روشنی ہے۔

بی بی علینہؒ

حضرت بی بی علینہؒ میں بچپن ہی سے بزرگی کے آثار نظر آتے تھے۔ زیادہ تر خاموش رہتی تھیں، روزہ رکھنے کا بہت شوق تھا، چہرے پر ہر وقت ایک دل آویز مسکراہٹ رہتی تھی۔ کسی کا دل نہیں دکھاتی تھیں۔ ماں باپ کی انتہائی فرمانبردار تھیں۔ باپ کی خدمت سے بہت راحت ملتی تھی۔

بارہ تیرہ سال کی عمر میں گھر کے ایک گوشے میں تنہا بیٹھی سوچ میں غرق تھیں کہ یکایک ایک حسین و جمیل شخص ظاہر ہوا، بی بی علینہؒ گھبرا گئیں۔ شخص نے تسلی دے کر کہا کہ میں تمہیں خوشخبری سنانے آیا ہوں۔

"کل اسی وقت اس کمرے میں تمہیں آنحضرت ﷺ، بی بی فاطمۃ الزہرہؓ اور حضرت امام حسینؓ کی زیارت ہوگی۔"

علینہ بی بیؒ نے یہ بات اپنی والدہ کو بتائی تو والدین بہت خوش ہوئے۔

دوسرے دن والدہ نے نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنائے، خوشبو لگائی اور کمرے میں بٹھا دیا۔ اللہ کی رحمت سے بی بی علینہؒ کو تینوں بزرگوں کی زیارت ہوئی۔ تینوں بزرگوں نے بی بی علینہؒ کو پیار کیا، سیدنا حضور ﷺ نے کوئی میٹھی چیز عطا فرمائی۔

بہت ساری خواتین آپ کی دوست تھیں ایک مرتبہ اچھے دوست کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"اچھا دوست وہ ہے جو دوستوں کے احتساب کرنے پر خوش ہو اور اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔"

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ

"تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اگر وہ اپنے بھائی میں کوئی خرابی دیکھے تو اسے دور کرنے کی کوشش کرے۔"

آئینہ کی شان یہ ہے کہ جب کوئی آدمی آئینہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے تو آئینہ تمام داغ دھبے اپنے اندر جذب کر کے نظر کے سامنے لے آتا ہے اور جب آدمی آئینہ کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے تو آئینہ اپنے اندر جذب یہ داغ دھبے یکسر نظرانداز کر دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک بار منبر نشین ہو کر بلند آواز میں فرمایا:

''مسلمان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو، جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پوشیدہ عیوب کے درپے ہوتا ہے تو خدا اس کے پیچھے ہوئے عیوب کو طشت از بام کر دیتا ہے اور جس کے عیب افشاں کرنے پر خدا متوجہ ہو جائے تو اس کو رسوا کر کے ہی چھوڑتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر گھس کر بیٹھ جائے۔

حکمت و دانائی

*اسلام کے اصولوں پر عمل کر کے ہم اپنے گھر کو سکون کا گہوارہ بنا سکتے ہیں۔

*خیالات اچھے یا برے ہوتے ہیں آدمی اچھا برا نہیں ہوتا۔

*اگر کوئی کسی کی غیبت کرتا ہے تو اس کا خون پیتا ہے۔

اُمّ معاذؒ

اُمّ معاذؒ زیادہ تر گوشہ نشین رہتی تھیں۔ ہجوم میں گھبراتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں دیوانوں جیسا حال تھا۔ ایک روز کوئی بزرگ ان سے ملنے آئے۔ ان کی حالت دیکھ کر پوچھا:

"تجھے کس شئے نے دیوانہ بنادیا ہے؟"

آپ نے کہا:

"اللہ سے ملنے کے شوق نے مجھے تڑپایا ہوا ہے۔"

بزرگ نے پوچھا:

"کیا فواد اور قلب جدا جدا ہیں؟"

کہ: "قلب محبت کرتا ہے اور فواد مشتاق ہوتا ہے۔"

بزرگ نے پوچھا:

"حق کا وقوف کیا ہے؟"

ام معاذؒ نے فرمایا:

"حق کو پانے کے لئے بے کیف ہونا ضروری ہے۔"

بزرگ نے پوچھا:

"حق کو پانے میں صادق ہونا کیا شئے ہے؟"

یہ سن کر آنکھیں بند کر لیں اور مسکرا کر فرمایا:

''صادق اور سچے لوگ اس طرح چلے جاتے ہیں۔''

ہلا جلا کر دیکھا تو جسم سے روح پرواز کر چکی تھی۔

حکمت ودانائی

* قلب محبت کرتا ہے اور فواد مشتاق ہوتا ہے۔

* حق کو پانے کے لئے بے کیف ہونا ضروری ہے۔

* صادق اور سچے لوگوں پر نزع کا عالم طاری نہیں ہوتا وہ خوشی خوشی چلے جاتے ہیں۔

عرشیہ بنت شمسؒ

اللہ کی رضا میں راضی رہتی تھیں۔ایک ولی اللہ علی میاں کو خواب میں دکھایا گیا کہ عرشیہ بنت شمس جنت میں تیری رفیق ہو گی۔ علی میاں ان کو تلاش کرتے ہوئے ان کے گھر پہنچے اور مہمان بن کر رہنے لگے۔ علی رات کو عبادت کرتے اور دن میں روزہ رکھتے تھے۔ نہوں نے دیکھا کہ یہ خاتون عبادت کرتی ہیں اور نہ روزے رکھتی ہیں۔ایک دن پوچھا۔ آپ کی کیا مصروفیات ہیں؟ عرشیہؒ نے جواب دیا:

"جو آپ نے دیکھا یہی کچھ ہے۔"

علی نے کہا:" ذرا سوچ کر بتاؤ۔"

عرشیہؒ نے عاجزی سے کہا:

"ایک خصلت مجھ میں یہ ہے کہ اگر تنگدستی میں ہوتی ہوں تو تمنا نہیں رکھتی کہ خوشحال ہو جاؤں، بیمار ہوں تو راضی برضا رہتی ہوں، دھوپ میں چھت کی خواہش نہیں ہوتی، جس حال میں اللہ رکھے راضی رہتی ہوں۔"

خواب میں حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا حضرت مریمؑ نے کھجوریں اور دودھ کا ایک پیالہ دیا۔ایک مرتبہ ایک عورت گھبرائی ہوئی آپ کے پاس آئی کہنے لگی میری بیٹی کی حالت بہت خراب ہے دروازہ کی وجہ سے وہ سخت اذیت میں ہے۔ آپ نے آنکھیں بند کیں اور دم کر دیا۔اللہ نے مشکل آسان کر دی۔

حکمت ودانائی

*جس حال میں رب رکھے راضی رہنا چاہئے۔

*تنگدستی میں شکوہ نہیں کرنا چاہئے۔

*خوشحالی میں اترانا نہیں چاہئے۔

*صحت میں شکر گزار ہونا چاہئے۔

*بیماری میں ناشکری نہیں کرنی چاہئے۔

*بندہ ہر حال میں خوش رہ سکتا ہے۔

*اولاد اللہ کا دیا ہوا تحفہ ہے۔

*اولاد سے پیار اللہ کے لئے کرنا چاہئے۔

*اولاد ماں باپ کے پاس امانت ہیں اس امانت کی حفاظت یہ ہے کہ اولاد کی صحیح تربیت کی جائے۔

آپا جیؒ

آپا جیؒ میری ماں ہیں اور نام امت الرحمان ہے۔ میری ماں نہایت عابدہ و زاہدہ خاتون تھیں، سات وقت کی نمازی تھی نذر و نیاز بہت کرتی تھیں۔ گھر میں ہر ماہ کسی نہ کسی بزرگ یا امام کی فاتحہ ہوتی تھی، ڈیوڑھی میں مہمان خانہ بنایا ہوا تھا۔ بلا تخصیص کوئی بھی شخص تخت پر آ کر بیٹھ جاتا تھا مہمان کو تازہ روٹی پکا کر کھلاتی تھیں۔ مہمانوں کا راشن ایک الماری میں مقفل رہتا تھا۔ الماری اس وقت کھلتی تھی جب مہمان آئے یا اس میں سامان رکھا جائے۔ ہر کام میں اللہ کا شکر ادا کرتی تھیں، بڑی بیٹی آمنہ خاتون کا ہسپتال میں انتقال ہو گیا۔ خالہ زاد بہن نے بیٹی کے انتقال کی خبر دی تو فوراً کہا۔ ''یا اللہ تیرا شکر ہے۔'' کچھ توقف کے بعد رونے لگیں۔

بڑی بھابی نے اپنا خواب اس طرح سنایا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ تہجد کی نماز کے لئے وضو کرنے جا رہی ہوں کہ یکایک روشنی پھیلی اور پھر نور کا جھماکہ ہوا اور میں نے دیکھا کہ میرے آقا ﷺ، میری جان ان پر فدا ہو، میرے سامنے کھڑے ہیں۔

میں نے کہا۔ السلام علیکم ! یا رسول اللہ ﷺ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ وعلیکم السلام۔ پھر دریافت فرمایا: ''امت الرحمٰن کہاں ہیں؟'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ! وہ سامنے والے کمرے میں سو رہی ہیں۔ میں ابھی جگاتی ہوں۔ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔ سونے دو جب اٹھ جائے تو کہہ دینا مرتضیٰ ﷺ آئے تھے سلام کہہ گئے ہیں۔''

مؤلف کتاب ''اولیاءاللہ خواتین'' خواجہ شمس الدین عظیمی نے خواب میں دیکھا کہ مٹی کا بنا ہوا ایک کچا گھر ہے۔ چار دیواری پر چکنی مٹی پتی ہوئی ہے۔ وہاں سیدنا ﷺ ایک خاتون سے خوش ہو کر باتیں کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی میری والدہ آپا جی کھڑی ہیں اور میں اس وقت سات آٹھ سال کا بچہ ان کے قریب کھڑے ہو کر نہایت حیرت کے ساتھ حضور ﷺ کو دیکھ رہا ہوں اور سوچ رہا ہوں کہ یہ خاتون کتنی خوش نصیب اور مقدس ہیں کہ حضور ﷺ ان سے محبت سے بات کر رہے ہیں میرا یہ خیال حضور ﷺ تک پہنچ گیا۔

حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے مجھے دیکھا اور فرمایا:

''میاں یہ خاتون بی بی خدیجہ ہیں۔''

یہ سن کر بی بی خدیجہؓ نے فرمایا:

"یا رسول اللہ ﷺ! یہ عورت" (آپا جی کی طرف اشارہ کر کے کہا) اس کی ماں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہاں میں جانتا ہوں یہ امت الرحمٰن ہے اور بہت صابرہ ہے۔"

آپا جی مولانا خلیل احمد احمد صاحب سہارنپوری سے بیعت ہوئیں۔ بیعت ہونے کے بعد مرشد کریم کی خدمت میں عرض کیا:
"یا حضرت آپ نے سب کو سبق دیا ہے، پڑھنے کو تسبیحات اور نفلیں تلقین کی ہیں، مجھے کچھ نہیں بتایا۔"

حضرت سہارنپوری نے فرمایا:

"تیرا سبق یہ ہے کہ تو بچوں کی صحیح تربیت کر دے اور اپنے بچوں کو پال پوس کر بڑا کر دے تو میرا کام کر دے میں تیرا حق تجھے پہنچا دونگا۔"
ہم بہن بھائیوں میں سے کوئی یہ کہتا تھا کہ میں فلاں چیز نہیں کھاتا۔ آپا جی کہہ دیتی تھیں:

"جاؤ کھیلو تمہیں بھوک نہیں ہے۔"

بچے ضد کرتے تھے مگر آپا جی وہی کھانا کھلاتی تھیں جو گھر میں موجود ہوتا تھا۔ البتہ اگلے روز یا شام کو بچے کی فرمائش پوری کر دیتی تھیں۔
رات کو تہجد کے بعد اپنے پیر کی شان میں قصیدے پڑھتی تھیں اور بے قرار ہو کر روتی تھیں۔ میں نے ایک روز پوچھا:

"آپا جی آپ کے پیر صاحب نے آپ کو کچھ دیا بھی ہے؟"

بولیں: "بھائی میں نے اپنی ڈیوٹی پوری کر دی۔ بچوں کی دیکھ بھال کر کے انہیں نیکی کے راستے پر چلایا۔ اللہ کا شکر ہے میرے مرشد نے مجھے نواز دیا۔"

میں نے پوچھا: "کیا نوازش ہوئی؟"

فرمانے لگیں: "بس نواز دیا میں مطمئن ہوں اور خوش ہوں۔"

میرے ابا جی دین دار آدمی تھے، شریعت اور طریقت میں ان کی حیثیت ممتاز تھی، اکل حلال کا بطور خاص اہتمام کرتے تھے،

وکالت کے پیشے سے منسلک تھے۔ایک روز خیال آیا کہ وکیل کی کامیابی اس میں ہے کہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ ثابت کر کے مقدمہ جیت لے، آپا جی سے اس بات کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا:

''اس طرح تو ہمارے بچوں کی تربیت صحیح نہیں ہو گی۔ دونوں میاں بیوی نے متفق ہو کر فیصلہ کیا کہ وکالت کا پیشہ ترک کر دیا جائے۔ حالات جب نامساعد ہو گئے تو لکڑی کی ایک ٹال پر ایک روپیہ روز اجرت پر لکڑیاں پھاڑنے کی مزدوری شروع کر دی۔ اللہ نے یہ کرم کیا کہ درخت کی جانچ پڑ گئی کہ اس درخت میں اتنی سوختہ لکڑی ہے، اتنے تختے نکلیں گے اور جڑوں میں اتنا کوئلہ بن جائے گا۔ اس فن میں اس قدر مہارت ہو گئی کہ جنگل خریدنے والے اباجی کی خدمات حاصل کرتے تھے۔ وارے کے نیارے ہو گئے اور اللہ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ پانچ حج کئے۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک حج پیدل کیا تھا جس میں پیر شدید زخمی ہو گئے تھے۔

آپا جی نے اپنے بچوں کے ساتھ دو بچوں کو بھی دودھ پلایا اور ان کی پرورش کی ایک بچے کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ الحمدللہ اب وہ بچہ اسلامک اسٹڈیز میں Ph.D ہے اور اسے سیرت طیبہ پر کتاب لکھنے پر صدارتی ایوارڈ ملا ہے۔ دوسرے بچے کی ماں بیمار تھی اس بچے نے میرے (مولف کتاب کے) ساتھ دودھ پیا ہے۔ صبح، دوپہر، شام، رات بچے کی ماں اپنے شوہر کے ساتھ بچے کو آپا جی کے پاس بھیج دیتی تھی اور آپا جی اسے دودھ پلا کر واپس ماں کے پاس بھیج دیتی تھیں۔

میرے رضاعی بھائی عابداللہ انصاری نے پر نم چشم کے ساتھ شکاگو امریکہ میں مجھے اپنے دوستوں کی مجلس میں یہ واقعہ سنایا تھا۔ محترم بھائی شمس الدین عظیمی صاحب کی والدہ ماجدہ نے میری پرورش کی ہے جب میں نے ہوش سنبھالا تو کسی خاتون نے بتایا کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اور مجھے یتیم سمجھ کر خالہ امت الرحمٰن نے دودھ پلایا ہے۔ میں روتا ہوا آپا جی کے پاس گیا ان سے پوچھا میری ماں کون ہے؟ آپا جی بولیں۔ ''میں تیری ماں ہوں۔'' مجھے یقین نہیں آیا۔ میں نے روتے ہوئے کہا۔ ''نہیں آپ میری ماں نہیں ہیں۔ میری ماں تو مر گئی ہے۔''

آپا نے مجھے سینے سے لگا لیا اور اپنا ہاتھ سامنے کر کے کہا۔ ''دیکھ میرا ہاتھ سفید ہے تو بھی گورا ہے۔'' اور اکبر (میرا چھوٹا بھائی جس کے ساتھ عابد انصاری نے دودھ پیا ہے) کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ ''دیکھ اس کا رنگ سانولا ہے اس کی ماں مر گئی ہے میں نے اس کو گود لے کر دودھ پلایا ہے۔''

مولف کتاب اولیاءاللہ خواتین کے ساتھ یہ صورتحال ہے کہ مجھے جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے آپا جی خواب میں یا بیداری میں روحانی طور پر میری مدد کرتی ہیں۔ میری ہمت بڑھاتی ہیں اور حوصلہ دیتی ہیں۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دربار اقدس واطہر میں حضرت قلندر باباولیاءؒ نے آپا جی کا تعارف بہن کے رشتے سے کرایا اور سیدنا رسول اللہ ﷺ نے اس رشتے کو بڑی خوشی سے قبول فرمالیا۔

حکمت ودانائی

*ہر لڑکی ماں ہے چاہے وہ بیٹی ہو، بہن ہو، بیوی ہو۔ اللہ نے اسے ذیلی تخلیق کے لئے بنایا ہے، اگر بیوی اللہ کی عطا کردہ ماں کی صفات سے شوہر کی دیکھ بھال کرے تو شوہر کبھی بے وفائی نہیں کرے گا۔

*کرایہ کا گھر ٹوکرے میں گھر، دوسرے کا گھر تھوک کا ڈر، اپنا گھر ہگ ہگ کے بھر۔

*شوہر کے سامنے کبھی اونچی آواز میں نہیں بولنا چاہئے، شوہر خود دھیمی آواز میں بولنا شروع کر دے گا صرف صبر واستقلال کی ضرورت ہے۔

*شوہر آدم کا قائم مقام ہے اور بیوی حوا کی قائم مقام ہے۔

*عورت اور مرد کا عمل خود اس کا نگہبان یا محاسب ہے۔

*اللہ کا شکر ادا کرنے اور صبر کرنے سے سارے کام آسان ہو جاتے ہیں۔

*اولاد کی تربیت کا دارومدار ماں کے کردار سے ہے۔

*عورت کو قدرت نے یہ وصف بخشا ہے کہ جب وہ دل سے کسی کا انتخاب کر لیتی ہے تو ہر طرح کا ایثار کرتی ہے اور ہر رکاوٹ کو پھلانگ جاتی ہے۔

*اچھی عورت مرد کی عفت پر آنچ نہیں آنے دیتی۔

*ہمیشہ اللہ کو اپنا محافظ سمجھو۔

*اولاد اور مال فتنہ ہیں لیکن اگر مال اور اولاد کو اللہ کی امانت سمجھا جائے تو یہ دونوں جنت میں جانے کا پروانہ ہیں۔

*درود شریف کثرت سے پڑھو۔

*نماز قائم کرنے میں سستی نہ کرو۔

*صفائی اور پاکیزگی حسن میں اضافہ کرتی ہے۔

*جس گھر میں مہمانوں کی خوش ہو کر تواضع کی جاتی ہے اس گھر میں برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

*ساس بہو کو دل سے بیٹی بنا لے اور بہو دل سے ساس کو ماں سمجھ لے تو گھر میں فساد نہیں ہو گا۔

*سب سے بڑی پریشانی چولہا چکی ہے، ساس کو چاہئے کہ بیٹے کی شادی کے بعد چولہا چکی سے آزاد ہو جائے۔

*جس طرح بیوی کے اوپر ساس کی خدمت فرض ہے اس طرح داماد پر بھی اپنی ساس کی خدمت فرض ہے، ہمارے معاشرے میں یہ بہت بڑی ناانصافی ہے کہ بہو کے اوپر ساری ذمہ داریاں ڈال دی جاتی ہیں کہ سسرال کی خدمت میں لگی رہے لیکن داماد کے اوپر کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی کہ وہ بھی اپنی ساس کی خدمت کرے، پیر دبائے، سر میں تیل ڈالے، پیسے ٹکے سے ان کی خدمت کرے۔

*مرید جب اپنی ڈیوٹی پوری کر دیتا ہے تو مرشد اسے نواز دیتا ہے۔

حضرت سعیدہ بی بیؒ

سعیدہ بی بیؒ ابدال حق حضرت قلندر بابا اولیاءؒ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ قلندر بابا اولیاءؒ کے نانا حضرت بابا تاج الدینؒ اکثر ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ قلندر بابا اولیاءؒ فرماتے ہیں:

’’جس زمانے میں والد صاحب دلی ٹول ٹیکس میں محرر تھے، ہمارے مکان کی ایک دیوار بارش میں گر گئی، مکان دار بارش میں مکان کی مرمت کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔

نانا تاج الدینؒ نے والد کو خط لکھا کہ بیٹی سعیدہ کو ناگپور پہنچا دو۔ ان ایام میں وہ مہاراجہ رگھوراؤ کے پاس مقیم تھے۔ ہم لوگوں کے لئے شطرنج پورہ میں انتظام کیا گیا، روزانہ یا دوسرے دن نانا اپنی گھوڑا گاڑی میں تشریف لاتے، گھنٹوں ہمارے ساتھ گزارتے اکثر ارد گرد کی آبادی کے لوگوں کا آنا جانا رہتا۔ نانا ان کے معاملات میں غور کرنے میں اتنا دماغ صرف کر دیتے کہ حواس ماؤف ہو جاتے۔ ایک بار بے خیالی میں دروازے کی طرف جانے کے بجائے وہ دیوار کے پیچھے کھڑی گھوڑا گاڑی کی طرف بڑھتے چلے گئے اور ٹھوس دیوار سے گزر کر سڑک پر نکل گئے۔ غالباً! یہ کرامت ان سے غیر ارادی طور پر صادر ہوئی تھی، لوگوں کے معاملات کے متعلق سوچنے میں ان کا ذہن تجلی الٰہی میں تحلیل ہو گیا اور جسم ذہن کے تابع ہونے کی وجہ سے ثقل کی منزل سے آگے نکل گیا۔

ہمارے گھر میں ایک بڑا اژدھا تھا جو درخت کے نیچے صحن میں پڑا رہتا تھا۔ رات کو جب چاند شباب پر ہوتا چاندنی پتوں سے چھن چھن کے زمین پر بکھر جاتی تھی۔ پتوں میں سے چھن کر چاند کا روپہلا عکس عجیب نقش و نگار پیش کرتا تھا۔ لگتا تھا کہ زمین پر کہکشاں اتر آئی ہے۔ صحن کا فرش کچی زمین تھی اور حضرت شیر دل خان (حضور قلندر بابا اولیاءؒ) کے والد صحن میں دریائی ریت ڈلوا دیتے تھے۔ اژدھا بھی وہاں پڑا رہتا جو موصل کی طرح موٹا تھا اور اس کا قد ساڑھے پانچ فٹ تھا۔ گھر میں جب مہمان آتے تو سعیدہ بی بی اژدھے سے کہتیں ’’جاؤ کمرے میں جا کر سو جاؤ، باہر نہ آنا‘‘ اور اژدھا کمرے میں چلا جاتا۔

ایک روز سعیدہ بی بی نے دیکھا کہ درخت کے تنے پر ایک ناگ پھنکار رہا ہے۔ اس کے سر پر تاج تھا۔ زبان بار بار باہر نکل رہی تھی۔ انہیں خیال آیا کہ کالا ناگ کہیں بچوں کو نقصان نہ پہنچا دے۔ بھرپور طریقے سے سانپ کو دیکھا اور اس کے اوپر نظریں جما دیں۔

حضور قلندر باباولیاءؒ فرماتے ہیں کہ وہ سانپ درخت سے چپک گیااور اس کے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے۔

اللہ نے سعیدہ بی بیؒ کے رزق میں اتنی برکت دی تھی کہ گھر مہمانوں سے بھرا رہتا تھا۔ نانا تاج الدینؒ نے سعیدہ بی بی کو سبز مرہم نام کی کوئی چیز عطافرمائی تھی وہ کیا چیز تھی کسی کو علم نہیں ہو سکا۔ غیبی فتوحات کو اس کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔

لوگوں کو لینا دینا اور لنگر عام تھا، گھر میں کھانے پینے کی اشیاء سے اسٹور بھرا رہتا تھا۔ نہایت سخی، فیاض اور مہمان نواز خاتون تھیں۔

حکمت ودانائی

*عورت کے لئے شوہر اس کا تاج ہے شوہر کے بعد عورت اجڑ جاتی ہے۔

*ماں کو چاہئے کہ وہ بچوں کو اللہ تعالیٰ سے پیار کرنا سکھائے۔

*بچوں کی ہر ضد پوری نہیں کرنی چاہئے۔

*بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوانا ماں باپ دونوں پر فرض ہے۔

*قیامت کے دن اللہ یہ نہیں پوچھے گا کہ تم نے بچوں کو کیا کھلایا پلایا تھا اللہ تربیت کے بارے میں پوچھے گا۔

*بزرگ مرد اور بزرگ خواتین سے اپنے سروں پر ہاتھ رکھواؤ اور ان سے دعائیں لو۔

*شوہر میں کوئی کمزوری ہو تو بیوی کے اوپر لازم ہے کہ اسے چھپائے، عورتوں میں ظاہر نہ کرے، شوہر کی عیب جوئی اپنی ذات کی عیب جوئی ہے۔

*گھر سے باہر اولاد کی برائی کبھی نہیں کرنی چاہئے اس برے عمل سے اولاد نافرمان ہو جاتی ہے۔

*کوشش کرنی چاہئے کہ شادی کے بعد بہو بیٹا الگ گھر میں رہیں، ہر پرندہ اپنا گھونسلہ الگ بناتا ہے۔

*اللہ تعالیٰ ساری کائنات کا خالق، مالک اور رازق ہے۔ رزق کی پرواہ مت کرو، مخلوق کا کام صرف تدبیر کے ساتھ محنت کرنا ہے۔

* لینے سے دینا اچھا ہے کھلا ہاتھ رزق میں فراوانی کا وسیلہ ہے

*زردار اور سرمایہ پرست لوگوں کی نسبت غریب اور نادار لوگوں کا زیادہ خیال کرو۔